يريدون ليطفئوا نور الله بافواههم والله متم نوره ولو كره الكافرون
مقیاس النور
مرتبہ:- ابو عبدالوہاب محمد عمر دارالمقیاس اچھرہ لاہور

غرض تالیفِ مقیاسِ نورؐ

بندہ سر افگندہ محمد عمر ولد حضرت مولانا مولوی محمد امین صاحب

قریشی صدیقی لاہوری اچھروی اپنے گناہوں سے دربار خداوندی میں نادم ہے اور

خداوند کریم سے اُمید مغفرت کی بھی اُمید واثق رکھتا ہے۔ تو اپنی دنیوی

واخروی نجات کے لئے بلا جرح و طعن نورِ مُصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم

کا ذکر خیر لکھ کر کتاب ھذا مقیاسِ نور بارگاہ رسالت

میں پیش کرتا ہے،

ع گر قبول افتد زہے عز و شرف

ابو عبد الوھاب محمد عمر دار المقیاس اچھرہ۔ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا ایہا النبی انا ارسلناک شاہدا و مبشرا و نذیرا و داعیا الی اللہ باذنہ و سراجا منیرا

اے ہر وقت ہر ذرے ذرے کی خبر رکھنے والے بے شک ہم نے آپ کو بھیجا حاضر و ناظر اور بشارت دینے والا اور ڈرانے والا اور اللہ کی طرف بلانے والا اللہ کی اجازت سے اور سورج نور دینے والا ——— (سورۃ احزاب)

مقیاس النور

فی اثبات

نور من نور

مرتبہ

ابو عبد الوہاب محمد عمر دار المقیاس اچھرہ

قیمت: بلا جلد ۳ روپے ——— لاہور ——— مجلد: چرمی ۵ روپے

مطبوعہ نامی پریس لاہور

بار ثانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

احمده على ان وضع حقيقة نبيه من نوره وبدء الخلق من انوار صفاته وجعل الشمس ضياء من سراجه ونور القمر باشارته ونثر النجوم بلياليه واشرق الارض بدعائم رسالته واشهد ان لا اله الا الله وحده في ذاته وصفاته لا شريك له ولا ند له ولا حد له ولا ضد له ولا مكان له ولا زمان له ولا كفو له ولا كفيل له ولا ولد له ولا والد له ولا مولود له ولا عديل له احد واحد صمدي ازلي سرمدي نوري ابدي لا زوال له ولا ينقص منه شيء ولا دخيل له واشهد ان سيدنا ومولانا وشفيعنا وحبيبنا وحبيب ربنا ومحبوبنا ومحبوب ربنا وغوثنا وغيثنا وغياثنا ومغيثنا وعوننا وعيننا وعياننا ومعيننا ونورنا ونور ربنا ونور اجسادنا ونور ارواحنا ونور بيننا ونور ايدينا ونور ديننا ونور ايماننا ونور اسلامنا ونور اولنا ونور اخرنا ونور ظاهرنا ونور باطننا ونور بيوتنا ونور قبورنا ونور قلوبنا ونور ارضنا ونور سمائنا ونور قرآننا ونور علومنا ونور اعمالنا ونور اقوالنا ونور حياتنا ونور مماتنا محمد صلى الله عليه وعلى اله واصحابه واهل بيته وذريته وعترته وعشيرته واحبائه واوليائه وجميع ابراره وصلحائه وائمته اجمعين۔ اما بعد

بندہ سرافگندہ مقر ہے کہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سب تعریفوں کے لائق وہی ایک اللہ ہے جو سب مخلوق کا معبود ہے جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے۔

اللہ معبود ایک ہی ہے

۱۔ البقرہ ۲/۱۹ | وَ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ
اور معبود تمہارا ایک ہی معبود ہے کوئی معبود نہیں سوائے اس کے جو بڑا مہربان بڑا رحم کرنے والا ہے۔

۲۔ صٰفّٰت ۲۳/۱ | اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِ
بے شک معبود تمہارا ضرور ایک ہی ہے جو آسمانوں اور زمین اور جو ان کے درمیان ہے۔ سب کا رب ہے۔

۳۔ الحج ۱۷/۵ | فَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَلَهٗ اَسْلِمُوْا وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ

۴۔ ابراہیم ۱۳/۱۷ | اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّلِيَذَّكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ
اور کوئی بات نہیں وہی معبود ایک ہے اور چاہیئے کہ عقلوں

والے نصیحت پکڑیں ۔

مومنوں اور کافروں کا معبود ایک ہی ہے

۵۔ عنکبوت ۲۱/۵ } وَ اِلٰهُنَا وَ اِلٰهُكُمْ وَاحِدٌ وَّ نَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ
ہمارا اور تمہارا معبود ایک ہی ہے اور ہم اسی کے لئے مسلمان ہیں ۔

ان آیات مذکورہ بالا سے ثابت ہوا کہ خداوند کریم کے سوا کوئی معبود نہیں

ایک ہی معبود پر کفار کا تعجب کرنا

۶۔ ص ۲۳/۱ } اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ
کیا بنایا ہے اس نے تمام معبودوں سے ایک ہی معبود ہے ۔ بے شک یہ البتہ عجیب بات ہے ۔

۷۔ ال عمران ۳/۸ } شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ وَ اُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًۢا بِالْقِسْطِ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ

خدا شاہد ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور فرشتے اور علم والے منصف بھی گواہ ہیں کوئی معبود نہیں اس کے سوا بڑا غالب بڑا حکمت والا ہے ۔

۸ ــ ۳۰/۶۰ } قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ یَلِدْ وَ لَمْ یُوْلَدْ وَ لَمْ یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۔

فرما دیجئے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ اللہ ایک ہی ہے اللہ ہی بے نیاز ہے ۔ اس کی اولاد نہیں اور نہ کسی کی اولاد ہے اور نہ ہی کوئی اس کی

برابری کرنے والا ہے۔ اس آیۃ کریمہ سے صراحتہ پانچ مطالب ثابت ہوئے (۱) کہ خداوند کریم ہی معبود ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ باقی سب عابدین ہیں (۲) خداوند ہی کسی کا محتاج نہیں باقی سب اس کے محتاج ہیں (۳) اس کی کوئی اولاد نہیں ثابت ہوا کہ اولاد والا معبود ہو سکتا ہی نہیں کیونکہ وہ بے نیاز نہیں (۴) اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے کیونکہ ولادت بھی بے نیازی کے منافی ہے (۵) اس کا کوئی عدیل نہیں اس آیۃ کریمہ نے شرک کی صفائی کر دی۔ اس آیۃ کریمہ پڑھنے سے نہ فرشتہ اس کا شریک بن سکتا ہے نہ نبی اللہ اور نہ ہی ولی اللہ اس آیۃ کریمہ کو جس نے ایمان سے سمجھ کر تلاوت کر لیا اس نے شرک کی جڑیں کاٹ دیں۔ مشرک نہیں کہلا سکتا۔

اقرار توحید خداوندی اور باقی معبودوں سے بیزاری

۹۔ انعام ۷/۲ } ءَاِنَّكُمْ لَتَشْهَدُوْنَ اَنَّ مَعَ اللّٰهِ اٰلِهَةً اُخْرٰى قُلْ لَّاۤ اَشْهَدُ قُلْ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّ اِنَّنِیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ؕ

کیا تم گواہی دیتے ہو کہ اللہ تعالےٰ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے فرما دیجئے یا رسول اللہ میں گواہی نہیں دیتا فرما دیجئے اور کوئی بات ہی نہیں وہی معبود ایک ہے اور میں بے شک بیزار ہوں اس چیز سے جس کو تم خدا کا شریک بناتے ہو۔

اس آیۃ کریمہ سے ثابت ہوا کہ اللہ کریم کے سوا سب معبودوں سے بچنا چاہیئے لیکن جس کی اطاعت کا رب العزۃ نے ارشاد فرمایا اس کی اطاعت سے بیزاری کرنا اور بچنا یہ بھی شرک ہے جو لَا یُشْرِكُ فِیْ حُكْمِهٖۤ اَحَدًا سے ظاہر ہے ؛

اللہ تعالیٰ ہی سب کا رب اور خالق ہے

۱۰- انعام ۷/۱۳ } ذَالِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَا اِلٰهَ هُوَ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوْهُ

یہ اللہ رب تمہارا ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہر شے کا خالق ہے تو تم اس کی عبادت کرو۔

۱۱- رعد ۱۳/۲ } قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ
فرما دیجیے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ ہی ہر شے کا خالق ہے۔ اور ایک وہی ہے زبردست ہے۔

۱۲- ۲۴/۲ } اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ
اللہ ہر شے کا پیدا کرنے والا ہے اور وہ ہر شے پر وکیل ہے۔

۱۳- مومن ۲۴/۲ } ذَالِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ

یہی ہے اللہ تمہارا رب ہر شے کا پیدا کرنے والا ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں پھر کس طرح بہتان تراشتے ہو تم۔

۱۴- حجر ۱۴/۲ } اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْخَلَّاقُ الْعَلِيْمُ
بے شک آپ کا رب وہ بڑا پیدا کرنے والا بڑا جاننے والا ہے

ان آیات کریمہ کے رو سے ثابت ہوا کہ اللہ ہی خالق ہے باقی سب اس کی مخلوق ہیں۔

کیا پیدا کرتا ہے

۱۵- مائدہ ۶/۱۳ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے - اس آیۃ کریمہ سے ثابت ہوا کہ خداوند کریم کو ہر شے پیدا کرنے پر قدرت ہے جو چاہتا ہے پیدا کر دیتا ہے - اللہ تعالیٰ میں یہ کمی نہیں کہ یہ پیدا کر سکتا ہے اور وہ نہیں یا وہ پیدا کر سکتا ہے یہ نہیں اس کو ہر شے کی خلق پر قدرت ہے - چاہے نوری سے ناری پیدا کر دے چاہے نوری سے خاکی پیدا کر دے چاہے خاکی سے نوری پیدا فرماوے چاہے ناری سے نوری پیدا فرما دے ۔ اور جَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ قرآنی شہادت کافی وافی ہے ۔ کہ وہ ظلمت اور نور کا خالق ہے

وہ کیسے پیدا کرتا ہے

۱۶ - روم ۲۱/۴ { وَهُوَ الَّذِيْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِ وَلَهُ الْمَثَلُ الْأَعْلٰى فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ -

اور وہی ہے جو نو پیدا کرتا ہے پھر دوبارہ پیدا کرے گا اور یہ بہت آسان ہے اس پر اور اسی کے لئے مثال بالاتر ہے - آسمانوں اور زمین میں اور وہ غالب حکمت والا ہے -

اس آیت کریمہ سے قدرت باری تعالیٰ ثابت ہوئی کہ وہ خالق ایسا کاریگر ہے جو شے پیدا کرتا ہے - بے مثال ہوتی ہے - جس کی پہلے مثال ہوتی ہی نہیں یہ اسی کی شان ہے اور پھر ایسا قادر ہے کہ فنا کرکے ویسے ہی ہر شے کو دوبارہ پیدا کر دے گا جس کے اول و آخر میں کسی قسم کا فرق نہ ہوگا اور یہ ذوالجلال کی ذات کے لئے بالکل آسان ہے کسی قسم کی دقت نہیں اور ایسے پیدا کرنا یہ اس کی مثال بالاتر ہے ایسا کوئی دوسرا آسمانوں و زمین میں نہیں کر سکتا ہے - اور وہ بڑا غالب اور بڑا دانا ہے -

۱۷ - انعام ۱۳/۶ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ

آسمانوں اور زمین کو نو پیدا کرنے والا ہے۔

۱۸۔ الروم ۲۱/۲ } اَللّٰہُ یَبْدَءُ الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُہٗ
اللہ تعالیٰ ہی خلقت کو پہلے پیدا فرماتا ہے پھر دوبارہ بھی وہی پیدا فرمائے گا۔

۱۹۔ لقمٰن ۲۱/۱ } خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَیْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَھَا وَاَلْقٰی فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ اَنْ تَمِیْدَ بِکُمْ وَبَثَّ فِیْھَا مِنْ کُلِّ دَآبَّۃٍ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَنْۢبَتْنَا فِیْھَا مِنْ کُلِّ زَوْجٍ کَرِیْمٍ ھٰذَا خَلْقُ اللّٰہِ فَاَرُوْنِیْ مَاذَا خَلَقَ الَّذِیْنَ مِنْ دُوْنِہٖ بَلِ الظّٰلِمُوْنَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ۔

اللہ تعالیٰ نے بغیر ستونوں کے آسمانوں کو پیدا فرمایا تم ان کو دیکھ رہے ہو اور زمین میں پہاڑ ڈال دیئے ایسا نہ ہو کہ تمہارے ساتھ حرکت کرے اور اس زمین میں ہر قسم کے چلنے والے پھیلا دیئے اور ہم نے آسمان سے پانی اتارا تو اس میں ہم نے ہر نفیس قسم اگائی ہے یہ اللہ تعالیٰ کی پیدائش ہے پھر تم مجھے دکھاؤ کہ خدا کے سوا لوگوں نے کیا پیدا کیا بلکہ ظالم لوگ ظاہر گمراہی میں ہیں ؛

۲۰۔ بنی اسرائیل ۱۵/۱۱ } اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّ اللّٰہَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ قَادِرٌ عَلٰٓی اَنْ یَّخْلُقَ مِثْلَھُمْ۔

کیا انہوں نے دیکھا نہیں بے شک اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا فرمایا وہ اس پر بھی قادر ہے کہ ان جیسے آسمان و زمین اور پیدا کر دے ؛

۲۱-انبیا $\frac{17}{3}$ } وَهُوَ الَّذِی خَلَقَ اللَّیْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ،

اور وہ ایسا کاریگر ہے جس نے رات اور دن اور سورج اور چاند کو پیدا فرمایا۔

۲۲-نوح $\frac{29}{1}$ } اَلَمْ تَرَوْا کَیْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا وَجَعَلَ الْقَمَرَ فِیْهِنَّ نُوْرًا وَّجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا۔

کیا انہوں نے دیکھا نہیں اللہ تعالےٰ نے سات آسمانوں کو تہ بہ تہ پیدا فرمایا اور چاند کو ان میں روشن کیا اور سورج کو چراغ بنا دیا۔

زمین پہ چلنے والی مخلوق کے اقسام

۲۳-نور $\frac{18}{12}$ } وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَآبَّةٍ مِّنْ مَّآءٍ فَمِنْهُمْ مَّنْ یَّمْشِیْ عَلٰی بَطْنِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ یَّمْشِیْ عَلٰی رِجْلَیْنِ وَمِنْهُمْ مَّنْ یَّمْشِیْ عَلٰۤی اَرْبَعٍ یَخْلُقُ اللّٰهُ مَا یَشَآءُ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

اور اللہ تعالےٰ نے ہر چلنے والے کو پانی سے پیدا فرمایا تو بعض ان سے وہ ہے جو اپنے پیٹ پر چلتا ہے اور بعض ان سے وہ ہے جو دو پاؤں پر چلتا ہے اور بعض ان سے وہ ہے جو چار پاؤں پر چلتا ہے پیدا کرتا ہے اللہ تعالےٰ جو چاہتا ہے بے شک اللہ تعالےٰ ہر شے پر قدرت والا ہے۔

سوال: اس آیتہ سے ثابت ہوا کہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہمارے ہی جیسے پیدا ہوئے اور ہمارے جیسے بشر تھے۔

محمد عمر: اللہ تعالےٰ نے اپنی قدرت کو اس آیتہ کریمہ میں زمین پر چلنے

دالوں کی قسمیں بیان فرماکر اخیر میں پھر اپنی قدرت کا اضافہ بھی فرمایا یعنی دابہ کو پانی سے ہی پیدا کرتا ہوں قانون یہی ہے لیکن آگے فرمایا یَخْلُقُ اللّٰہُ مَا یَشَاءُ ان کے علاوہ جو چاہے اور جس سے چاہے پیدا کر سکتا ہے جیسا کہ صالح علیہ السلام کی اونٹنی مِنْھُمْ مَّنْ یَّمْشِیْ عَلٰۤی اَرْبَعٍ کا مصداق موجود ہے لیکن وہ مِنْ مَّاءٍ سے مبرا ہے بلکہ صالح علیہ السلام کی دعا اور قدرت الہیہ سے مخلوق تھی اسی لئے اس کو رب العزت نے نَاقَةَ اللّٰہِ کہہ کر تخصیص فرمادی اور پھر مِنْھُمْ مَّنْ یَّمْشِیْ عَلٰۤی اَرْبَعٍ سے ایسے بھی ہیں جن کے متعلق ارشاد ہے۔

نحل ۱۴ | ۲۴ { وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا لَكُمْ فِيْهَا دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ

اور چوپایوں کو اس نے پیدا کیا تمہارے لئے اس میں جاڑے کا سامان ہے اور فائدے ہیں اور بعض ان سے تم کھاتے ہو اور انعام سے ایسا بھی پیدا کرتا ہے جو تم نہیں جانتے (جیسا کہ ناقۃ اللہ)

دوسرے انعام جن کو اللہ تعالے نے حلال فرمایا ہے مثلاً اونٹی کو مطلقاً حلال فرمایا جس کی کوئی قسم حرام ہے ہی نہیں تمام کو حلال کرنا اور کھانا جائز ان کو حرام کہنے والا منکر قرآن لیکن انہیں اونٹوں پر قیاس کر کے کوئی شخص ناقۃ اللہ کو بھی ذبح کرے تو رب العزۃ نے منع فرمادیا کہ یہ صرف ناقہ نہیں بلکہ یہ ناقۃ اللہ ہے اس کا حکم دوسری اونٹیوں سے الگ ہی فرمایا وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ناقۃ اللہ کو برائی سے نہ چھونا تو تمہیں عذاب الیم پکڑے گا تو اس آیۂ کریمہ میں اللہ تعالے نے اس اونٹی کے ذبح کرنے کو سوء کا حکم لگا دیا اور ساتھ ہی سزا سنادی کہ اگر تم نے اس کو ذبح کیا یا مارا یا کاٹا یا اس پر

کوئی اونٹ بٹھایا تو تمہیں فوراً عذاب خداوندی پکڑے گا اور خَلَقَ كُلَّ دَابَّةٍ مِّنْ مَّاءٍ سے خارج ہے یا نہیں کیوں جناب اب اس ناقۃ اللہ کی پیدائش میں تمہیں اختلاف ہے یا نہیں؟ ضرور خارج ہے! لیکن مَنْ يَّمْشِيْ عَلٰى اَرْبَعٍ کا مصداق ضرور ہے۔ خلقت میں نرالی ہے اونٹی ہے! لیکن اس کا کھانا حرام اونٹی ہے لیکن اس کو مارنا پیٹنا حرام اونٹی ہے لیکن اس پر اونٹ بٹھانا حرام ثابت ہوا کیونکہ ناقۃ اللہ کی حقیقت اور ہے۔

۲۔ ایسے ہی عصاء موسیٰ علیہ السلام پر مِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى بَطْنِهٖ کا مصداق ہے لیکن مِنْ مَّاءٍ کا مصداق نہیں۔ لاٹھی چلتی نہیں لیکن عصا موسیٰ علیہ السلام اپنے پیٹ کے بل چلتا ہے آنکھیں ہیں منہ ہے کان ہے ناک ہے پیٹ ہے دُم ہے کھاتا پیتا ہے جو فَاِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ کا مصداق ہے جادوگروں کی رسیاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی لاٹھی نگل گئی صورت لاٹھی کی کام سانپ کا کرتا ہے بلکہ اس سے طاقت میں زیادہ ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی فرمانبرداری میں زیادہ ہے۔ ثابت ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا کی حقیقت باقی لاٹھیوں سے ممتاز تھی اور یہ قدرت الٰہی کی نرالی تخلیق کا کرشمہ ہے۔

۳۔ حضرت جبریل علیہ السلام جب دربار مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوتے ہیں تو دحیۃ کلبیؓ کی شکل میں تشریف لاتے ہیں۔ مِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى رِجْلَيْنِ۔ صحیح ہے لیکن مِنْ مَّاءٍ کے مصداق نہیں معلوم ہوا کہ مِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى رِجْلَيْنِ دونوں پاؤں سے چلنے والے کے لئے یہ ضروری نہیں کہ اس کی خلقت نطفہ سے ہی ہو۔ بلکہ اس کی قدرت کاملہ کا قانون نرالا ہے۔ یہ بھی فرما دیا۔ يَخْلُقُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ان مذکورہ متعینہ اقسام کے علاوہ جو چاہے پیدا کرے کے زمین پر چلا سکتا ہے اور جسے چاہے جس سے چاہے جو چاہے پیدا

فرماوے اور اعلیٰ سے اعلیٰ پیدائش میں ہونے والا ہو الوہیت کا مصداق نہیں بن سکتا کیونکہ الٰہ پیدائش سے مبرا ہے دوسرا جواب اگر منِ ماءٍ سے ممتاز زمین پر چلنے کے منافی نہیں یعنی زمین پر چلنے والا منِ ماءٍ سے مبرا ہو سکتا ہے۔ تو لباس انسانی سے عِندَ سِدرَةِ المُنتَهیٰ عالم ملکوت میں پہنچنے کی نفی کرتا ہے اسی لئے ربّ العزت نے فرمایا۔

آپ کی حقیقت انسانی اور حقیقی نور ہونے کا ثبوت یقینی ہے

۱۔ شوریٰ ۲۵/۲ } مَاکَانَ لِبَشَرٍ اَنْ یُّکَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْیًا اَوْ مِنْ وَّرَاءِ حِجَابٍ اَوْ یُرْسِلَ رَسُوْلًا فَیُوْحِیَ بِاِذْنِهٖ مَایَشَاءُ اِنَّهٗ عَلِیٌّ حَکِیْمٌ

نہیں طاقت ہے کسی بشر کو یہ کہ اس کو اللہ تعالےٰ کلام کرے مگر وحی سے (یعنی القاء سے) یا پردے کے پیچھے یا جبرئیل بھیج کر تو وحی کرتا ہے وہ اللہ کے اذن کے ساتھ جو اللہ چاہتا ہے۔ بے شک وہ اللہ بڑا جاننے والا بڑا بلندی والا ہے

اس آیۂ کریمہ سے ثابت ہوا کہ بشر بلا حجاب خداوند کریم سے ہمکلام نہیں ہو سکتا تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا بلا حجاب ہمکلام ہونا آپ کی محض بشریت کی نفی کرتا ہے۔ چنانچہ ربّ العزت نے فرمایا۔

۲۔ النجم ۲۷/۱ } ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی
پھر مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم قریب ہوئے تو ربّ العزت نے بھی نزول فرمایا۔ پھر دو کمانوں کے برابر فاصلہ رہ گیا یا اس سے بھی زیادہ کم تو اس آیۂ کریمہ سے ثابت ہوا کہ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی حقیقت بشری نہ تھی بلکہ حقیقۃً نوری تھی اور نور محض کو جسمیت انسانی عطا فرما کر والدہ کے شکم پاک

پاک جمیت انسانی کے سمیت نور کا ظہور فرمایا اور آپ کا لباس انسانی ہماری خاطر تھا یہ بھی اللہ رب العزت کی کمال قدرت کی علامت ہے۔

بشریت کے متعلق خدائی فیصلہ

۳۔ فرقان ۱۹/۵ } وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا وہی ذات ہے جس نے پانی سے بشر کو پیدا فرمایا یہ بھی صحیح ہے۔ فرمانِ خداوندی خَلَقْنَا کُمْ مِنْ ذَکَرٍ وَّ اُنْثٰی بھی صحیح اور خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ بھی صحیح اور ذیل کا ارشاد بھی صحیح اور ابو البشر حضرت آدم علیہ السلام کو بغیر ماں باپ کے مٹی سے پیدا فرمایا۔ یہ بھی صحیح۔

اصل بشریت

روم ۲۱/۳ } وَمِنْ آیَاتِهٖٓ اَنْ خَلَقَکُمْ مِّنْ تُرَابٍ اس کے نشانات سے ہے کہ اس نے تمہیں مٹی سے پیدا فرمایا اگر تمہاری طرح ظاہری معنی ہی لئے جاویں تو معاذ اللہ دعوٰی خداوندی غلط ثابت ہوتا ہے حقیقت یہ ہے چونکہ ہمارے باپ آدم علیہ السلام کو رب العزت نے مٹی سے پیدا فرمایا اور ہم حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد سے ہیں۔ اس لئے رب العزت نے ہماری طرف بھی خَلَقَکُمْ مِّنْ تُرَابٍ کو منسوب فرمایا اور اس کے بعد فرمان الٰہی یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنَا کُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّ اُنْثٰی بھی صحیح ہوا اور اس کی قدرت نے اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ کے رو سے حضرت عیسٰی علیہ السلام کو بغیر مذکر پیدا فرمایا اب اس قدرت الہیہ سے اس کے قانون اِنَّا خَلَقْنَا کُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّ اُنْثٰی کو غلط نہیں کر سکتے بلکہ رب العزت کی اس قدرت کو بھی اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی

عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اور یَخْلُقُ اللّٰہُ مَا یَشَاءُ کے ارشاد الٰہی کے رو سے حق سچ سمجھنا پڑے گا اور اس پر بھی ایمان لانا مومن کے ایمان کا جزو ہے جو اس قانون الٰہی پر ایمان نہ لائے اور صرف اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّاُنْثٰی کی ہی رٹ لگاتا رہے تو اس کو منکر قرآن کریم و منکر قدرت الٰہیہ کہا جاویگا ایسے ہی قدرت الٰہیہ نے اپنے کمال سے باوجود مذکر و مونث کی وساطت کے مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کو جو حقیقۃً نور تھے جمیت انسانی نوری عطا کر کے ظاہر فرمایا تمہارا اپنے جیسا بشر کہنے کا عقیدہ رکھنا یہ غلط ہے۔

سوال: یہ بات تو سمجھ میں آگئی کہ وہ واقعی خداوند کریم بشر سے نور پیدا کر سکتا ہے اسے قدرت ہے لیکن مِنْ اَنْفُسِکُمْ کا کیا ترجمہ کرو گے۔

مِنْ اَنْفُسِکُمْ کی تحقیق

محمد عمر جناب ہمیں مِنْ اَنْفُسِکُمْ کلام خداوندی سے کب انکار ہے فقیر اس امر کو ابھی ثابت کر چکا ہے ہم تو یہ کہتے ہیں کہ آپ مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم حقیقۃً نور ہیں اور قدرت خداوندی نے آپ کے ماں باپ کی وساطت سے دنیا میں نور کو جمیت انسانی نوری عطا کر کے مبعوث فرمایا ہے اور آپ کے جسم مبارک پر آپ کی حقیقت محمدیہ نور غالب ہے مثلاً مخلوقات میں نوری پیدائش سے ملائکہ بھی نوری خلقت ہیں۔ لیکن جب حضرت جبریل علیہ السلام جسم انسانی میں ملبوس ہو کر تشریف لاتے ہیں تو ان کی نورانیت پر جسمانی بشریت اتنی غالب ہو جاتی ہے کہ وہ اس جسمانی ہیئت قضائیہ میں سدرۃ المنتہٰی کی طرف پرواز نہیں کر سکتے بلکہ آسمان اوّل کی طرف بھی نہیں بڑھ سکتے لیکن مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کا حقیقی نور آپ کے جسم انسانی پر غالب رہے جو بمع جسمیت نوری تمام

آسمانوں کو عبور کرتا ہوا سدرۃ المنتہیٰ کے پار لامکاں پر تشریف لے گیا لامکان پر تشریف لے جانے سے جسمیت میں فرق لازم نہ آیا جیسا کہ زمین میں قیام فرمانے سے نور میں فرق نہیں آیا ثابت ہوا کہ آپ کی جسمیت حقیقۃً نورہی تھی جو عالم سماوی و عالم ملکی کو عبور کرتے ہوئے لامکاں تک پہنچ گئے۔

دوسرا جواب: اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

قدرت خداوندی کا عجیب نمونہ

نحل ۱۴/۹ } وَاِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ۚ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهٖ مِنْ بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ اور بے شک تمہارے لئے چوپایوں میں البتہ عبرت ہے پلاتے ہیں ہم تم کو اس چیز سے جو اس کے پیٹوں میں ہے گوبر اور خون کے درمیان سے خالص دودھ جو پینے والوں کے حلق سے گزرنے والا ہے۔ کیوں جناب کبھی تم نے دودھ پینے سے گریز کیا ہے اور اعتراض کیا ہے کہ ہم دودھ نہیں پئیں گے کیونکہ چوپایوں کے خون اور گوبر کا نچوڑ ہے حالانکہ بنادٹی دودھ کو ترک کرکے تم چوپایوں کو سامنے دوہے ہوئے دودھ کو جلدی اور مہنگا خریدتے ہو تم دودھ سے کیوں نہیں ناک چڑھاتے حالانکہ وہ بھی چوپایوں کے پیٹ کے فضلوں کا نچوڑ ہوتا ہے۔ ثابت ہوا کہ وہ خلاق جو چاہے جس سے چاہے پیدا کرسکتا ہے اور سنیئے

نحل ۱۴/۹ } وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِيْ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُوْنَ ثُمَّ كُلِيْ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُكِيْ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا ۚ يَخْرُجُ مِنْ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ۚ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً

لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ اور آپ کے رب نے شہد کی مکھی کی طرف وحی کی یہ کہ پہاڑوں
اور درختوں میں تو گھر بنالے اور جس چیز کو وہ بلند کریں پھر کہا تو اے مکھی تمام پھلوں
سے پس چل تو اپنے رب کے راستوں پر تابع ہو کر نکلتی ہے مکھی کے پیٹوں سے
پینے کی شے (شہد) جس کے رنگ مختلف ہوتے ہیں اس میں لوگوں کے لئے
شفا ہے بے شک اس میں بھی ضرور نشانی ہے متفکر قوم کے لئے کیوں جناب مکھی کے
پیٹ میں قدرت خداوندی شہد تیار کرے تو تمہارے لئے شفا اور تمہاری عقل اس
خدائی کاریگری کو تسلیم کرے چوپایوں کے پیٹوں میں رب العزت گوبر سے دودھ تیار
کردے تو تمہاری عقل تسلیم کرے لیکن اگر حضرت عبداللہ کی پشت سے اور حضرت آمنہؓ
کے بطن سے مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا نورانی جسم اطہر پیدا فرمادے تو خداوند کریم
کی اس قدرت کاملہ کا تمہیں انکار ہے حالانکہ رب العزت نے اس کی تشریح قرآن
کریم میں فرمادی ہے ۔

نوح ۲۹ وَ قَدْ خَلَقَکُمْ اَطْوَارًا اور تمہیں اللہ تعالےٰ نے قسم
قسم کا پیدا فرمایا آدم علیہ السلام کو بغیر مذکر و مونث کے اور
حضرت حوا علیہا السلام کو بغیر مونث کے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر مذکر کے
رب العزت کی حکمت کاملہ تھی کہ بغیر باپ کے نطفے کے اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو روح
القدس نبی پیدا کرسکتا ہے اور باوجود روح القدس ہونے کے پھر بھی وہ اس کے بندے
اور اس کے رسول کہلا سکتے ہیں تو مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو والد ماجد کے وجود
سے والدہ ماجدہ کے بطن پاک میں نور نقل فرماکر روح اللہ کی طرح نور اللہ کا ظہور
فرماسکتا ہے ۔ جو اس کا بندہ اور رسول کہلا سکتا ہے تو حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم کو بوساطت ماں باپ کے نور پیدا فرمایا یہ اس معبود و خالق و خلاق العظیم
اور خلاق العلیم کی قدرت کا نشان ہے جس سے کوئی مومن مسلمان انکار نہیں کرسکتا

کر سکتا کیونکہ بقانون اَلَا لَہُ الۡخَلۡقُ وَ الۡاَمۡرُ خلق اور امر اسی کے قبضہ قدرت میں ہے جیسے چاہے جو چاہے جس طرح چاہے پیدا کر سکتا ہے۔ کسی کو کوئی اعتراض کی گنجائش نہیں بلکہ معترض منکر کہلائے گا۔

ذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبُّکُمۡ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ خَالِقُ کُلِّ شَیۡءٍ یہ تمہارا اللہ تمہارا پروردگار ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہر شے کا خالق ہے نور مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے منکرین پر بڑا افسوس ہے کہ صرف بنی اسرائیل کی طرف اللہ رب العزت روح اللہ کو مبعوث فرمائے اور فرمائے کہ روح اللہ بھی بنی اسرائیل کے منتقل رسول اللہ ہیں اور "عبد اللہ" بھی ہیں اور اسی رب العزت نے پھر فرمایا کہ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم "نور اللہ" بھی ہیں اور عالمین کی طرف مبعوث ہیں اور باوجود نور اللہ ہونے کے عبدہ ورسولہٗ بھی ہیں تو تم نے بنی اسرائیل کے بنی روح اللہ کو عبد اللہ اور رسول اللہ تسلیم کر لیا اور تمہارے نزدیک حضرت عیسےٰ علیہ السلام باوجود عبد اللہ اور رسول اللہ ہونے کے ان کے روح اللہ ہونے میں فرق لازم نہ آیا اور نہ ہی تم نے اعتراض کیا کہ روح اللہ رسول اللہ نہیں آسکتا یا عبد اللہ کے خطاب سے تم نے حقیقتہً روح اللہ ہونے کا انکار نہ کیا لیکن میرے پیارے محبوب مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے رسول اللہ ہونے سے یا عبد اللہ ہونے سے تمہیں حقیقتہً نور اللہ ہونے میں پس و پیش ہے اور تمہارے ایمانوں میں خلل واقع ہونے لگ گیا حالانکہ تمہیں چاہیئے تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے روح اللہ ہونے کا صاف انکار کرتے کیونکہ ان کی قوم نے انہیں روح اللہ ہونے کی وجہ سے ہی ابن اللہ کہنا شروع کر دیا اور تمام عالمین میں مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا کوئی ایسا امتی نہیں جس نے آپ کو نور اللہ ہونے کی وجہ سے یا کسی اور صفات کاملہ کی وجہ سے (معاذ اللہ) ابن اللہ یا اخ اللہ کا خطاب دیا ہو اس سے صاف واضح طور پر ہمارے اہل سنت و

جماعت کے ایمان سمجھ رہے ہیں کہ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے نور اللہ ہونے کے منکرین کو مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے ذاتی عناد ہے جس بنا پر وہ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے نور اللہ ہونے کا انکار کر رہے ہیں۔ حقیقتہ یہ اہل سنت و جماعت سے عناد نہیں۔ اے منکرین نور مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم ہمارا وہ خداوند جس نے حضرت آدم علیہ السلام کو بغیر مرد و عورت کے نطفے کے مٹی سے عبد اللہ بنایا اس کو رسول اللہ کے خطاب سے نوازا اسی عزیز نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر باپ کے نطفے کے صرف حضرت مریم علیہ السلام کے بطن سے روح اللہ کو پیدا فرمایا اور عبد اللہ اور رسول اللہ سے عزت بخشی اسی خداوند تعالےٰ جل شانہٗ نے اپنی قدرت جاودہ سے بوساطت والدین محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو نور اللہ و عبد اللہ ظاہر فرمایا اب تمہارے انکار سے مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی حقیقتہ نوری نہیں بدل سکتی جیسا کہ روح اللہ سے بدل نہیں سکتی اور اگر اَللّٰہُ یَصْطَفِیْ مِنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ رُسُلًا کے قانون سے حضرت جبریل علیہ السلام نوری وجود والا انسانی لباس میں تشریف لاکر رسول بن سکتا ہے تو وَمِنَ النَّاسِ کے قانون سے مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم بھی نوری وجود رکھنے والے رسول اللہ تشریف لا سکتے ہیں۔ جبریل علیہ السلام بھی عبد اللہ آپ بھی عبد اللہ وہ بھی رسول اللہ آپ بھی رسول اللہ وہ صرف نبیوں کے رسول اللہ آپ عالمین کے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جبریل علیہ السلام کی رسالت ختم ہو گئی۔ آپ کی قیامت تک اور بعد میں بھی جاری وساری ہے۔ وہ خداوند کریم جو نحل سے یعنی شہد کی مکھی کے پیٹ سے شہد تیار کرنے کا کاریگر ہے حالانکہ باقی مکھیاں بھی ہیں جن کے اندر سے گند نکلتا

ھے جن سے بچنے کے لئے لوگ جالیاں اور پردے لگاتے ہیں کہ کہیں ہمارے گھروں میں داخل نہ ہو جائیں برتنوں پہ نہ بیٹھے کیونکہ ان کے پیٹ سے جو غلاظت نکلتی ھے۔ اس سے بیماری لاحق ہو جائیگی اور شہد لگانے والی مکھیوں کو لوگ اپنے گھروں میں قیمتاً خرید خرید کر لاتے ہیں اور جگہ دیتے ہیں تاکہ ہمیں اپنا گوہ اکٹھا کر کے دے اور اچھے اچھے برتنوں میں رکھ کر کھاتے ہیں اور شِفَاءٌ لِّلنَّاسِ سے اپنے اندر کی بیماریوں سے شفا پاتے ہیں۔ حالانکہ یہاں مثلیث صحیحہ ھے مکھی ہونے میں دونوں یکساں ہیں حقیقت میں رب العزت نے دونوں کو علیحدہ علیحدہ تیار فرمایا ھے۔ لیکن ایک کا ھگا ہُوا شفا ھے اور ایک کا ھگا ہُوا بیماری ھے۔ یہاں متکلم کا سوال کبھی نہیں اُٹھا شہد کی مکھی کی حقیقت کے علیحدہ ہونے کا کسی منکر کو انکار کا موقعہ نہیں ملا تو ایسے ہی رب العزت نے حضرت امنہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی صورت تو دوسری عورتوں سی عنایت فرمائی لیکن حقیقت علیحدہ تیار فرمائی دوسری عورتیں اگر حقیقۃً صرف انسان و بشر کو ہی پیدا کرتی ہیں تو حضرت امنہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نور اللہ کی حاملہ ہیں باقی عورتیں ایسے انسان بھی پیدا کرتی ہیں جن کے متعلق ارشاد الہیٰ ھے۔ وَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ جن کو مسلمانوں کے ہاں جگہ دینے سے گریز ھے ان سے اجتناب لازمی ھے اور حضرت امنہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے ایسا عبداللہ جنا کہ جس کی حقیقت نور اللہ ھے جس کو رب العزت کے ہاں قَابَ قَوْسَيْنِ کا مقام عطا ہُوا ارے منکر و! مثلیث کے جھگڑے کو ترک کرو حقیقت کو دیکھنے کی کوشش کرو اور حقیقت کے طلب گار بن جاؤ مثلیت کو دیکھ کر پیچھے نہ ہٹ جاؤ محروم رہ جاؤ گے ایسے ہی مثلیث کو دیکھنے والا اگر بھینس کا دودھ دھو کر مثلیث میں دھوکا کھا جائے اور بھینسے کے نیچے دودھ دوھنے کے لئے بیٹھ جائے تو خود سوچو کہ اسے کیا حاصل ہو گا

فنتد بر۔

مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی حقیقۃ بشریہ کی نفی کی دوسری دلیل

بشریت کی ابتدا حضرت آدم علیہ السلام سے ہوئی جیسا کہ قرآن کریم کی آیت سے ثابت ہے۔

۱۔ زمر ۲۳/۱ خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَّاحِدَةٍ اللہ تعالےٰ نے تمہیں ایک نفس سے پیدا کیا یعنی آدم علیہ السلام سے۔

(۲) حجر ۱۴/۱۳ اِنِّیْ خَالِقٌ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ بے شک میں پیدا کرنے والا ہوں بشر کو بجنے والی مٹی سے جو بھنے ہوئے گارے سے تیار ہو۔

۳۔ زمر ۲۳/۵ اِنِّیْ خَالِقٌ بَشَرًا مِّنْ طِیْنٍ بے شک میں بشر کو مٹی سے پیدا کرنے والا ہوں۔

ان آیات کریمہ سے ثابت ہوا کہ بشریت کی ابتدا وا ظہار فی الخارج حضرت آدم علیہ السلام سے ہوئی۔

حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی ابتدا سب مخلوق سے مقدم تھی!

دلیل (۱)

احزاب ۲۱/۲ } وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِیْمَ وَمُوْسٰى وَعِیْسَى ابْنِ مَرْیَمَ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّیْثَاقًا غَلِیْظًا لِّیَسْئَلَ الصّٰدِقِیْنَ عَنْ صِدْقِهِمْ وَاَعَدَّ لِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابًا اَلِیْمًا۔

اور جب ہم نے تمام انبیاء علیہم السلام سے حلفیہ وعدہ لیا یعنی آپ سے یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور نوح علیہ السلام سے اور ابراہیم علیہ السلام سے اور موسیٰ علیہ السلام سے اور عیسیٰ بن مریم علیہا السلام سے اور ان سے زبردست حلفیہ وعدہ لیا تاکہ صادقین کو اللہ تعالےٰ ان کے صدق کے متعلق سوال کرے اور کفار کے لئے اللہ تعالےٰ نے دردناک عذاب تیار فرمایا ہے۔

(دلیل اوّل) قرآن کا ترجمہ حدیث مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے

مصنفہ ابو نعیم دلائل النبوۃ و خصائص کبریٰ ۳

وَذَالِکَ ماحدثنا ابو محمد عبد اللہ بن ابراھیم بن ایوب ثنا جعفر بن احمد بن عاصم قال ثنا ھشام بن عمار قال بنا بقیۃ قال ثنا سعید بن بشیر ثنا قتادۃ عن الحسن عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی قَوْلِہٖ تعالیٰ وَاِذْ اَخَذْنَا من النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَھُمْ قَالَ کُنْتُ اَوَّلُ النَّبِیّٖنَ فِی الْخَلْقِ وَاٰخِرُھُمْ فِی الْبَعْثِ۔

ابو ہریرہؓ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمانِ خداوندی وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَھُمْ میں کہ میں تمام انبیاءؑ علیہم السلام سے پیدائش میں مقدم ہوں اوّل ہوں اور مبعوث ہونے میں آخر ہوں۔

تو مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان سے معلوم ہوا کہ آپ حضرت آدم علیہ السلام سے مقدم ہیں۔

(۲) معالم التنزیل ۵/۱۹۲

خَصَّ هٰؤُلَاءِ الْخَمْسَةَ بِالذِّكْرِ مِنْ بَيْنِ النَّبِيِّيْنَ لِاَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْكُتُبِ وَالشَّرَائِعِ وَاُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَقَدَّمَ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم بِالذِّكْرِ لِمَا اَخْبَرَنَا اِبْرَاهِيْمُ

احمد بن ابراهيم الشفديجى انا ابو اسحق الثعلبى اخبرنى الحسين بن محمد الحديثى انا عبد الله بن احمد بن يعقوب المقرئ انا احمد ابن محمد بن سليمان الساعدى انا هرون بن محمد بن بكار بن بلال انا ابى انا سعيد يعنى ابن بشر عن قتادة عن الحسن عن ابى هريرة قال اَنَّ رسول الله صلى الله عليه وسلم قَالَ كُنْتُ اَوَّلُ النَّبِيِّيْنَ فِى الْخَلْقِ وَاٰخِرُهُمْ فِى الْبَعْثِ

اللہ تعالےٰ نے رسولوں سے ان پانچوں کو ہی ذکر سے خاص فرمایا اس لئے کہ یہ پانچوں اصحاب کتاب ہیں اور اصحاب شریعت ہیں اولوالعزم رسولوں سے ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر سب نبیوں سے مقدم فرمایا اس لئے کہ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی مرفوع حدیث باسند موجود ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے فرمایا ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے میں پیدائش میں تمام نبیوں کا اوّل ہوں اور بعثت میں ان کا آخر ہوں۔

اس آیۃ کریمہ میں مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو رب العزت نے تمام انبیاء علیہم السلام سے ذکر میں مقدم فرمایا تاکہ آپ کا تقدم ذاتی تمام انبیاء علیہم السلام سے ثابت ہو جائے مفسرین نے بھی آیت قرآنی کا ترجمہ مرفوع حدیث مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے کیا کہ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمام انبیاء علیہم السلام سے حتّٰی کہ حضرت آدم

علیہ السلام کی پیدائش سے بھی میری پیدائش مقدم ہے اور ظہور اولاد آدم علیہ السلام میں ہے۔

(۳) تفسیر در منثور ۵/۱۸۴

وَاخرج ابن مردویہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قیل یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَتٰی اُخِذَ مِیْثَاقُکَ قال وآدمُ بین الرُّوح والجَسَد

ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے فرمایا آپ سے کہا گیا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آپ سے کب حلفیہ بیان لیا گیا مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس وقت حضرت آدم علیہ اسلام روح اور جسم کے مابین تھے۔

(۴) تفسیر در منثور ۵/۱۸۴

واخرج ابن سعد رضی اللہ عنہ قال قال رَجُلٌ للنبی صلی اللہ علیہ وسلم متیٰ اسْتُنْبِتَ قال وَ اٰدَمُ بَیْنَ الرُّوحِ وَالْجَسَدِ حِیْنَ اُخِذَ مِیْثَاقُ المِیْثَاقُ۔ ابن سعد رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو عرض کیا کہ حضور آپ کب پیدا کئے گئے فرمایا اس وقت حضرت آدم علیہ السلام روح اور جسم کے مابین تھے جب مجھ سے حلفیہ وعدہ لیا گیا۔

(۵) تفسیر در منثور ۵/۱۸۴

وَاخرج البزاز والطبرانی فی الاوسط وَ ابو نعیم فی الدلائل عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قیل یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَتیٰ کُنْتَ نَبِیًّا قَالَ وَاٰدَمُ بَیْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو عرض کیا گیا آپ کب سے نبی ہیں آپنے فرمایا آدم علیہ السلام ابھی روح وجسد میں تھے تو میں اس وقت بھی نبی تھا۔

(۶) تفسیر درِّ منثور ۵/۱۸۴

وَاخرج الحاکم وَابو نعیم وَالبیہقی عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ قَالَ قِیْلَ لِلنَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم متی وَجَبَتْ لَكَ النُّبُوَّۃُ قَالَ بَیْنَ خَلْقِ اٰدَمَ وَ نَفْخَ الرُّوْحُ فِیْہِ ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو عرض کیا گیا آپ کے لیے نبوت کب فرض ہوئی آپ نے فرمایا آدم علیہ السلام کی پیدائش اور روح پھونکنے کے مابین مجھے نبوت ملی ۔

(۷) تفسیر درِّ منثور ۵/۱۸۴

وَاخرج الحسن بن سفیان وابن ابی حاتم وَابن مردویہ وَابو نعیم فی الدلائل وَ الدیلمی وابن عساکر من طریق قتادۃ عن الحسن عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی قول اللہ عزّوجلّ وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَھُمْ الایۃ قال کُنْتُ اَوَّلَ النَّبِیِّیْنَ فِی الْخَلْقِ وَاٰخِرَھُمْ فِی الْبَعْثِ فَبُدِئَ بِہٖ قَبْلَھُمْ۔

ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے واذ اخذنا من النبیّین میثاقھم اخیر آیت تک کے متعلق اپنے فرمایا کہ میں پیدائش میں سب انبیاء علیہم السلام سے پہلے ہوں اور بعثت میں سب سے اخیر ہوں تو آپ کے ساتھ ابتدا ہوئی ان سب نبیوں سے پہلے ۔

(۸) تفسیر درِّ منثور ۵/۱۸۴

اخرج ابن ابی شیبۃ عن قتادۃ رضی اللہ عنہ قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا قرءَ وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَھُمْ

وَمِنْكَ وَمِنْ نُوحٍ قَالَ بُدِئَ بِيْ فِي الْخَيْرِ وَكُنْتُ آخِرُهُمْ فِي الْبَعْثِ ۔ مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے جب آیت وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّيْنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ پڑھی تو آپ نے فرمایا انبیاء علیہم السلام کی پہل مجھ سے ہوئی اور ان کے آخر میں مبعوث ہوا ہوں ۔

(۹) تفسیر در منثور { وَاخرج ابن جرير عن قتادة رضى الله عنه وَاِذْ اخذنا من النبيين ميثاقهم منك ومن نوح قال ذُكِرَ لَنَا اَنَّ نَبِيَّ الله صلى الله عليه وسلم كان يَقُوْلُ كُنْتُ اَوَّلُ الْاَنْبِيَاءِ فِي الْخَلْقِ وَاٰخِرُهُمْ فِي الْبَعْثِ ۔ حضرت قتادہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمان خداوند کریم وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّيْنَ مِيْثَاقَهُمْ مِنْكَ کے متعلق ہمارے لئے بیان کیا گیا کہ آپ فرماتے تھے کہ میں پیدائش میں سب نبیوں سے اوّل ہوں اور بعثت میں آخر ہوں

(۱۰) تفسیر در منثور ۵/۱۸۴ { وَاخرج ابو نعيم عن الصنابحى قال قال عمر رضى الله تعالىٰ عنه متىٰ جُعِلْتَ نَبِيًّا قَالَ وَاٰدَمُ بَيْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ ۔ ترجمہ گزر چکا ہے

تلک عشرة كاملة

غیر مقلدین کے سردار مولوی حافظ محمد صاحب اس آیتہ کی تفسیر فرماتے ہیں،

تفسیر محمدی منزل پنجم ۲۰۷ {
اوّل نام نبیدا گنیا فضل تے شرف ودھایا
جو دِچ پیدائش اوّل خلقیا پچھے دنیا آیا

تفسیر محمدی منزل ہفتم ۴۲۹ {
اوّل روح نبی رب سرجیا پچھے روح تمامی
تے سبھنیں مہر جواب الست آکھیا نبی گرامی

الست بربکم رب کہیا جد کہیا بلے ارواحاں
تے سب تھیں اوّل روح نبیدے کہیا تداہاں

(دوسری قرآنی دلیل، انعام $\frac{8}{20}$) قُلْ اِنَّنِیْ ھَدَانِیْ رَبِّیْ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ دِیْنًا قِیَمًا مِّلَّۃَ اِبْرَاھِیْمَ حَنِیْفًا وَّمَا کَانَ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ

فرما دیجئے یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مجھے میرے رب نے صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت فرمائی صحیح دین کی جو دین ابراہیم سیدھا دین ہے اور مشرکوں سے نہ تھے فرما دیجئے یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بے شک میرا نماز پڑھنا اور میرے تمام عبادات اور میری زندگی اور میرا وصال اللہ رب العالمین کے لئے ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور اسی کے ساتھ میں حکم کیا گیا ہوں اور میں سب ماننے والوں سے پہلا ہوں۔

(۱) تفسیر نیشاپوری $\frac{8}{55}$ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ عِنْدَ الْاِیْجَادِ لِاَمْرِ کُنْ کَمَا قَالَ اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ۔
اور میں سب تسلیم کرنے والوں کا اوّل ہوں خداوند کریم کے امر کن کے ایجاد کے وقت جیسا کہ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ سب سے پہلے اللہ تعالےٰ نے میرے نور کو پیدا فرمایا۔

(۲) عرائس البیان $\frac{1}{238}$ اِشَارَۃٌ اِلٰی تَقَدُّمِ رُوْحِہٖ وَجَوْھَرِہٖ عَلٰی جَمِیْعِ الْکَوْنِ فِی الْحَضْرَۃِ حِیْنَ خَاطَبَہٗ بِالرِّسَالَۃِ وَالْوِلَایَۃِ وَالْمَحَبَّۃِ وَالْخُلَّۃِ فَاَنْفَا دَ فِیْ اَوَّلِ الْاَوَّلِ الْاَزَلِیِّ الْاَبَدِیِّ تَعَالَی اللّٰہُ عَمَّا یَقُوْلُوْنَ الظَّالِمُوْنَ اللّٰہُ عُلُوًّا کَبِیْرًا اِشَارَۃٌ اِلٰی مَاذَکَرْنَا قَوْلُہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ کُنْتُ نَبِیًّا

وَآدَمُ بَیْنَ الْمَاءِ وَالطِّیْنِ وَقَوْلُهُ عَلَیْهِ السَّلَامُ اَوَّلُ مَاخَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِیْ

اس مذکورہ آیت خداوندی میں مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے روح مبارک اور آپ کے جوہر کا دربار خداوندی میں تمام خلق پر مقدم ہونے کی طرف اشارہ ہے جب مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ نے رسالت اور ولایت اور محبت اور دوستی کے ساتھ مخاطب فرمایا تو مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو ازلی ابدی اول الاوّل میں برگزیدہ فرمایا۔ اللہ تعالےٰ ظالموں کی باتوں سے بہت بالاتر ہے اس آیۃ کی طرف مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے اشارہ فرمایا کہ آدم علیہ السلام کی ابھی خلقت پانی اور مٹی۔ تھی اور میں اس وقت نبی تھا اور فرمان مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم اللہ تعالےٰ نے پہلے میرے نور کو پیدا فرمایا۔

(تیسری قرآنی دلیل، الانعام ۷/۲) قُلْ اِنِّیْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَکُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ وَلَا تَکُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ فرما دیجئے یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بے شک میں حکم کیا گیا ہوں کہ میں سب سے پہلے اسلام لایا ہوں اور تم مشرکوں سے نہ ہونا۔

اس آیت کریمہ سے بھی صاف واضح ہے کہ جب مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے دربار خداوندی میں سرنگوں فرمایا اس وقت نہ جن نہ ملائکہ نہ زمین نہ آسمان نہ چاند نہ سورج نہ سیارے نہ ہوا کچھ نہ تھا سوائے خالق کل کے تو خداوند کریم نے مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو اوّل پیدا فرمایا تو سب سے اوّل مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم دربار خداوندی میں سرنگوں ہوئے تو رب العزت نے اس واقعہ کو قرآن کریم میں بیان فرمایا کہ قُلْ اِنِّیْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَکُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ وَلَا تَکُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ فرما دیجئے یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں حکم کیا گیا ہوں کہ میں سب سے اوّل دربار خداوندی میں سرنگوں ہوا اور تم اس کا انکار کر کے مشرک نہ بننا۔

(چوتھی قرآنی دلیل، الزمر ۲۳/۲) وَاُمِرْتُ لِاَنْ اَکُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِیْنَ

میں حکم کیا گیا ہوں کہ میں سب اسلام لانے والوں سے اوّل ہوں۔

اس آیتہ کریمہ سے صاف صراحتہ واضح ہے کہ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم اوّل المسلمین تب ہی ہو سکتے ہیں جب آپ سب مخلوق سے مقدم ہوں ورنہ فرمان خداوندی غلط ثابت ہوتا ہے۔

(پانچویں قرآنی دلیل) الزخرف ۲۵/۷ | قُلْ اِنْ کَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِیْنَ فرما دیجئے یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اگر رحمٰن کے واسطے بیٹا ہوتا تو میں سب سے پہلے عبادت کرتا۔

اس آیتہ کریمہ سے بھی مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا سب سے اوّل ہونا ثابت ہوا۔ کیونکہ آپ سب خلق سے اوّل ہوں تو ہی خداوند کریم کے لیے بیٹا تسلیم کرنے کے اوّل انکاری ہیں۔ اور آپ کی زبانی رب العزت نے فرمایا کہ اگر خداوند کریم کا بیٹا ہوتا تو سب سے پہلے میں اس کی عبادت کرتا سب مخلوق سے مقدم ہیں تو ہی تو اَوَّلُ الْعَابِدِیْن کے مدعی ہیں ورنہ دشمن کہہ سکتا ہے۔ آپ سب سے پہلے تھے ہی نہیں تو خداوند کا اوّل العابدین آپ کے متعلق فرمانا غلط ثابت ہوتا ہے۔

آپ کے اوّل ہونے کی حدیث قدسی

تفسیر ابن جریر ۱۵/۸ | حدثنی علی بن سہل قال ثنا حجاج قال اخبرنا ابوجعفر الرازی عن الربیع بن انس عن ابی العالیۃ الریاحی عن ابی ھریرۃ

وَجَعَلْنَاكَ اَوَّلَ النَّبِیِّیْنَ خَلْقًا وَّاٰخِرُھُمْ

بَعْثًا ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ روایت ہے کہ جب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم معراج

کی رات تشریف لے گئے دربار خداوندی میں تو اللہ تعالےٰ نے مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ میں نے آپ کو یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سب نبیوں سے پہلا بنایا اور سب کے آخر میں مبعوث فرمایا

یہ رب کریم نے براہ راست مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ میں نے آپ کو سب نبیوں سے پہلے پیدا فرمایا حضرت آدم علیہ السلام سے بھی آپ کی خلقت بکلام خداوند کریم پہلے ثابت ہوئی اور بعثت سب انبیاء علیہ السلام کے بعد فرمائی۔ اب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو سب مخلوق سے مقدم پر یقین رکھ کر جس کا دل چاہے فرمان خداوندی پہ ایمان لاوے اور جس کا دل چاہے انکار کر دے کئی قرآنی آیات وحدیث قدسی سے ثابت ہو گیا کہ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سب مخلوق سے پیدائش میں پہلے ہیں اور عالم ارواح میں بھی سب ارواح سے پہلے آپ نے ہی الوہیت و ربوبیت خداوندی کا اقرار فرمایا اور دربار خداوندی میں سر جھکایا اس امر پہ رب کریم کی شہادت قرآنی بھی ثابت ہو گئی۔ جس کا دل چاہے ایمان لائے جس کا دل چاہے انکار کر دے ؛

شب معراج میں انبیاء علیہم السلام نے مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو اول و آخر تسلیم کیا

عن انس رضی اللّٰہ عنہ لما جاء جبریل علیہ السلام الی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم بالبُراقِ فکاَنھَا حضرت اُذنیھَا فقَالَ جبریل یا بُرَاقُ فوَ اللّٰہ مَارکبَک مِثلہٗ وَسَارَ رَسُولُ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فَاِذَا ھُوَ بِعَجُوزٍ عَلیٰ جَانِبِ الطَّرِیقِ فقَالَ مَاھٰذِہٖ	تفسیر در منثور ۴/۱۲۹ خصائص کبریٰ ۱/۱۵۶

یَا جِبْرِیْلُ قَالَ سِرْ یَا مُحَمَّدُ فَسَارَ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ یَّسِیْرَ فَاِذَا شَیْئٌ یَدْعُوْہُ مُتَنَحِّیًا عَنِ الطَّرِیْقِ یَقُوْلُ هَلُمَّ یَا مُحَمَّدُ فَقَالَ لَهٗ جِبْرِیْلُ سِرْ یَا مُحَمَّدُ فَسَارَ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ یَّسِیْرَ فَلَقِیَهٗ خَلْقٌ مِّنْ خَلْقِ اللّٰهِ فَقَالُوْا اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اَوَّلُ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اٰخِرُ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا حَاشِرُ۔

(و الفاظ خصائص هكذا) وَ اَمَّا الَّذِیْنَ سَلَّمُوْا عَلَیْكَ فَاِبْرَاهِیْمُ وَ مُوْسٰی وَ عِیْسٰی عَلَیْهِمُ السَّلَامُ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب جبریل علیہ السلام مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف براق لائے تو براق کے دونو کان فخر سے خوش تھے تو حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا اے براق خدا کی قسم انبیاء تم پر کوئی سوار نہیں ہوا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آگے تشریف لے گئے تو راستے کے کنارے آپ کو ایک بوڑھا ملا تو آپ نے فرمایا اے جبریل یہ کیا ہے جبریل علیہ السلام نے عرض حضور تشریف لے چلئے تو آپ آگے مشیت الہٰی کے موافق تشریف لے گئے تو آگے راستے کے کنارے ایک شیئ آپ کو پکارتی ہے یا محمد صلے اللہ علیہ وسلم تو مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا تشریف لے چلئے حضور تو آپ مشیت ایزدی کے موافق آگے تشریف لے گئے تو آپ کو اللہ تعالےٰ کی مخلوق سے چند احباب ملے تو انہوں نے کہا۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اَوَّلُ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اٰخِرُ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا حَاشِرُ۔

اور خصائص کبریٰ کے الفاظ ہیں کہ جبریل السلام نے عرض کیا کہ جنہوں نے آپ کو سلام عرض کیا وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام تھے۔

اس حدیث مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوا کہ مذکورہ بالا انبیاء علیہم السلام کا عقیدہ بھی مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا سب سے پہلے ہونے پر تھا۔

مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معراج شریف کے جلسے میں تمام انبیاء علیہم السلام وملائکہ کے روبرو خطبہ پڑھا اور اس میں اپنا اول اور آخر ہونا اقرار فرمایا اور سب نے تسلیم کیا۔

مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اول وآخر ہونے کا اقرار

انبیاء علیہم السلام وملائکہ کے روبرو

در منثور ۴/۱۴۵ خصائص کبریٰ ۱/۱۶۲	عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی قولہ تعالیٰ سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ وَجَعَلَنِیْ فَاتِحًا وَّخَاتِمًا فقال ابراھیم علیہ السلام بھذا فضلکم محمد صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت انس کی اس حدیث شریف کا ترجمہ دیوبندیوں کے حکیم الامت صاحب کی زبانی عرض کر دیتا ہوں۔

ترجمہ مولوی اشرف علی صاحب دیوبندی

نشر الطیب ۴۸	اور مجھ کو سب کا شروع کرنے والا اور سب کا ختم کرنے والا بنایا (یعنی نور میں اول اور ظہور میں آخر) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سب سے خطاب کر کے فرمایا کہ بس ان کمالات کے سبب محمد صلے اللہ علیہ وسلم

تم سب سے فائق ہو گئے۔ پھر مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم جب معراج کی رات تشریف لے گئے رب العزت نے مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو فرمایا۔

مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو رب کریم نے خلقت میں اول النبیین کا خطاب فرمایا

وَجَعَلْتُكَ اَوَّلَ النَّبِيِّيْنَ خَلْقًا وَّاٰخِرَهُمْ بَعْثًا

اور میں نے آپ کو یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پیدائش میں سب انبیاء علیہم السلام سے اول پیدا فرمایا اور ان کے اخیر میں مبعوث فرمایا۔

درمنثور ج ۱۴۱
خصائص کبریٰ ج ۱ ۱۷۵

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ کہ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا نور سب سے پہلے پیدا فرمایا

موضوعات ملا علی قاری ۸۶

وَاَمَّا نُوْرُہٗ علیہ الصلوۃ والسلام فھو فی غَایَۃٍ مِّنَ الظُّھُوْرِ شَرْقًا وَّ غَرْبًا وَاَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرُہٗ وَسَمَّاہُ فِیْ کِتَابِہٖ نُوْرًا

وَفِیْ دُعَائِہٖ علیہ الصلوۃ والسلام اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ نُوْرًا وَفِی التَّنْزِیْلِ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاھِھِمْ وَیَاْبَی اللّٰہُ اِلَّا اَنْ یُّتِمَّ نُوْرَہٗ، وَقَالَ تَعَالٰی اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ

وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِہٖ) فِیْ قَلْبِ مُحَمَّدٍ وَقَالَ عَزَّ وَجَلَّ (وَمَنْ لَّمْ یَجْعَلِ اللّٰہُ لَہٗ نُوْرًا فَمَا لَہٗ مِنْ نُّوْرٍ ۔ ترجمہ

اور لیکن نور مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم وہ شرقاً غرباً نہایت ظاہر ہے۔ اور اللہ تعالےٰ نے مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے نور کو پہلے پیدا فرمایا اور اپنی کتاب میں مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا نام نور رکھا اور مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی دعا میں ہے اے اللہ مجھے نور بنا دے اور قرآن کریم میں مذکور ہے۔ (یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاھِھِمْ وَیَاْبَی اللّٰہُ اِلَّا اَنْ یُّتِمَّ) اور اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ (اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِہٖ) محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا دل مراد ہے اور اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے ۔ (وَمَنْ لَّمْ یَجْعَلِ اللّٰہُ لَہٗ نُوْرًا فَمَا لَہٗ مِنْ نُّوْرٍ)

(۱) ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے نور کا سب مخلوق سے پہلے ہونے کا اقرار کیا۔

(۲) یہ بھی ثابت کیا کہ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا نام قرآن کریم میں رب العزت نے نور رکھا ہے۔

(۳) مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی دعا بھی یہی تھی کہ یا اللہ مجھے نور بنا دے۔

(۴) قرآن کریم کی مذکورہ تینوں آیتوں سے علی قاری نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو قرآن سے نور ثابت فرمایا۔

ان آیات مذکورہ بالا سے جو مذکورہ آیتوں کا مطلب متقدمین مفسرین نے سمجھا وہ بھی باحوالہ لکھا گیا۔ اور علماء متقدمین و متاخرین و مخالفین نے اس کا جو مطلب سمجھا وہ بھی لکھ دیا گیا جس سے ثابت ہوا کہ مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کا نور سب خلق سے مقدم تھا۔ اب اس کے متعلق اور قرآنی دلائل عرض کرتا ہوں۔

(چھٹی قرآنی دلیل) مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم سب سے مقدم تھے

(۲۳) پارہ ۳۰۔ اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا نہیں کھولا ہم نے آپ کے لئے ابتدا کو۔

صدر الشیئ کے معنی اوّل الشیئ کے ہوتے ہیں ملاحظہ ہو۔

شرح بدالامالی علی القاری ۳۵ | اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ وَصَدْرُ الشَّيْءِ اَيْضًا اَوَّلُهٗ فَفِي التَّعْبِيْرِ بِهٖ اِيْمَاءٌ اِلٰى اَنَّهٗ اَوَّلُ الرُّسُلِ وُجُوْدًا كَمَا اَنَّهٗ اٰخِرُهُمْ شُهُوْدًا عَلٰى مَا وَرَدَ

اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِيْ اَوْ رُوْحِيْ وَكُنْتُ نَبِيًّا وَّاٰدَمُ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّيْنِ صَدْرُ الشَّيْءِ: شئی کے اوّل کو کہا جاتا ہے۔ یہاں صدر کے لفظ کو استعمال کرنا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ آپ تمام رسولوں سے اوّل ہیں جیسا کہ آپ کا ظہور آخر میں ہوا اس بنا پر جو مذکور ہوا ہے۔ اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِيْ آپ نے فرمایا سب سے پہلے اللہ نے میرے نور کو پیدا فرمایا۔ یا میری روح کو پیدا فرمایا اور میں نبی تھا اس وقت جب حضرت آدم علیہ السلام پانی اور مٹی کے درمیان تھے۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کے اس بیان سے بھی ثابت ہوا کہ صدر کے معنی اصل کے ہوتے ہیں۔ تو آیت قرآنیہ سے ثابت ہوا کہ اوّل کی ابتدا مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم سے ہوئی۔

لغت سے صدر کے معنی

قاموس ۲/۶۸	الصَّدْرُ مُقَدَّمُ كُلِّ شَيْئٍ وَ اَوَّلُه‎ٗ صدر ہر شئے کے مقدم کو اور اوّل کو کہتے ہیں۔

کتاب لغت سے بھی ثابت ہوا کہ صدر کے معنی اوّل کے بھی استعمال ہوتے ہیں۔ تو آیت قرآنیہ سے مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا سب مخلوق سے اوّل ہونا ثابت ہوا اور اس کی تائید فرمان مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمائی ہے۔

(ساتویں دلیل) احادیث سے مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سب سے مقدم تھے

فتوحات احمدیہ الشیخ سلیمان الجمل ۵ مدح خیر البریہ الابن حجر ہیثمی ۱۵ اربعین لیوسف نبھانی ۸۶	نور نبیك وشاهده حديث عبد الرزاق بسنده عن جابر رضی الله عنه یا رسول الله اخبرنی عن اول شیئ خلقه الله قبل الاشیاء قال یا جابر ان الله تعالیٰ خلق قبل الاشیاء نور نبیك من نوره فجعل ذالك النور يدور بالقدرة حيث شاء الله تعالیٰ ولم يكن فی ذالك الوقت لوح ولا قلم ولا جنة ولا نار ولا ملك ولا سماء ولا ارض ولا شمس ولا قمر ولا جن ولا

انس" اور اس کی شہادۃ عبد الرزاق کی حدیث ہے اس کی سند کے ساتھ اس نے حضرت جابر رضی اللہ تعالےٰ سے روایت کیا ہے کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آپ مجھے ارشاد فرمایئے سب سے پہلی شیئی کے متعلق جسے اللہ نے تمام اشیاء سے پہلے پیدا فرمایا حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمام اشیاء

کہ پہلے اللہ تعالےٰ نے تیرے نبی کے نور کو پیدا فرمایا اپنے نور سے تو یہ نور محمدی اللہ کی قدرت کے ساتھ جہاں اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہوا پھرتا رہا اس وقت نہ لوح تھی اور نہ قلم اور نہ جنت اور نہ دوزخ اور نہ فرشتہ اور نہ آسمان اور نہ زمین اور نہ سورج اور نہ چاند اور نہ جن اور نہ انسان۔

عبدالرزاق کی اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے نور مبارک کو اللہ تعالےٰ نے ہر شے سے پہلے پیدا فرمایا بشریت کی ابتدا تو آپ کے بہت بعد ہوئی۔ اس حدیث شریف سے بھی ثابت ہوا کہ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی حقیقت نوری ہے جو سب مخلوق سے مقدم تھے آپ کا انسانی جسم کا لباس صرف ہمارے فائدے اور بخشش کے لیے رہی نہیں بلکہ عالمین کے لیے رحمت بنایا جس نے دنیا میں تشریف لاکر مخلوق خدا کو عذاب الٰہی سے پناہ دی۔

الابریز عبدالعزیز دباغ ۲۶۶ } اِنَّ اَوَّلَ مَا خَلَقَ اللّٰہُ تَعَالٰی نُوْرُ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم بے شک جو شے اللہ تعالےٰ نے سب سے پہلے پیدا فرمائی وہ ہمارے سید محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور تھا۔

(آٹھویں دلیل) مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سب سے مقدم تھے

زرقانی شرح مواہب اللدنیہ ۱/۳۰ } مواہب اللدنیہ کی عبارت ہے۔ اَبْرَزَ الْحَقِیْقَۃَ الْمُحَمَّدِیَّۃَ مِنَ الْاَنْوَارِ الصَّمَدِیَّۃِ، اللہ تعالےٰ نے حقیقۃ محمدیہ کو ظاہر فرمایا انوار صمدیہ سے۔ اس کے ماتحت علامہ زرقانی لکھتے ہیں۔ عنیٰ النور الاحمدی المشار الیہ بقولہ علیہ الصلوۃ والسلام اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ کما فی حدیثًا جاء عنہ عبدالرزاق مرفوعًا یا جابر اِنَّ اللّٰہَ قَدْ خَلَقَ قَبْلَ

اَلْاَشْیَاءِ نُوْرَ نَبِیِّكَ مِنْ نُّوْرِهٖ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمان سب سے پہلے اللہ تعالےٰ نے میرے نور کو پیدا فرمایا۔ جیسا کہ حضرت جابرؓ کی حدیث ہے مصنف عبد الرزاق میں مرفوع حدیث کہ بے شک اللہ تعالےٰ نے تمام اشیاء کے پہلے اپنے نور سے تیرے نبی کے نور کو پیدا فرمایا۔

ان احادیث مرفوعہ سے ثابت ہوا کہ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم بشر کیا فرشتوں سے بھی قبل کے ہیں اور آپ کا نور محض ہونا بھی احادیث مرفوعہ سے ثابت ہو چکا۔

سوال: ایسی حدیثوں کو ابن تیمیہ نے جھوٹی لکھا ہے۔

"محمد عمر" فقیر اچھی طرح جانتا ہے کہ ابن تیمیہ نجدیوں کا سر تھا یعنی ابن تیمیہ وہ شخص ہے جہاں سے دنیا میں وہابیت کی ابتداء ہوئی اگر ابن تیمیہ کا مفصل حال پڑھنا ہو تو فقیر کی کتاب مقیاس حنفیت میں وہابیت کا باب ملاحظہ فرمالیں جس کو محدثین نے دشمن مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم لکھا ہوا ہے اس کا قول کب معتبر ہو سکتا ہے۔

دوسرا جواب جرح بغیر سبب کے یا وجہ خاص کے معتبر نہیں ہوتی ابن تیمیہ نے اس حدیث کے راوی کے متعلق کسی پر جرح نہیں کی لہٰذا ابن تیمیہ کی جرح اس حدیث پر غیر معتبر ثابت ہوئی۔

تیسرا جواب یہ ہے کہ اس حدیث کا بیان کنندہ مصنف عبد الرزاق ہے جو چوٹی کا محدث ہے جو ابن تیمیہ سے ہر طرح بلند درجہ رکھتا ہے جس کی حدیثیں خود ابن تیمیہ نے اور ابن کثیر نے نقل کی ہیں۔ دوسری بات یہ ہے اس کے نقل کرنے والے ابن حجر ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ اور سلیمان الجمل اور علامہ زرقانی جیسے اکابر محدثین اس حدیث کو معتبر سمجھ کر حجۃ قرار دیں تو ان کے مقابلے میں ابن تیمیہ جیسے کی کون سنتا ہے جس کو متفقہ طور پر مسلمانان دنیا نے دشمن مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم لکھا ہوا ہے اور اسی دشمنی کی بنا پر

ابن تیمیہ کو تمام عمر مسلمان بادشاہ نے حبس دوام رکھا ہو تو مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی مزید حدیث کو پس پشت ڈال کر ابن تیمیہ حرانی کو معتبر سمجھے تو یہ آپ کا ہی شیوہ ہے۔ مسلمان شان مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو مقدم سمجھتا ہے۔ اور جو حدیث شان مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی مظہر ہو مل جائے تو بسر و چشم تسلیم کرتا ہے۔

اور حرآن جو ابن تیمیہ کا مقام مولد ہے جہاں سے بت پرستی کی دنیا میں ابتدا ہوئی۔

البدایہ والنہایہ ۱/۱۴۰ } كَانَ اَهْلُ حُرَّانَ يَعْبُدُوْنَ الْكَوَاكِبَ وَالْاَصْنَامَ اہل حرآن سیاروں اور بتوں کی عبادت کرتے تھے۔

تو ثابت ہوا کہ ابن تیمیہ کے دماغ میں حرآن کی بت پرستی مرکوز ہو چکی تھی اسی لئے وہ مسلمانوں کو مشرک کہتا تھا اور جو آیتیں اور حدیثیں بتوں کے حق میں نازل ہوئیں اُن کو مسلمانوں پر چسپاں کرتا۔ اور شان مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم والی احادیث کا منکر تھا اور یہ حدیث مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم مرفوع صحیح ہے۔

(نویں دلیل) مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سب سے مقدم تھے

مشکوٰۃ شریف ۵۱۳، ترمذی شریف ۲/۲۰۱ } حدثنا ابو همام ابو الوليد ابن شجاع ابن الوليد البغدادی نا الوليد بن مسلم عن الاوزاعی عن يحيى ابن ابی کثیر عن ابی سلمة

عن ابی ھریرۃ قال قالوا یا رسول اللہ متیٰ وجبت لک النبوۃ قال و آدم بین الروح والجسد۔ ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ کے لئے کب نبوت واجب ہوئی آپ نے فرمایا جس وقت آدم علیہ السلام روح اور جسم کے بیچ بین تھے۔

وعن عرباض بن ساریۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انّہٗ قال انی عند اللہ مکتوب خاتم النبیین وان آدم لمنجدل فی طینتہٖ وساخبرکم باوّل امری دعوۃ ابراھیم وبشارۃ عیسیٰ ورؤیا امی التی رأت حین وضعتنی وقد خرج بھا نور اضاءت لھا منہ قصور الشام رواہ فی شرح السنۃ۔

عرباض رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ فرمایا آپنے میں اللہ کے پاس خاتم النبیین لکھا گیا اس وقت آدم علیہ السلام ابھی اپنی مٹی میں گندھے جا رہے تھے اور جلدی بتا سکتا ہوں میں تمہیں اپنے متعلق اوّل کام حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دعا مانگنا اور حضرت عیسٰی علیہ السلام کا میرے متعلق بشارۃ دینا اور میرے وضع حمل کے وقت میری ماں کا خواب دیکھنا اور میں تمہیں خبر دیتا ہوں کہ ضرور میری ماں کے واسطے نور نکلا جس سے شام کے محلات روشن ہوگئے۔

ان حدیثوں سے ثابت ہوا کہ مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کو حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے نبوت حاصل ہوئی جب نبوت مقدم تو ذات مقدم اور ذات جسمیۃ کا ظہور تو سب انبیاء علیہ السلام کے اخیر میں ہوا تو معلوم ہوا کہ آپ کو اس وقت نبوت ملی اور نبوت صفت ہے ذات کی تو آپ کی ذات حقیقۃً نور ثابت ہوئی جس کو نبوت عطا ہوئی تو لباس انسانی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بعد میں عطا ہوا۔

(دسویں دلیل) **مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم سب سے مقدم تھے**

زرقانی $\frac{1}{43}$ } وَلَوْلَاكَ مَا خَلَقْتُ الدُّنْيَا اور اگر یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آپ نہ ہوتے تو میں دنیا کو پیدا نہ فرماتا۔

(گیارھویں دلیل) زرقانی $\frac{1}{44}$ } لَوْلَاكَ مَا خَلَقْتُكَ وَلَا خَلَقْتُ سَمَاءً وَلَا اَرْضًا اگر مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو میں اے آدم تمہیں پیدا نہ کرتا اور نہ ہی آسمان زمین کو پیدا کرتا۔

(بارھویں دلیل) المستدرک $\frac{2}{614، 615}$ زرقانی $\frac{5}{242}$ } حدثنا علی بن حمشاد العدل املاء ثنا هرون بن العباس الهاشمی ثنا جندل بن واثق ثنا عمرو بن اوس الانصاری ثنا سعید بن عروبة عن قتادة عن سعید بن المسیب عن ابن عباس رضی اللہ عنهما قَالَ اَوْحَى اللّٰهُ اِلٰى عِيْسٰى عليه السلام يا عِيْسٰى اٰمِنْ بِمُحَمَّدٍ وَاْمُرْ مَنْ اَدْرَكَهُ مِنْ اُمَّتِكَ اَنْ يُؤْمِنُوْا بِهٖ فَلَوْلَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُ اٰدَمَ وَلَوْلَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُ الْجَنَّةَ وَلَا النَّارَ وَلَقَدْ خَلَقْتُ الْعَرْشَ عَلَى الْمَاءِ فَاضْطَرَبَ فَكَتَبْتُ عَلَيْهِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَسَكَنَ هٰذا حدیث صحیح الاسناد وَلَمْ يخرجاه۔

ابن عباس سے روایت ہے فرمایا اللہ تعالےٰ نے وحی فرمائی حضرت عیسٰی علیہ السلام کی طرف اے عیسٰی علیہ السلام محمد صلے اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ ایمان لاؤ اور تیری امت سے جو تجھ کو ملے محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کا حکم کر اگر نہ ہوتے محمد صلے اللہ علیہ وسلم میں آدم علیہ السلام کو پیدا نہ کرتا اور اگر محمد صلے اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو میں جنت

اور دوزخ کو پیدا نہ کرتا اور ضرور میں نے عرش کو پیدا کیا پانی پر تو وہ بیقرار ہوا تو میں نے اس پر لکھ دیا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ تو ساکن ہو گیا یہ حدیث صحیح الاسناد ہے اور بخاری مسلم میں مذکور نہیں۔

(تیرھویں دلیل)

زرقانی ۱/۶۲ } لَوْ لَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُكَ رواہ البیہقی

آدم علیہ السلام کو اللہ تعالےٰ نے فرمایا اگر محمد صلے اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو تمہیں پیدا نہ کرتا اس کو بیہقی نے روایت کیا ہے

(چودھویں دلیل)

المستدرک ۲/۶۱۵ زرقانی ۱/۶۲ ابن عساکر ۲/۳۵۷

حدثنا ابو سعید عمرو بن محمد بن منصور العدل ثنا ابو الحسن محمد بن اسحٰق بن ابراھیم الحنظلی ثنا ابو الحارث عبد اللہ بن مسلم الفہری ثنا اسماعیل بن مسلمہ انبأ عبد الرحمٰن بن زید بن اسلم عن ابیہ عن جدہ عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لَمَّا اقْتَرَفَ اٰدَمُ الْخَطِیْئَةَ قَالَ یَا رَبِّ اَسْاَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ لَمَا غَفَرْتَ لِیْ فَقَالَ اللّٰهُ یَا اٰدَمُ وَكَیْفَ عَرَفْتَ مُحَمَّدًا وَلَمْ اَخْلُقْهُ قَالَ یَا رَبِّ لِاَنَّكَ لَمَّا خَلَقْتَنِیْ بِیَدِكَ وَنَفَخْتَ فِیَّ مِنْ رُّوْحِكَ رَفَعْتُ رَاْسِیْ فَرَاَیْتُ عَلٰی قَوَائِمِ الْعَرْشِ مَكْتُوْبًا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَعَلِمْتُ اَنَّكَ لَمْ تُضِفْ اِلٰی اِسْمِكَ اِلَّا اَحَبَّ الْخَلْقِ اِلَیْكَ فَقَالَ اللّٰهُ صَدَقْتَ یَا اٰدَمُ اِنَّهٗ لَاَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَیَّ اُدْعُنِیْ بِحَقِّهٖ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكَ وَلَوْ لَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُكَ هٰذَا حدیث صحیح الاسناد

وَهُوَ اَوَّلُ حَدِيْثٍ ذَكَرْتُهُ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ فِي هٰذَا الْكِتَابِ۔

عمر بن خطاب رضی اللہ تعالٰے سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت آدم علیہ السلام سے خطا سرزد ہوئی تو فرمایا اے میرے رب میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے معاف فرما دے تو رب العزت نے فرمایا اے آدم علیہ السلام تو نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو کیسے پہچانا حالانکہ میں نے ابھی اس کو ظاہر نہیں فرمایا حضرت آدم علیہ السلام نے دربار خداوندی میں عرض کیا کہ اے میرے رب میں اس لئے ان کو پہچانتا ہوں کہ جب تو نے اپنے دست قدرت سے مجھے پیدا فرمایا اور مجھ میں روح پھونکی میں نے اپنا سر اٹھایا تو میں نے عرش کے پایوں پر لکھا ہوا دیکھا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ تو میں نے سمجھ لیا کہ تو نے اپنے نام کی طرف ساری مخلوق سے زیادہ محبوب کو منسوب فرمایا ہے۔ تو اللہ تعالٰے نے فرمایا اے آدم تو نے سچ کہا ہے بے شک محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مجھے تمام مخلوق سے زیادہ محبوب ہے۔ اس کی طفیل تو مجھ سے سوال کر تو میں نے تجھے بخشا اور اگر محمد صلے اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو میں تمہیں پیدا نہ کرتا یہ حدیث صحیح الاسناد ہے یعنی اس حدیث کی سندیں سب درست ہیں اور یہ پہلی حدیث ہے جو میں نے عبدالرحمٰن بن زید سے اس کتاب میں بیان کی ہے۔ ان احادیث مذکورہ بالا میں مذکور ہے۔ رب العزت کا فرمان کہ اگر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو جنت و دوزخ نہ بناتا اگر حضور نہ ہوتے تو حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا نہ فرماتا اگر آپ نہ ہوتے تو آسمان و زمین کو پیدا نہ کرتا۔ تو شرط ہمیشہ مشروط سے مقدم ہوتی ہے تو فرمان خداوندی اگر آپ نہ ہوتے ثابت ہوا کہ مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم حضرت آدم علیہ السلام سے مقدم تھے جنت و دوزخ سے مقدم تھے زمین و آسمان سے بھی مقدم

تھے یہ سب کچھ آپ کی خاطر تیار ہوا جنت آپ کے لئے آپ کے غلاموں کے لئے دوزخ آپ کے منکروں کے لئے تو ذات مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم مذکورہ بالا احادیث کے رو سے بھی سب سے مقدم ثابت ہوئے۔

اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ الْقَلَمَ

سوال: ترمذی شریف میں مذکور ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے قلم کو پہلے پیدا فرمایا تم کہتے ہو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو پہلے پیدا فرمایا غلط ہے ملاحظہ ہو

ترمذی شریف ۲/۳۸ | اِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُوْلُ اِنَّ اَوَّلَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ الْقَلَمَ فَقَالَ اُكْتُبْ قَالَ مَا اَكْتُبُ قَالَ اُكْتُبِ الْقَدَرَ فَكَتَبَ مَا كَانَ وَمَا هُوَ كَائِنٌ اِلَى الْاَبَدِ۔

عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے بے شک اللہ تعالےٰ نے پہلے قلم کو پیدا فرمایا پھر قلم کو فرمایا لکھ قلم نے عرض کی یا اللہ کیا لکھوں رب العزت نے فرمایا تقدیر لکھ تو قلم نے لکھ دیا جو ہوا اور جو ابد تک ہونے والا تھا۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ سب سے پہلے اللہ تعالےٰ نے قلم کو پیدا فرمایا اس نے ہر چیز کو لکھا پھر ہر چیز پیدا ہوئی۔

"محمد عمر" تمہاری پیش کردہ اس حدیث شریف سے بھی فقیر کا مطلب حل ہوتا ہے سنیئے (۱) پہلے تو اس حدیث شریف سے تمہارا شرک ٹوٹا تم کہتے ہو کہ مَا كَانَ وَمَا يَكُوْنُ کے ذرے ذرے کا علم اللہ تعالےٰ کے سوا کسی کو نہیں اور نہ ہی اس نے کسی کو عطا فرمایا ہے اس حدیث مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوا کہ اللہ

تمہارے نے قلم کو مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنَ کے ذرے ذرے کا علم غیب جو اس وقت کوئی شے موجود نہ تھی اُکْتُبِ الْقَدْرَ کا اپنے فرمان سے عطا فرمایا۔

(۲) دوسرا مطلب یہ ثابت ہوا کہ قلم کے پہلے اگر کوئی مخلوق خداوندی نہ تھی تو قلم نے پہلے مَا کَانَ یعنی جو ہو چکا تھا کیا لکھا تو قلم سے پہلے زمانہ ماضی میں تسلیم کرنا پڑے گا کہ نور مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہی تھا جس کا ذکر خیر لکھا گیا جس پر رب العزت اپنا صلوٰۃ والسلام پہلے بھی بھیجتا تھا ان کا ذکر پاک پہلے قلم نے لکھا میرے پیارے مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی تشریح تو ہے مَا کَانَ جن کا ذکر پہلے قلم نے لکھا پھر وَمَا هُوَ كَائِنٌ الی یوم ابد ہے باقی تمام مخلوق کی تشریح۔

تو اس حدیث مذکورہ سے بھی میرے مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا قلم سے مقدم ہونا ثابت ہوا کیونکہ قلم کا شان ماکان لکھنا یہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ذکر پاک ہے ورنہ تم حضور کے سوا کسی اور کا مقدم ہونا ثابت کر دو۔

سوال: شاید ماکان سے شان خداوندی مراد ہو۔

"محمد عمر" غلط ہے اور یہ کہنا کفر ہے کیونکہ ذات خداوند زمانوں سے مبرا ہے اگر ماکان سے ذات خداوندی لی جائے گی تو خداوند معاذ اللہ حادث ثابت ہو جائیگا

اور لَوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ شاہد ہے

(پندرھویں دلیل) زرقانی ۳/۱۴۴ — رواہ ابن سعد وغیرہٗ (كُنْتُ اَوَّلَ النَّبِيِّيْنَ فِي الْخَلْقِ) لِخَلْقِ نُوْرِہٖ (وَّ اٰخِرَهُمْ فِي الْبَعْثِ) باعتبار الزمان۔

روایت کیا اس کو ابن سعد وغیرہ نے "نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" کہ میں پیدائش میں سب نبیوں سے پہلے تھا، کیونکہ آپ کا نور سب سے پہلے پیدا ہوا اور سب نبیوں کے آخر میں مبعوث ہوا ہوں، باعتبار زمانے کے۔

تو مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے معلوم ہوا کہ آپ حضرت آدم علیہ السلام سے مقدم تھے۔

مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نور کا خواب حضرت آدم علیہ السلام کو

سولھویں دلیل خصائص کبریٰ ۱/۹ ۳

واخرج البیھقی وابن عساکر عن ابی ھریرۃ ان رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ لَمَّا خَلَقَ اللّٰہُ آدَمَ اَرَاہُ بَنِیْہِ فَجَعَلَ یَرٰی فَضَائِلَ بَعْضِھِمْ عَلٰی بَعْضٍ فَرَاٰی نُوْرًا سَاطِعًا فِیْ اَسْفَلِھِمْ فَقَالَ یَا رَبِّ مَنْ ھٰذَا قَالَ ھٰذَا اِبْنُکَ اَحْمَدُ وَھُوَ اَوَّلُ وَھُوَ اٰخِرُ وَھُوَ اَوَّلُ شَافِعٍ

بیہقی اور ابن عساکر نے ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب آدم علیہ السلام کو اللہ تعالےٰ نے پیدا فرمایا تو اپنی اولاد دکھایا گیا! پھر بعض کے بعض پر فضائل دیکھنے شروع کئے تو نیچے ایک نور چڑھنے والا دیکھا تو فرمایا اے میرے رب یہ کون ہے رب العزت نے فرمایا یہ تیرا بیٹا احمد ہے اور وہ اوّل ہے اور وہی آخر ہے اور وہ اوّل شفاعت کرنے والا ہے۔

کیوں جناب ثابت ہوا کہ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد سے ایک نور کا ظہور آدم علیہ السلام کو قبل از ولادت ہی دکھایا گیا جن کا اسم شریف احمد و محمد مکی و مدنی مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہے اب تم تعجب کرو کہ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد سے نور کیسے پیدا ہو سکتا ہے۔ یہ تعجب تو حضرت آدم علیہ السلام کو کرنا چاہیئے تھا کہ یا اللہ میری اولاد سے نور کیسے؟ ہاں ایسے مولوی نہ تھے اس لئے متعجب نہیں ہوئے وہ مومن تھے اللہ تعالےٰ نے نور مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے نور پاک کی زیارت حضرت

آدم علیہ السلام کو کرائی تو آپ نور ایمان سے آئے قبل از ظہور ولادت مصطفٰے صلے
اللہ علیہ وسلم نور مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم پر حضرت آدم علیہ السلام ایمان لے آئے
حضرت آدم علیہ السلام اپنی اولاد سے نور ہونے کے باوجود ایمان لے آئیں اور تم
ایمان نہ لاؤ تو تم اپنے باپ آدم علیہ السلام کے بھی متبع نہ رہے بلکہ عاق ثابت
ہوئے۔

حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے دادا نے آپکے نور کا خواب دیکھا

(سترھویں دلیل)
خصائص کبریٰ ۱/۳۹

أخرج أبو نعيم من طريق أبي بكر بن عبد الله بن أبي الجهم عن أبيه عن جده يُحَدِّث عن عبد المطلب قال إني رَأَيْتُ الليلة كأنَّ شَجَرَةً نَبَتَتْ قد نال رأسها السَّمَاءَ وضَرَبَت بأغصانها المَشْرِقَ والمَغْرِبَ وما رأيتُ نورًا أَزْهَرَ مِنْهَا أَعْظَمُ مِنْ نُورِ الشَّمْسِ سَبْعِينَ ضِعْفًا ورأيتُ العَرَبَ والعَجَمَ ساجِدِين لها وهِيَ تَزْدَادُ كُلَّ ساعةٍ عِظَمًا ونُورًا وارْتِفَاعًا الخ

عبدالمطلب فرماتے ہیں کہ میں نے خواب دیکھا ایک پودا اُگا ہوا ہے اس کا سر
آسمان تک اور ٹہنیاں مشرق و مغرب تک پھیلی ہوئی ہیں۔ اور ایسا اظہر نور میں نے کبھی
نہیں دیکھا جو ستر سورجوں یا اس سے بھی دگنا تھا اور عرب و عجم اس کے سامنے
جھکے ہوئے ہیں اور بڑائی اور نورانیت اور بلندی میں وہ ہر وقت بڑھ رہا ہے۔

آپ کے والد ماجد حضرت عبداللہ کی پیشانی میں آپ کے نور کا چمکنا

اٹھارھویں دلیل

البدایہ والنہایہ ۲/۲۵۰

وقال ابو بکر محمد بن جعفر بن سہل خرائطی حدثنا علی بن حرب حدثنا محمد بن عمارة القرشی حدثنا مسلم بن خالد الزنجی حدثنا ابن جریج عن عطاء بن ابی رباح عن ابن عباس قال لَمَّا اِنْطَلَقَ عبد المطلب بِاِبْنِهٖ عَبْدُ اللّٰه یزوجہ

مر بہ علی کاهنةٍ مِنْ اهل تبالہ متھودة قد قرأت الکُتُبُ یقال لها فاطمہ بنت مر الخثعمیہ فرأت نور النبوة فی وجہ عبد اللّٰه فقالت یا فتی هل لك ان تقع علی الان و اعطیک مائة من الابل ؛ فقال عبد اللّٰه

اَمَّا الحرَامُ فَالْمَمَاتُ دُوْنَهٗ	وَالحِلُّ لَاحِلَّ فَاسْتَبِیْنَهٗ
فَکَیْفَ بِالْاَمْرِ الَّذِیْ تَبْغِیْنَهٗ	یَحْمِی الکَرِیْمُ عِرْضَهٗ وَدِیْنَهٗ

ثُمَّ مَضٰی مَعَ اَبِیْهِ فَزَوَّجَهٗ اٰمِنَةَ بِنْتِ وَهَبِ بْنِ عَبْدِ مَنَافِ بْنِ زُهْرَةَ فَاَقَامَ عِنْدَهَا ثَلَاثًا ثُمَّ اِنَّ نَفْسَهٗ دَعَتْهُ اِلٰی مَا دَعَتْهُ اِلَیْهِ الکَاهِنَةُ فَاَتَاهَا فَقَالَتْ مَا صَنَعْتَ بَعْدِیْ؟ فَاَخْبَرَهَا فَقَالَتْ وَاللّٰهِ مَا اَنَا بِصَاحِبَةِ رِیْبَةٍ وَلٰکِنِّیْ رَاَیْتُ فِیْ وَجْهِكَ نُوْرًا فَاَرَدْتُ اَنْ یَکُوْنَ فِیَّ وَاَبَی اللّٰهُ اِلَّا اَنْ یَجْعَلَهٗ حَیْثُ اَرَادَ ثُمَّ اَنْشَاَتْ فَاطِمَةُ تَقُوْلُ

اِنِّیْ رَاَیْتُ مَخِیْلَةً لَمَعَتْ	فَتَلَالَاَتْ بِحَنَاتِمِ القَطْرِ
فَلَمَّا رَاَیْتُهَا نُوْرًا یُضِیْئُ لَهٗ	مَاحَوْلَهٗ کَاِضَاءَةِ البَدْرِ

حضرت ابن عباسؓ عنہ سے روایت ہے فرمایا جب عبدالمطلب اپنے بیٹے عبداللہ کا نکاح کرنے کے لئے چلے تو حضرت عبداللہ اچانک فاطمہ عورت کے پاس سے گزرے جو بہت خواندہ تھی۔ فاطمہ بنت مرالخثیمہ نے حضرت عبداللہ کے چہرے مبارک میں نور نبوۃ دیکھا تو اس نے کہا کہ اے جوان تیرا اگر ارادہ میرے ساتھ ہو تو میں تمہیں سو اونٹ انعام دوں گی تو حضرت عبداللہ نے فرمایا حرام سے موت مقدم ہے اگر تیرا ارادہ حلال کا ہو تو بتا دو اور جو تیرا ارادہ ہے وہ ممکن نہیں ہے کیسے ہوسکتا ہے کریم اپنی پوزیشن اور دین کو داغ نہیں لگنے دیتا پھر حضرت عبداللہ اپنے والد صاحب کے ساتھ تشریف لے گئے تو آپ نے حضرت آمنہؓ بنت وھب سے نکاح کر لیا آپ حضرت آمنہؓ کے پاس تین دن ٹھہرے پھر آپ کو خواہش ہوئی کاہنہ سے نکاح کی تو اس کے پاس تشریف لائے تو کاہنہ نے کہا میری ملاقات کے بعد تو کس کے پاس گیا تو آپ نے فرمایا کہ حضرت آمنہؓ کے ساتھ میں نے نکاح کر لیا ہے تو کاہنہ نے کہا کہ خدا کی قسم میں نفس پرست نہیں ہوں تیرے چہرے میں میں نے نور دیکھا تو میرا ارادہ ہوا کہ مجھ میں وہ منتقل ہو جائے لیکن خداوند کو منظور نہ تھا جہاں اس کا ارادہ ہوا اس نے رکھ دیا پھر فاطمہ نے مذکورہ اشعار پڑھے الخ

نور مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا آپ کی والدہ ماجدہ کو خواب میں

اُنیسویں دلیل
مستدرک
۲/۶۰۰

اخبرنا ابو الحسن احمد بن محمد العنزی ثنا عثمان بن سعید الدارمی قال قلت لابی الیمان حدثك ابو بكر بن ابی العنانی عن سعید بن سوید عن العرباض بن ساریہ السلمی قال سَمِعْتُ النَّبیَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یَقُوْلُ اِنِّیْ عِنْدَ اللہ فی اوَّل الکتاب لخا تمُ النَّبِیّین وَاِنَّ اٰدمُ لمُنْجَدِلٌ فی طینتہ وَسَاُنَبِّئُکُمْ بتَاوِیْلِ ذَالِكَ دَعْوَةُ ابی اِبْرَاهِیْمَ وبشارة عِیْسٰی قومہ وَرُوْیَا اُمّی الّتی رَاَتْ اَنَّہٗ خَرَجَ مِنْھَا نُوْرٌ اَضَاءَتْ لَہٗ قُصُوْرُ الشَّامِ قَالَ نعم ھذا حدیث صحیح الاسناد شاھد لحدیث اوّل عرباض بن

ساریہ سلمی سے روایت ہے اس نے کہا کہ میں نے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا ہے فرماتے تھے کہ بے شک میں اللہ کے نزدیک لوح محفوظ میں تمام نبیوں کا ختم کرنے والا لکھا گیا ہوں اس وقت حضرت آدم علیہ السلام اپنی مٹی میں گندھ رہے تھے اور اس کی حقیقت کی میں تمہیں خبر دیتا ہوں کہ میں اپنے باپ حضرت ابراھیم علیہ السلام کی دعا سے آیا ہوں اور جن کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو بشارت دی اور اپنی ماں کی خواب کے موافق آیا ہوں۔ میری ماں نے خواب دیکھی کہ اس سے ایک نور نکلا ہے۔ آپ کے ہی سبب شام کے محلات روشن ہوگئے فرمایا ہاں یہ حدیث صحیح الاسناد ہے اس کی شاہد حدیث اوّل ہے اور یہی حدیث ابن کثیر نے باسند دیگر بیان کی ہے۔

بیسویں دلیل
البدایہ والنہایہ ۲/۲۰۲

وَ قال ابن اسحٰق حدثنی ثور بن یزید عن خالد بن معدان عن اصحب رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم انہم قالوا لہ اخبرنا عن نفسك قال نعم دعوۃ ابی ابراھیم الخ

سوال : اس حدیث سے مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کا نور ہونا ثابت تو ہوتا ہے لیکن یہ حدیث ضعیف نہ ہو کیونکہ کئی حدیثیں ضعیف بھی ہوتی ہیں۔

"محمد عمر" بھائی صاحب یہ حدیث ضعیف نہیں ہے کیونکہ صاحب مستدرک حاکم الحدیث نے اس کو صحیح الاسناد لکھ دیا ہے اس کو ضعیف کہنے والے تم کون ہو۔ دوسرا جواب علامہ یوسف نبھانی نے اس حدیث کو اپنی کتاب جواہر البحار کی جزو الثالث میں بیان فرمایا ہے اور اس کی سندوں کے بیان کرنے والے کئی محدثین ہیں۔ مثلاً سنیئے۔

اکیسویں دلیل
جواہر البحار ۳/۱۱۴۴

اخرج احمد والبزار والطبرانی والحاکم عن العرباض بن ساریہ اخیر تک اس حدیث کو لکھ کر پھر اس حدیث کے متعلق فرماتے ہیں۔ قال الحافظ ابن حجر صححہ حبان والحاکم کیوں جناب اب تو محدثین کے جم غفیر نے اس حدیث نور مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کو صحیح کہ دیا اب تمہارا دل چاہے تو ایمان لاؤ یا انکار کر دو۔

بائیسویں دلیل
مستدرک الحاکم ۲/۶۰۰

حدثنا ابو العباس محمد بن یعقوب ثنا احمد بن عبد الجبار ثنا یونس بن بکیر عن ابن اسحاق قال حدثنی ثور ابن یزید عن خالد بن معدان عن اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اَنْتُمْ قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ اَخْبِرْنَا عَنْ نَفْسِكَ فَقَالَ دَعْوَةُ اَبِي اِبْرَاهِيْمَ وَبُشْرٰى عِيْسٰى وَرَأَتْ أُمِّي حِيْنَ حَمَلَتْ بِي اَنَّهُ خَرَجَ مِنْهَا نُوْرٌ اَضَاءَتْ لَهُ بُصْرٰى مِنْ اَرْضِ الشَّامِ قَالَ الْحَاكِمُ خَالِدُ بْنُ مَعْدَانَ مِنْ خِيَارِ التَّابِعِيْنَ صَحِبَ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ فَمَنْ بَعْدَهُ مِنَ الصَّحَابَةِ فَاِذَا اَسْنَدَ حَدِيْثًا اِلَى الصَّحَابَةِ فَاِنَّهُ صَحِيْحُ الْاِسْنَادِ وَاِنْ لَمْ يُخْرِجَاهُ - وَقَالَ الذَّهَبِيُّ فِي ذَيْلِ تَلْخِيْصِ الْمُسْتَدْرَكِ هٰذَا صَحِيْحٌ" -

خالدبن معدان اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنی ذات کے متعلق آپ ہمیں خبر دیجیے تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری ذات وہ ہے جس کے لئے میرے باپ ابراہیم علیہ السلام نے دعا فرمائی اور میری ذات وہ ہے جس کی بشارت دینے والے حضرت عیسٰی علیہ السلام ہیں اور جب میری ماں کو میرا حمل ہوا تو میری ماں نے خواب دیکھا کہ اس سے نور نکلا ہے جس سے بصری روشن ہوگیا اور بصری شام کے علاقہ میں ہے۔ حاکم نے کہا ہے کہ خالدبن معدان پسندیدہ تابعین سے ہیں انہوں نے معاذ بن جبل کی صحبت کی ہے تو جب یہ خالد صحابہ کی طرف اپنی مسند کو منسوب کریں تو وہ صحیح الاسناد ہوتی ہے اگرچہ صاحبین اس کو نہ بیان کریں (تو یہ بھی ایسے ہی حدیث صحیح ہے) اور ذھبی نے تلخیص المستدرک میں اس حدیث کو صحیح لکھا ہے۔ سنیئے آپ کے پکے مستند وہابی کی تفسیر سے دکھا دیتا ہوں۔

تینتیسویں دلیل
تفسیر ابن کثیر
۴/۳۶۰

وقال احمد ایضا حدثنا ابو النضر حدثنا فرج بن فضالہ حدثنا لقمان ابن عامر قال سمعت ابا امامۃ قال قلت یارسول اللہ ماکان بدء امرک؟ قال دعوۃ ابی ابراھیم وبشری عیسیٰ ورأت امی انہ یخرج منھا نور اضاءت لہ قصور الشام

ابو امامہؓ سے روایت ہے میں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے رسالت کی کب سے ابتدا ہوئی؟ فرمایا اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا سے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت سے اور میری والدہ نے خواب میں دیکھا کہ اُس سے نور نکلتا ہے جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے۔

چوبیسویں دلیل
بدایہ والنھایہ
۲/۲۷۵

قال ابن اسحٰق حدثنی ثور بن یزید عن خالد بن معدان عن اصحٰب یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم انھم قالوا اخبرنا عن نفسک قال نعم انا دعوۃ ابی ابراھیم وبشری عیسیٰ علیہ السلام ورأت امی حین حملت بی انہ خرج منھا نور اضاءت لہ قصور الشام

خالد بن معدان اصحٰب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے عرض کیا کہ حضور آپ اپنے نفس کے متعلق خبر دیجیے فرمایا ہاں میں اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا نتیجہ ہوں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں اور میری والدہ جب مجھ سے حاملہ ہوئیں تو انہوں نے خواب میں دیکھا کہ ان سے ایک نور نکلا جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے۔

پچیسویں دلیل دارمی شریف ۶

اخبرنا نعیم بن حماد ثنا بقیہ عن بحیر عن خالد بن معدان ثنا عبد الرحمٰن بن عمرو السلمی عن عقبہ بن عبد السلمی انہ حدث شاہد و کان من اصحب رسول اللہ صلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسری سند بدایہ میں ہے

چھبیسویں دلیل مستدرک ۲/۶۱۶

حدثنا ابو الحسن احمد بن محمد العنزی ثنا عثمان بن سعید الدارمی ثنا حیوٰۃ بن شریح الحضرمی ثنا بقیہ بن الوحید حدثنی بحیر بن سعید عن خالد بن معدان عن عتبہ بن عبد السلمی ان رجلا سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کَیْفَ کَانَ اَوَّلُ شَانِکَ یَا رَسُولَ اللّٰہِ حَتّٰی بَلَغَنَا اُمِّیْ فَقَالَتْ اَدَّیْتُ اَمَانَتِی دَ ذِمَّتِیْ وَحَدَّثْتُہَا بِالَّذِیْ لَقِیْتُ فَلَمْ یَرُعْہَا ذٰلِکَ فَقَالَتْ اِنِّیْ رَاَیْتُ خَرَجَ مِنِّیْ نُوْرًا اَضَاءَتْ مِنْہُ قُصُوْرُ الشَّامِ ھذا حدیث صحیح علی شرط مسلم ولم یخرجاہ

اب حدیث مذکورہ کی تائید آپکے مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کی زبانی کرا دیتا ہوں۔

مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کا اقرار

فتاوی رشیدیہ حصہ دوم ۱۳۴

مسئلۃ اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ اور لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ۔ یہ دونوں صحیح حدیثیں ہیں۔ یا وضعی زیدان کو وضعی بتلاتا ہے فقط بینوا وتوجروا۔

الجواب یہ حدیثیں کتب صحاح میں موجود نہیں ہیں۔ مگر شیخ عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ نے اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ کو نقل کیا ہے۔ کہ اس کی کچھ اصل ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ۔

آپ کے نور کا ظہور اور آپ کی والدہ ماجدہ کا ارشاد

ستائیسویں دلیل — البدایہ والنہایہ ۲/۲۶۴

قال محمد بن سعد ابنانا محمد بن عمر هو الواقدی حدثنا محمد بن عبد الله بن مسلم عن الزهری و قال الواقدی موسی بن عبدہ عن اخیه و محمد بن کعب القرظی معد شنی عبد الله بن جعفر الزهری عن عمته ام بکر بنت المسود عن ابیها و حدثنا عبد الرحمٰن بن ابراهیم المرنی و زیاد بن حرج عن ابی وحدثنا معمر عن ابی نجیح عن مجاهد وحدثنا طلحه بن عمر و عن عطاء عن ابن عباس دخل حدیث بعضهم فی حدیث بعض ان آمنه بنت وهب قالت لقد عَلِقْتُ بِهٖ تَعْنِی رَسُوْلَ اللهِ صلی الله علیه وسلم فی وَجَدْتُ لَهٗ مشقة حتی وضعته فلَمَّا فصل منی خرج معه نورٌ اضاءَ لَهٗ مَا بَیْنَ المشرق والمغرب

ورقہ بن نوفل کا اقرار نور مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق

البدایہ والنہایہ ۲/۲۹۶

وَيَظْهَرُ فی البِلَادِ ضِیَاءُ نُوْرٍ
يَقُوْمُ بِهٖ البَرِیَّةُ اَنْ تَمُوْجَا

۳ — شہروں میں نور کی روشنی ظاہر ہوگی جس کے سبب مخلوق قائم ہے کیونکہ وہ روشنی ٹھاٹھیں مار رہی ہے

اٹھائیسویں دلیل — ابن عساکر ۱/۲۸۶

وَفی روایه وارأیت فی النوم حِیْنَ حَمَلْتُ بِهٖ کَاَنَّهٗ خَرَجَ مِنِّی نُوْرٌ اَضَاءَتْ لَهٗ قُصُوْرُ الشَّامِ ثُمَّ وَضَعْتُهٗ آپ کی والدہ صاحبہ نے فرمایا۔ ایک

روایت میں ہے میں نے خواب میں دیکھا جب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حاملہ ہوئی گویا کہ مجھ سے نور نکلا اس سے شام کے محلات روشن ہوگئے پھر آپ کی ولادت ہوئی۔

انتیسویں دلیل: ابن عساکر ۱/۳۷ — قَالَتْ اِنِّی رَاَیْتُ خَرَجَ مِنِّی نُوْرًا اَضَاءَتْ مِنْہُ قُصُوْرُ الشَّامِ۔ آپ کی والدہ ماجدہ نے فرمایا کہ میں نے خواب دیکھا کہ مجھ سے نور نکلا اس سے شام کے محلات روشن ہوگئے

تیسویں دلیل: ابن ہشام ۱/۱۷۷ — اِنَّ نَفَرًا مِنْ اَصْحٰبِ النبی صلی اللہ علیہ وسلم قَالُوْا لَہٗ یا رسول اللہ اَخْبِرْنِی عن نَفْسِكَ قال نعم اَنَا دَعْوَۃُ اَبِی ابراھیم وَبُشْرٰی اخی عیسٰی وَرَاَتْ اُمِّی حِیْنَ حَمَلَتْ بِی اَنَّہٗ خرج مِنْھَا نُوْرٌ اَضَاءَ لَھَا قُصُوْرُ الشَّامِ۔

اکتیسویں دلیل: ابن عساکر ۳/۳۷ — قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ اُمِّیْ رَاَتْ فِی الْمَنَامِ اَنَّ الَّذِیْ فِیْ بَطْنِھَا نُوْرٌ — نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری ماں نے خواب دیکھا کہ جو بچہ میرے پیٹ میں ہے نور ہے۔

قَالَتْ فَجَعَلْتُ اَتْبَعُ لِبَصَرِیْ النُّوْرَ فَجَعَلَ النُّوْرُ یَسْبِقُ بَصَرِیْ حَتّٰی اَضَاءَ لِیْ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَ مَغَارِبَھَا۔

آپ کی والدہ ماجدہ نے فرمایا میری آنکھ نور دیکھتی تھی نور میری آنکھوں کے آگے نور سبقت کرتا تھا حتیٰ کہ میرے لئے زمین کے تمام مشارق و مغارب روشن ہوگئے۔

بتیسویں دلیل
ابن عساکر ۱/۲۷۵

فَقَالَ اِنَّ اَبِی لَمَّا بَنٰی بِاُمِّی حَمَلَتْ رَأَتْ اِنَّ نُوْرًا خَرَجَ مِنْ جَوْفِهَا۔

تو مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے والد ماجد نے جب میری والدہ سے نکاح کیا اور میری والدہ جب حاملہ ہوئیں تو دیکھا ان کے پیٹ سے نور نکلا ہے۔

تینتیسویں دلیل
ابن عساکر ۱/۲۸۶

اِنِّیْ حَمَلْتُ بِهٖ فَلَمْ اَجِدْ حَمْلًا قَطُّ كَانَ اَخَفَّ وَلَا اَعْظَمُ بَرَكَةً مِنْهُ ثُمَّ رَاَیْتُ نُوْرًا كَاَنَّهٗ شِهَابٌ خَرَجَ مِنِّیْ حِیْنَ وَضَعْتُهٗ اَضَاءَتْ لِیْ مِنْهُ اَعْنَاقُ الْاِبِلِ بِبُصْرٰی۔

حضرت آمنہ رضی اللہ تعالے عنہا فرماتی ہیں۔ میں مصطفٰے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حاملہ ہوئی تو مجھے حمل بالکل معلوم نہیں ہوا آپ بہت ہلکے تھے اور نہ ہی ایسی بڑی برکت کہیں سے پائی پھر میں نے نور کو دیکھا گویا کہ وہ ستارہ ہے جو مجھ سے نکلا جب میں نے آپ کو جنا تو مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم سے بصرے کے اونٹوں کی گردنیں روشن ہو گئیں۔

مصطفٰے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشانی مبارک سے نور کا ظہور

چونتیسویں دلیل
الکبریٰ بیہقی ۱/۴۲۱

اخبرنا ابو حازم الحافظ انا ابو الحسن علی بن احمد نا عبد العزیز المنتجب ابو داؤد بن سلیمان بن خزیمۃ البخاری نا محمد بن اسمٰعیل البخاری نا عمر بن محمد نا ابو عبیدہ معمر بن المثنیٰ التیمی نا ھشام بن عمروہ عن ابیہ

عن عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت کنت قاعدۃً اغزل والنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یخصف نعلہ فجعل جبینہ یعرق وجعل عرقہ یتولد نوراً فبہت فنظر الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال مالک یا عائشۃ بہت قلت جعل جبینک یعرق وجعل عرقک یتولد نوراً ولو رآک ابو بکر الہذلی لعلم انک احق بشعرہ قال وما یقول ابو کبیر قالت قلت یقول

وَمُبَرَّءٍ مِنْ کُلِّ غُبَّرِ حَیْضَۃٍ — وَفَسَادِ مُرْضِعَۃٍ وَّدَاءٍ مُّغْیِلِ
فَاِذَا نَظَرْتُ اِلٰی اَسِرَّۃِ وَجْہِہٖ — بَرَقَتْ کَبَرْقِ الْعَارِضِ الْمُتَہَلِّلِ

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے روایت ہے فرمایا میں بیٹھی سوت کات رہی تھی اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا جوتا سی رہے تھے اور آپ کا ماتھا مبارک پسینہ دے رہا تھا اور پسینہ مبارک سے نور ظاہر ہوتا تھا تو میں حیران ہوگئی تو میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف دیکھا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا بات ہے عائشہ؟ تو حیران ہے! میں نے عرض کیا حضور جناب کے ماتھے مبارک سے پسینہ ٹپک رہا ہے اور پسینہ نور پیدا کر رہا ہے اگر ابو کبیر ھذلی آپ کو دیکھ لے تو اسے بھی معلوم ہو جائے کہ آپ اس کے شعر کے زیادہ حق دار ہیں تو آپ نے فرمایا اس نے کیا کہا ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے فرمایا شعر ہر بقیہ حیض کے حمل سے آپ مبرا ہیں، اور دایہ کی ہر تکلیف سے بھی مبرا ہیں اور حاملہ عورت سے دودھ پلانے کی مرض سے بھی اور جب تو آپ کے ماتھے کے بلوں کو دیکھے تو چاند کے کناروں کی طرح چمک رہے ہیں۔

اس حدیث شریف سے بھی ثابت ہوا کہ آپ کی حقیقت نوری تھی کیونکہ جب پسینہ مبارک آپ کے بدن مبارک سے نکلے تو نوری فوارے رونما ہوتے تھے جیسا کہ آپ کے

مبارک ماتھے سے پسینہ ٹپکتے ہوئے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے خود دیکھا صلی اللہ علیہ وعلی نور جبینہ

مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک بغلوں سے نور کا ظہور

پینتیسویں دلیل

بخاری شریف ۲/۹۳۸

قَالَ اَبُوْمُوْسیٰ الاشعری دعا النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثُمَّ رَفَعَ یَدَیْہِ وَرَاَیْتُ بَیَاضَ اِبْطَیْہِ۔

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی اور اپنے دونو دست مبارک اٹھائے اور میں نے آپ کے دونوں بغلوں کی سفیدی دیکھی نتیجہ ہماری بغلوں سے بُو آتے اور بغل کا پسینہ جس کپڑے کو لگ جائے سیاہ ہو اور ہمارے پیارے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بغلوں سے نور چمکے تو اب فیصلہ تم پر چھوڑتا ہوں۔

چھتیسویں دلیل

بخاری شریف ۲/۹۳۸

وَقَالَ الاویسی حدثنی محمد بن جعفر عن یحییٰ بن سعید وشریک سَمِعَا اَنَسًا عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ وسلم رَفَعَ یَدَیْہِ حَتّٰی رَئِیْتُ بَیَاضَ اِبْطَیْہِ۔

یحییٰ بن سعید اور شریک نے حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے سُنا ان دونو نے روایت کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے اپنے دونو دست مبارک اٹھائے حتیٰ کہ میں نے آپ کی دونو بغلوں کی سفیدی دیکھی۔

مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی بغلوں سے روشنی کا ظاہر ہونا یہ بھی آپ کے نوری ہونے کی دلیل ہے۔

آپ کے رُخِ انور کا نورِ مُبارک

۲۷۔ دلیل

المستدرک ۲/۴۰۵

حدثنا ابو بکر بن اسحاق ابنا عبید بن عبد الواحد ثنا یحیٰی بن بکیر ثنا اللیث عن عقیل عن ابن شہاب عن عبد الرحمٰن بن کعب بن مالک قال سَمِعْتُ کَعْبَ بن مَالِکٍ یَقُوْلُ لَمَّا سَلَّمْتُ عَلیٰ رَسُوْلِ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ وَھُوَ یَبْرُقُ وَجْھُہٗ وَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم اِذْ اسْتَرَّ اِسْتَنَارَ وَجْھُہٗ کَاَنَّہٗ قِطْعَۃُ قَمَرٍ وَکَانَ یُعْرَفُ ذَالِکَ مِنْہُ ھذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین

عبد الرحمٰن بن کعب فرماتے ہیں کہ میں نے کعب بن مالک رضی عنہ سے سنا فرماتے تھے جب میں نے مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم پہ السلام علیکم عرض کیا آپ ارشاد فرماتے اس وقت آپ کا رُخ انور چمکتا اور جب آپ خوش ہوتے تو آپ کا چہرہ مُبارک منور ہوتا گویا کہ چاند کا ٹکڑا ہے اور یہ صرف حضور کی ذات سے ہی خصوصیت تھی یہ حدیث صحیح ہے شیخین کی صحت کے اصولوں پہ۔

۲۸۔ دلیل

مسلم شریف ۱/۹۱

حدثنا شیبان بن فروخ قال نا حماد بن سلمہ قال نا ثابت البنانی عن انس بن مالک اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہ علیہ وسلم قال اُتِیْتُ بِالْبُرَاقِ فَرَکِبْتُہٗ

(معراج کی رات) مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے لئے براق لایا گیا تو میں اس پہ سوار ہوا براق ہے برق سے برق کے معنی بجلی کے تو براق آسمانی بجلیوں کے مجموعے پہ سواری کرنا بشر کی طاقت نہیں ارضی

بجلی کو انسان ہاتھ لگائے تو جان نکل جاتی ہے۔ ابر کی بجلی جس پر پڑے وہ جل کر خاک ہو جاتا ہے آسمانی بجلیوں کے مجموعے کو چھونے کی بشری طاقت نہیں رب العزت براق آسمانی بھیجتے ہیں اور مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم اس پر سواری کر کے آسمانوں کے اوپر تشریف لے جاتے ہیں تو یہ اس امر کی دلیل ہے کہ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی حقیقت بشریہ نہ تھی یہ حقیقت نوری کا عمل ہے۔ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو محض لباس و اوصاف انسانی ہمارے نفع کے لئے پہنایا گیا اور والدین کے ذریعے سے پیدا کرنا صرف ہمارے فائدے کے لئے تھا ورنہ نور مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم انسانی لباس کا محتاج نہ تھا بلکہ حقیقت جنس انسانی اس امر کی محتاج تھی کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم انسانی ولادت سے انسانی لباس میں متشکل ہو کر تشریف لائیں تاکہ آپ کے کمالات نور نبیہ جنس انسان کو تمام نوریوں پر فائز کر دے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا براق پر قابو پا کر سواری کرنا آپ کی حقیقت نوری کو ثابت کرتا ہے اور یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ آپ کا لباس انسانی بھی حقیقت نوری کی وجہ سے نور محض تھا اور ہے اور رہے گا دوسرے انسانوں کی مثل آپ کی انسانیت بھی نہ تھی بلکہ آپ کی انسانیت بھی نورانیت میں منضمن تھی۔ اور یہ آپ کے نور ہونے کی اٹھائیسویں دلیل ہے۔

اور اصول ہے کہ لوہے کو لوہا ہی کاٹتا ہے اور پتھر کو پتھر مثلاً شیشے کو لوہے سے کہیں تو نہیں کٹ سکتا پھر شیشے کے لئے شیشے سے اعلیٰ قسم کو لیا جاتا ہے یعنی ہیرے سے شیشے کو کاٹنا مقصود ہو تو ہیرے کا ذرا سا ٹکڑا بھی اس پر پھیر دیں تو وہ دو ٹکڑے کر دیتا ہے ایسے ہی قمر منیر کو اعلیٰ قمر منیر کا اشارہ ہوا تو فوراً چاند دو ٹکڑے ہو کر نیچے گر پڑا یعنی جیسے ابو جہل نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانی طاقت کی آزمائش کرنی چاہی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چاند کو دو ٹکڑے کر کے زمین پر گرا کر رکھ دیا اور رب العزت نے فرمایا اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ۔

مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارے سے چاند کا دو ٹکڑے ہونا آپ کی حقیقت بشریہ ہونے کے منافی ہے

۳۹۔ دلیل

بخاری شریف ۲/۷۲۱ } حدثنا علی قال حدثنا سفیٰن قال اخبرنا ابن ابی نجیح عن مجاھد عن ابی معمر عن عبد اللہ قال انشق القمر و نحن مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فرقتین فقال لنا اشھدوا اشھدوا۔

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے فرمایا چاند ٹکڑے ہوا اور ہم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے چاند دو ٹکڑے ہو گیا تو مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فرمایا تم گواہ رہو تم گواہ رہو۔

۴۰۔ دلیل

بخاری شریف ۲/۷۲۲ } حدثنا عبد اللہ بن محمد قا حدثنا یونس بن محمد قال حدثنا شیبان عن قتادہ عن انس قال سأل اھل مکۃ ان یریھم اٰیۃ فاراھم انشقاق القمر۔

حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ اہل مکہ نے سوال کیا کہ آپ ان کو کوئی نشان دکھائیں تو آپ نے ان کو چاند ٹکڑے کر کے دکھایا۔

ان حدیثوں سے ثابت ہوا کہ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم اعلیٰ نور تھے اور چاند آپ سے کم درجہ کا نور تھا اعلیٰ نور نے ادنیٰ نور کو ٹکڑے کر کے گرا کر دکھایا یہ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی طاقت حقیقت بشریہ ہونے کے منافی ہے اور ثابت ہوا کہ آپ کی حقیقت

بشریہ نہ تھی بلکہ محض نور تھے جس نے آپ کے لباس انسانی ھیئتہ قضائیہ کو بھی محض نور بنا

اب تم ھیئتہ قضائیہ انسانیہ وولادۃ انسانیہ وعوارضات و اوصاف انسانیہ

کو سنکر دیکھ کر آپ کی حقیقت نوری کا انکار کر دو تو قرآن و احادیث صحیحہ کے

خلاف ہے اور یہ نوع انسانی کی ہتک ہے انسان کو اگر شرف حاصل ہوا ہے۔ تو

محض آپ کے نوری وجود سے انسان ملائکہ سے ذوقیت حاصل کر چکا حضرت آدم علی نبینا وعلیہ

الصلوٰۃ والسلام کو اگر نوریوں نے سجدہ کیا تو نور مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے جو حضرت

آدم علیہ السلام کے وجود میں جلوہ گر تھا اسی کی وجہ تھی مناصلوۃ اللہ علیہ وسلامہٗ

احادیث متواترہ سے ثابت ہے کہ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ والہ وسلم

پیدائشی ناف برید اور مختون تھے

۴۱ دلیل

مستدرک $\frac{2}{602}$

وَقَدْ تواترات لاخبار اَنَّ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وُلِدَ مَخْتُوْنًا وَمَسْرُوْرًا

اور تحقیق متواترات حدیثوں سے ثابت ہے کہ بے شک رسول

اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ختنہ کیے گئے اور ناف بریدہ پیدا کئے گئے۔

۴۲ دلیل

زرقانی $\frac{5}{244}$

وَمِنْهَا اَنَّهٗ وُلِدَ مَخْتُوْنًا مَقْطُوْعُ السُّرَّۃِ فَقَدْ قَالَ الْحَاکِمُ بِهٖ تَوَاتَرَتِ الْاَخْبَارُ اور ان احادیث سے یہ

ہے کہ آپ ختنہ کئے ہوئے ناف بریدہ پیدا ہوئے حاکم نے

کہا ہے کہ اس کی حدیثیں متواترہ ہیں۔

وَعَنْ ابن الجوزی لاشَكَّ اَنَّهٗ وُلِدَ مَخْتُوْنًا ...... رواه الطبرانی

والبوالصیم و ابن عساکر اور ابن جوزی سے ہے کہ بلاشک آپ مختون پیدا ہوئے ہیں

عَنْ اَنَسٍ رَفَعَہٗ مِن کرامتی علیٰ رَبِّیْ اَنِّیْ وُلِدْتُ مختُوناً

حضرت انس سے مرفوع روایت ہے کہ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و الہ وسلم نے فرمایا میرے رب کی طرف سے میری کرامت ہے کہ میں پیدا کیا گیا ہوں ختنہ کیا ہوا۔

۴۳۔ دلیل البدایہ والنہایہ ۲/۲۶۵

وَ قال البیھقی انبانا ابوعبد اللہ الحافظ انا ابوبکر محمد بن احمد بن حاتم الدار البودی حدثنا ابوعبد اللہ البوشنجی حدثنا ابو ایوب سلیمان بن سلمہ الجنائری حدثنا یونس بن عطا عثمان ابن ربیعہ بن زیاد بن الحارث الصدانی عبصر حدثنا الحکم بن ابان عن عکرمہ عن ابن عباس عن ابیہ العباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ قال وُلِدَ رَسُوْلُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مختُوناً مسرُوراً۔

حضرت عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ختنہ کئے ہوئے ناف کٹی ہوئی پیدا ہوئے۔

ثُمّ اوردہٗ من طریق محمد بن محمد بن سلیمان ھو الباغدی حدثنا عبد الرحمٰن بن ایوب الحمصی حدثنا موسیٰ المقدسی حدثنی خالد بن سلمہ عن نافع عن ابن عمر قال وُلِدَ رَسُوْلُ اللہِ صلی اللہ علیہ وَسلّم مَسْرُوْرًا مَخْتُوْنًا

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ آپ ناف بریدہ ختنہ کئے ہوئے پیدا ہوئے۔

کیوں جناب نور مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے منکرو؟ بتاؤ کوئی دنیا میں ایسا پیدا ہوا ہو جس کو ماں کے پیٹ میں والدہ کا گندا خون خوراک نہ ملی ہو صرف میرے پیارے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و الہ وسلم ہیں جو نہ والدہ ماجدہ کے شکم سے ہی ناف بریدہ پیدا ہوئے

جس سے ثابت ہوا کہ والدہ ماجدہ کے شکم مبارک میں بھی آپ کی خوراک نور ہی رہی ہے۔ والدہ کے خون کی غذائیت سے آپ مبرا رہے اور پیدا ہوئے مومن کے لئے یہ آپ کے وجود نوری ہونے کا یقینی ثبوت ہے اور جبلت نوری ہونے کی واضح دلیل ہے اور مختون اس لئے کہ آپ کے نوری جسم کا ٹکڑا کاٹ کر پھینکا نہ جا سکتا تھا۔

ان احادیث سے ثابت ہوا کہ مصطفٰے صلے اللہ علیہ والہ وسلم ظاہر و باطن میں حقیقتاً نور تھے۔

مصطفٰے صلے اللہ علیہ والہ وسلم کے باطن سے نور کا نکلنا

۴۴۔ دلیل
شمائل ترمذی ۳

حدثنا عبد الله بن عبد الرحمٰن انا ابراهيم بن المنذر الحذامی انا عبد العزیز بن ثابت الزهری ثنی اسمٰعیل بن ابراهيم بن رضی موسیٰ بن عقبه عَنْ موسیٰ بن عقبه عن كريب عَنْ ابن عباس رضی الله عنهما قَالَ كَانَ رَسُوْلُ الله صلی الله عَلَيْهِ واٰله وسَلّم اَفْلَجَ الثَّنيّتين اذا تَكَلّمَ رُاىَ كَالنّورِ يَخْرُجُ مِنْ بَيْنِ ثَنَايَاهُ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کلام فرماتے آپ کے سامنے دو دانت مبارکوں سے نور کی طرح نکلتا دکھائی دیتا تھا۔

اس حدیث مصطفٰے صلے اللہ علیہ والہ وسلم سے ثابت ہوا کہ مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کے ظاہر و باطن سے نور کی کرنیں نکلتی تھیں جو مومنین کو منور فرماتیں اور منافقین کی بیماری کو بڑھاتیں۔

۴۵ ۔ دلیل
بخاری شریف
۲/۹۳۴
۹۳۵

حدثنا علی بن عبد اللہ قال حدثنا ابن مھدی عن سفین عن سلمۃ عن کریب عن ابن عباس قال بت عند میمونۃ فقام النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاتی حاجتہ فغسل وجھہ و یدیہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ میں نے رات گذاری میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس تو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے تو اپنی حاجت کو آئے پھر آپ نے منہ اور دونو ہاتھوں کو دھویا۔

وَکَانَ فِیْ دُعَائِہٖ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ فِیْ قَلْبِیْ نُوْرًا وَّفِیْ بَصَرِیْ نُوْرًا وَّفِیْ سَمْعِیْ نُوْرًا وَّعَنْ یَّمِیْنِیْ نُوْرًا اور آپ کی دعا میں یہ مضمون ہے کہ اے اللہ میرے دل میں نور کردے اور میری آنکھوں میں نور کردے اور میرے کانوں میں نور کردے اور میرے دائیں نور کردے۔

وَعَنْ یَّسَارِیْ نُوْرًا وَّفَوْقِیْ نُوْرًا وَّتَحْتِیْ نُوْرًا وَّاَمَامِیْ نُوْرًا وَّخَلْفِیْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ لِّیْ نُوْرًا۔ اور میرے بائیں نور کردے اور میرے اوپر نور کردے اور میرے نیچے نور کردے اور میرے آگے نور کردے اور میرے پیچھے نور کردے اور میرے لئے نور بنادے۔

۴۶ دلیل
ابوداؤد
۱/۱۹۸
۱۹۹

حدثنا محمد بن عیسٰی نا ھشیم انا حصین عن حبیب بن ثابت عن محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس عن ابیہ عن ابن عباس انہ رقد عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فرآہ استیقظ فتسوک و توضأ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ

تعالے عنہما سے روایت ہے کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سویا تو آپ کو دیکھا کہ آپ بیدار ہوئے تو آپ نے مسواک کیا اور وضو کیا اور اپنے نوافل پڑھ کر یہ دعا فرمائی۔

وَهُوَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِيْ قَلْبِيْ نُوْرًا وَاجْعَلْ فِيْ لِسَانِيْ نُوْرًا وَاجْعَلْ فِيْ سَمْعِيْ نُوْرًا اور آپ فرماتے تھے اے اللہ میرے دل میں نور کر دے اور میری زبان پر نور کر دے اور میرے کانوں میں نور کر دے۔

وَاجْعَلْ فِيْ بَصَرِيْ نُوْرًا وَاجْعَلْ خَلْفِيْ نُوْرًا وَاَمَامِيْ نُوْرًا

اور میری آنکھوں میں نور کر دے اور میرے پیچھے نور کر دے اور میرے آگے نور کر دے۔

وَاجْعَلْ مِنْ فَوْقِيْ نُوْرًا وَمِنْ تَحْتِيْ نُوْرًا اَللّٰهُمَّ وَاَعْظِمْ لِيْ نُوْرًا

اور میرے اوپر نور کر دے اور میرے نیچے نور کر دے اے اللہ اور میرے لئے نور زیادہ کر دے۔

٧٤ دلیل
مسلم شریف
١/٢٦٠

حدثنی عبد اللہ بن ھاشم بن حیان العبدی قال نا عبد الرحمٰن یعنی ابن المھدی قال نا سفیان عن سلمۃ بن کھیل عن کریب۔
عن ابن عباس قام النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان فی دعائہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کہ میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس رہا آپ رات کو اٹھے نوافل ادا کئے اور آپ کی دعا میں یہ الفاظ بھی تھے۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِيْ قَلْبِيْ نُوْرًا وَفِيْ بَصَرِيْ نُوْرًا وَفِيْ سَمْعِيْ نُوْرًا وَعَنْ يَمِيْنِيْ نُوْرًا وَعَنْ يَسَارِيْ نُوْرًا وَفَوْقِيْ نُوْرًا۔

اے اللہ میرے دل میں نور کر دے اور میری آنکھوں میں نور کر دے اور میرے کانوں میں نور کر دے اور میرے دائیں نور کر دے اور میرے بائیں نور کر دے اور میرے اوپر نور کر دے

وَتَحْتِيْ نُوْرًا وَاَمَامِيْ نُوْرًا وَخَلْفِيْ نُوْرًا وَاعْظِمْ لِيْ نُوْرًا

اور میرے نیچے نور کر دے اور میرے آگے نور کر دے اور میرے پیچھے نور کر دے

میرے لئے نور زیادہ کرے۔

۴۸۔ دلیل مسلم شریف ۱/۲۶۰

حدثنا محمد بن بشار قال نا محمد وھو ابن جعفر قال نا شعبة عن سلمة عن کریب عن ابن عباسٍ قال بِتُّ فِي بَيْتِ خَالَتِي مَيْمُوْنَةَ فَبَقِيْتُ كَيْفَ يُصَلِّي رَسُوْلُ الله صلی الله علیه وسلم

فَصَلّٰى فَجَعَلَ يَقُوْلُ فِي صَلٰوتِهٖ اَوْ فِي سُجُوْدِهٖ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِيْ قَلْبِيْ نُوْرًا وَّفِيْ سَمْعِيْ نُوْرًا وَّفِيْ بَصَرِيْ نُوْرًا وَّعَنْ يَّمِيْنِيْ نُوْرًا وَّعَنْ شِمَالِيْ نُوْرًا وَّخَلْفِيْ نُوْرًا وَّفَوْقِيْ نُوْرًا وَّتَحْتِيْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ لِيْ نُوْرًا اَوْ قَالَ وَاجْعَلْنِيْ نُوْرًا

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے کہا اس نے میں نے اپنی خالہ میمونہ رضی اللہ تعالے عنہا کے پاس رات گزاری تو میں نے رات گزاری کہ آپ کیسے نماز پڑھتے ہیں پھر آپ نے نماز پڑھی تو آپ اپنی نماز میں فرماتے تھے یا سجدے میں فرماتے تھے اے اللہ میرے دل میں نور کر دے اور میرے کانوں میں نور کر دے اور میری آنکھوں میں نور کر دے اور میرے دائیں نور کر دے اور میرے بائیں نور کر دے اور میرے آگے نور کر دے اور میرے پیچھے نور کر دے اور میرے اوپر نور کر دے میرے نیچے نور کر دے اور میرے لئے نور کر دے یا فرمایا مجھے نور بنا دے۔

۴۹۔ دلیل مسلم شریف ۱/۲۶۱

وحدثنا اسحٰق بن منصور قال انا النضر بن شمیل قال انا شعبہ قال نا سلمۃ بن کھیل عن بکیر عن کریب عن ابن عباسٍ قال سَلَمَةُ فَلَقِيْتُ كُرَيْبًا فَقَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كُنْتُ عِنْدَ خَالَتِيْ مَيْمُوْنَةَ فَجَاءَ

رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ

عُنْدُرٌ وَ قَالَ وَ اجْعَلْنِیْ نُوْرًا وَ لَمْ یَشُكَّ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہا سلمۃ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے کہ میں نے کریب سے ملاقات کی تو اس نے کہا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے کہ میں اپنی خالہ میمونہ کے پاس تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو اس نے غندر کی حدیث کی مثل ذکر کیا اور فرمایا اور مجھے نور بناوے اور اس نے شک نہیں کیا۔

ہر نبی مستجاب الدعوات ہوتا ہے تو آپ نے دعا فرمائی کہ یا اللہ میرے عضو سے اور بدن کے ہر ذرے کو نور کردے تو کیا مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی دعا اللہ تعالےٰ نے منظور فرمائی یا نہ تو رب کریم نے آپ کی دعا کو منظور فرماتے ہوئے فرمایا قَدْ جَآءَ كُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ کہ ضرور اللہ کی طرف سے تمہارے پاس نور آیا اور سِرَاجًا مُّنِیْرًا بھی فرمایا جس سے ثابت ہوا کہ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی دعا رب کریم نے منظور فرمائی۔

"سوال" مولوی صاحب جب تمہارا عقیدہ ہے کہ حضور پیدائشی نور ہیں تو آپ کو نور مانگنے کی ضرورت ہی کیا تھی۔

"محمد عمر" جناب جب تم نماز میں کھڑے ہوتے ہو دربار خداوندی میں تو اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کیوں کہتے ہو جب دربار خداوندی میں کھڑے ہوتے ہو اس سے زیادہ اور کیا صراط مستقیم ہے ثابت ہوا کہ فَاسْتَبِقُوا الْخَیْرَاتِ کے قانون سے نیکی اور اچھی شئی جتنی زیادہ طلب کی جائے صحیح ہے اور زیادتی مانگنے سے پہلی کی نفی نہیں ہو جاتی دوسرا جواب جو شئی پہلے موجود ہو اور اس کا لطف اٹھایا ہو تو اس کی خواہش زیادہ ہوتی ہے تو اسی بنا پر میرے مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم چونکہ پہلے حقیقی نور تھے اور صفات انسانی میں تشریف لائے تو رب العزت سے درخواست فرماتے ہیں کہ

یا اللہ میرے صفات انسانی اور اعضائے انسانی کو بھی نور بنا دے تو آپ کی انسانیت پر آپ کی حقیقت نوری ایسی غالب ہوئی کہ ملکی نور سے بھی آپ کی حقیقت وصفات متجاوز ہوئے جس سے آپ بمع صفات انسانی لامکاں پر تشریف لے گئے سو کسی نوری فرشتے کو بھی طاقت نہیں تو یہ قدر و منزلت حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہوئی اور لامکانی باشندے کا لامکان کا مکیں ہونا عقلاً محال ہے لیکن مشاہدے نے صحیح ثابت کر دکھایا تو ان احادیث مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے بھی آپ کے ہر عضو اور ہر بال بال کا نوری ہونا ثابت ہو گیا۔ تیسرا جواب ان احادیث مذکورہ بالا سے یہ بھی ثابت ہو گیا جو تمہارا دعویٰ تھا کہ نور کا کبھی انسانی اوصاف میں ہونا ممکن ہی نہیں تو اگر واقعی ایسے ہی ہوتا جیسا کہ تمہارا دعویٰ ہے کہ نور شکل انسانی میں نہیں پیدا ہو سکتا یا انسان کبھی نور نہیں بن سکتا تو آپ کو یہ دعا فرمانے کی ضرورت ہی کیا تھی کیونکہ جب ممکن ہی نہیں تو دعا کیوں فرمائی۔ تو آپ کا یہ دعا فرمانا ثابت کرتا ہے کہ اللہ تعالےٰ انسان کو نور یا نور کے اوصاف انسان کو دے سکتا ہے۔

دلائل نور مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم از قرآن شریف

مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کی دلیل اول قرآن مجید سے

(پہلی دلیل)

احزاب ۲۲/۶ | یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا ۙ وَّ دَاعِیًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِیْرًا ۙ وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِیْرًا

اے ہر وقت ہر ذرے ذرے کے غیبی خبردار بے شک ہم نے آپ کو بھیجا ہے حاضر و ناظر اور مبارک دینے والا اور ڈرانے والا اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلانے والا

اور چراغ روشنی کرنے والا یا سورج نور دینے والا۔

"سائل" مولوی صاحب نبی کے معنی ہر وقت غیبی خبر دار تم نے معنی صحیح نہیں کئے نبی کے معنی صرف خبر رکھنے والے کے ہیں۔

"محمد عمر" نبی صفۃ مشبہ کا صیغہ ہے اور صفت مشبہ دوام پر دلالت کرتا ہے اگر ایک دم کے لئے بھی صفت مشبہ سے فعل کا خلو ہو جائے تو صفت مشبہ نہ رہیگا بلکہ اسم فاعل یا مفعول کے معنی ہو جائینگے اس اعتبار سے صیغہ نبی کے معنی ہونگے ہر وقت خبر رکھنے والا کس کی؟ جس کا نبی ہے نبی ہیں خدا کے تو خدا کی ہر وقت خبر رکھنے والے کو نبی کہا جاویگا۔ اور خدا غیب ہے اس لئے ہر وقت خبر دار تسلیم کیا جاویگا تو معنی درست ہونگے کتنی خبر؟ جہاں تک نبوۃ کی حد ہے! تو مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم للعالمین نذیرا ہیں اس لئے عالمین کے ذرے ذرے کے نبی ہونگے تو معنی درست ہونگے نبی کے معنی واضح ہو گئے، ہر وقت ہر ذرے ذرے کی خبر رکھنے والا۔

"سائل" مولوی صاحب شاہد کے معنی حاضر و ناظر کے تم نے غلط کئے ہیں شاہد کے معنی گواہ کے ہوتے ہیں۔

"محمد عمر" بھائی جو شخص حاضر ہو گا اگر وہ آنکھوں والا ہے تو ناظر بھی ضرور ہو گا اور شاہد کے معنی حاضر کے ہوتے ہیں۔

"سائل" ہم نے تو آجتک کسی سے یہ معنی نہیں سنے پہلی دفعہ تم سے ہی سنتے ہیں علمی قابلیت تو مجھے نہیں کسی آسان طریقہ سے سمجھا دو۔

"محمد عمر" جناب بڑی آسانی سے سمجھ جاؤ گے ذرا بڑے کا دعا جنازہ پڑھیئے۔

"سائل" اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا

"محمد عمر" بس بس! جناب مسئلہ حل ہو گیا اب تم نے جو پڑھا ہے شَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا اس کے کیا معنی کرو گے۔

سائل مسئلہ حل ہو گیا۔

"محمد عمر" نہیں نہیں ذرا ترجمہ تو کرو نہیں تو سمجھ آ گیا کوئی دوسرا ہی سن کر سمجھ لے گا۔

"سائل" شَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا کے معنی تو یہی ہوں گے کہ اے اللہ ہمارے حاضر کو بخش دے اور غائب کو بخش یہاں تو شاہد کے معنی سوائے حاضر کے اور کوئی ہو ہی نہیں سکتے اب تک ہمارے مولویوں نے تو ہمارے ذہن میں یہی جما رکھا تھا کہ شاہد کے معنی حاضر کے کرنا غلط ہے لیکن آج معلوم ہوا کہ شاہد کے معنی حاضر کے ہوتے ہیں۔

"سائل" کیا قرآن مجید میں بھی شاہد کے معنی حاضر کے کہیں ہیں۔

"محمد عمر" ہاں قرآن پاک سے بھی عرض کر دیتا ہوں۔

شاہد قرآن کریم سے

ھود ۱۲/۹ } ذٰلِكَ يَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ لَّهُ النَّاسُ وَذٰلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ یہ ایسا دن ہے اس میں لوگ اکٹھے کئے جائیں گے اور یہ دن ہے حاضر کیا گیا شاہد اسم فاعل ہے اس باب کا اسم مفعول مشہود ہے جس کے معنی ہیں حاضر کیا گیا جب مشہود کے معنی حاضر کئے گئے ہیں جو صیغہ اسم مفعول ہے تو شاہد اسم فاعل کے معنی حاضر ہونے والے کے ضرور ہوئے۔

شاہد و مشہود کے معنی

بروج ۳۰/۱ } وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قسم ہے حاضر ہونے والے کی اور قسم ہے ان کی جو حاضر کئے گئے۔

شاہد کے معنی تفاسیر سے

ابن جریر ۳۰/۷۲ | حدثنا ابن حمید قال ثنا یحیٰی بن واضح قال ثنا الحسین عن یزید بن عکرمہ فی قولہ وَشَاهِدٍ وَمَشْهُودٍ قال شاہدٌ یزید بن عکرمہ سے روایت ہے اللہ کے فرمان وشاہد ومشہود فرمایا حاضر ہونے والے

مُحَمَّدٌ والمَشْهُوْدُ یَوْمُ الجمعۃ فَذٰلِكَ قَوْلُہٗ فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰؤُلَاءِ شَهِيدًا

شاہد محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہیں اور مشہود جمعہ کا دن پھر یہ اللہ کا فرمان تو کس طرح حال ہوگا جب ہر امت سے ہم گواہ لائیں گے اور حضور آپ کو ان تمام پر گواہ لائیں گے۔

ابن جریر ۳۰/۷۱، ابن کثیر ۴/۴۹۲ | حدثنا ابو کریب قال ثنا وکیع عن شعبۃ عن علی بن عن یوسف المکی عن ابن عباسٍ قال الشاھدُ ابن عباس رضی اللہ تعالٰے عنہ سے روایت ہے فرمایا الشَّاهِدُ مُحَمَّدٌ والمَشْهُوْدُ یَوْمُ الْقِیٰمَةِ ثُمَّ قَرَأَ ذٰلِكَ يَوْمٌ مَجْمُوعٌ لَهُ النَّاسُ وَذٰلِكَ يَوْمٌ مَشْهُودٌ حاضر ہونے والے محمد ہیں اور مشہود قیٰمۃ کا دن پھر اپنے یہ آیت پڑھی

یہ ہے جس دن کے لئے لوگ جمع ہوں گے اور یہی ہے دن حاضری کا۔

ابن جریر ۳۰/۷۱ | حدثنا ابن حمید قال ثنا مھران عن سفیان عن جابر عن ابی الضحیٰ عن الحسن بن علی قال الشاھد محمد والمشھود یوم القیٰمۃ۔

حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا حاضر ہونے والے محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہیں اور مشہود قیامت کا دن ہے۔

شاہد کے معنی لغت سے

مفردات راغب ۲۹۹ | اَلشُّهُوْدُ وَالشَّهَادَةُ الْحُضُوْرُ مَعَ الْمُشَاهَدَةِ بِالْبَصَرِ اَوْ بِالْبَصِيْرَةِ وَقَدْ يُقَالُ لِلْحُضُوْرِ مُفْرَدًا قَالَ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ لٰكِنِ الشُّهُوْدُ بِالْحُضُوْرِ الْمُجَرَّدِ

اَوْلٰى وَالشَّهَادَةُ مَعَ الْمُشَاهَدَةِ اَوْلٰى =

شہود اور شہادۃ کے معنی حاضر ہونا مشاہدے کے ساتھ بصر کے ساتھ یا بصیرۃ کے ساتھ اور کبھی صرف حاضر کے لئے بولا جاتا ہے اللہ تعالےٰ نے فرمایا عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّہَادَۃِ جس کے معنی ہیں غیب اور حاضر کو جاننے والا ہے لیکن شہود صرف حضور کے معنی کے ساتھ بہت بہتر ہے اور شہادۃ مشاہدہ کے ساتھ بہتر ہے۔

اُمید ہے کہ انشاء اللہ العزیز اس مسئلے کی سمجھ تمہیں جلد ہی آگئی ہو گی انشاء اللہ العزیز مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق بھی سمجھ آجائیگی۔

اس آیت کریمہ میں رب العزت نے مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو خطاب فرما کر چند امتیازی خطابات ارشاد فرمائے۔

(۱) یَآاَیُّھَا النَّبِیُّ اے ہر وقت ہر ذرے ذرے کی خبر رکھنے والے

(۲) اِنَّا اَرْسَلْنٰکَ آپ نبی اللہ ہیں اللہ تعالےٰ نے آپ کو بھیجا خود اپنی طرف سے دعویٰ فرمایا۔

(۳) اللہ تعالےٰ نے مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو حاضر بنا کر بھیجا مطلقاً شاہد فرمایا تاکہ سب مخلوق کے لئے آپ حاضر ثابت ہوجائیں۔

(۴) آپ مبشر ہیں جس کو مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم مبارک دے دیں۔ وہ جنتی ہے ورنہ نہیں

(۵) آپ نذیر ہیں جس کو آپ جہنم کی نذارت سنادیں۔ وہ جہنمی ہی ہو گا۔ کبھی جنت میں نہیں۔

جا سکتا۔

(۶) آپ اللہ کی طرف بلانے والے ہیں آپ کے بغیر کوئی خداوند تعالٰے تک پہنچ نہیں سکتا۔

(۷) آپ نور دینے والے سورج ہیں۔

خداوند کریم نے ان سات خطابات سے اوّل شاہد فرمایا اور آخیر سراجاً منیراً فرمایا تاکہ ثابت ہو جائے کہ نور کے آگے کوئی چیز چھپی نہیں رہتی آپ مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم چونکہ نورانی سورج ہیں اور ہیں بھی مطلق سراج منیر عالمین کے لئے لہٰذا آپ کے سامنے عالمین کی کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہ سکتی یہ دونو خطابات شاہد اور سراجاً منیراً کا رب العزت نے کسی اور نبی علیہ السلام کو عطا نہیں فرمایا مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کو رب العزت نے سراجاً منیراً کا خطاب فرما کر آپ کی ذات کو نوری ذات ثابت کر دیا اس صراحتہ النص کا جو شخص انکار کرے وہ ایمان سے خالی ہے منکر قرآن ہے منکر مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم ہے رب العزت نے سراجاً منیرا کا خطاب کر کے کئی رازوں کا اظہار فرما دیا۔

(۱) سراجاً منیراً کے ایک معنی چراغ بھی ہیں کہ چراغ سے دوسرے بھی نور حاصل کر سکتے ہیں جیسا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے حاصل کیا اور مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اصحابی کا النجوم میرے اصحابی ستاروں کی طرح منور ہیں۔

(۲) چراغ چونکہ صرف رات کو ہی روشن کیا جاتا ہے۔ رب العزت نے سراجاً کے ساتھ صفت منیرا کی فرما دی کہ مصطفٰے صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایسے چراغ ہیں جو ہر وقت منیر ہیں آپ کا نور پاک ہر وقت روشن ہے کسی وقت بجھتا ہی نہیں جس نور کو خداوند کریم نے سراجاً منیراً فرما کر روشن کر دیا اب اگر کوئی شخص بجھانے کی کوشش کرے تو ایسے لوگوں کو خداوند تعالٰے نے چیلنج دیا کہ یُرِیۡدُوۡنَ لِیُطۡفِـُٔوۡا نُوۡرَ اللّٰہِ بِاَفۡوَاہِہِمۡ وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوۡرِہٖ وَلَوۡ کَرِہَ الۡکٰفِرُوۡنَ یہ نور اللہ کو جو سراجاً منیراً ہے محض زبانی بجھانا چاہتے ہیں حالانکہ اللہ تعالٰے اپنے نور کو پورا کرنے والا ہے گو

کفار منکرین نور کو بُرا ہی منا دیں۔

(۳) چراغ سے ہر کہ مہ فائدہ اٹھا سکتا ہے اس لئے آپ کے نور فائق کو سراج منیر فرمایا تاکہ ثابت ہوجائے کہ آپ کا نُور مبارک چراغ کی طرح عام ہے جس سے عالمین فائدہ اُٹھا سکتے ہیں۔

(۴) سِرَاجًا مُّنِیْرًا اس لیئے فرمایا کہ چراغ ہر طرف روشنی دیتا ہے لیکن چراغ کے نیچے اندھیرا ہوتا ہے چونکہ نجدی آپ کے تلے آپ کے نُور پاک کا منکر ہو کر اندھیرے میں رہا اس لئے رب العزت نے سِرَاجًا مُّنِیْرًا فرمایا کہ میرے مصطفٰے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سِرَاجًا مُّنِیْرًا عالمین کو منور فرمادیں گے لیکن اُن کے تلے نجدی آپ کے نور سے محروم رہیگا باوجود نجاری ہونے کے محروم نور ہے اس لئے منکر بھی ہے اس سلئے آپنے بھی فرمایا هُنَالِكَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ وَبِهَا يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ رب کریم جس کا کرم ہر مخلوق پر ہے لیکن شیطان محروم ہے تو قرن الشیطان نور اللہ سے کیسے روشنی حاصل کر سکتا ہے اور کیسے قائل ہو سکتا ہے۔

(۵) چراغ کا پرواز چونکہ بلندی کی طرف ہوتا ہے اور مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم بھی داعی الی اللہ ہیں تو رب العزت نے سِرَاجًا مُّنِیْرًا فرماکر داعی الی اللہ ہونے کا ثبوت دیا۔

قرآن کریم میں سراج سورج کو فرمایا

اور قرآن کریم میں سراج سورج کو بھی رب العزت نے فرمایا ہے مثلاً سورۃ نوح میں ہے وَجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا اور بنایا اللہ تعالےٰ نے سورج کو سراج یعنی روشنی دینے والا سورہ عم میں فرمایا وَجَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا اور بنایا ہم نے چراغ روشن یعنی سورج کو، کتب لغت میں۔ (کتب لغت سے)

مفردات راغب ص ۲۲۱ السِّرَاجُ الزَّاهِرُ بِفَتِيْلَةٍ وَدُهْنٍ وَيُعَبَّرُ بِهِ

مِنْ كُلِّ مُضِيْءٍ قَالَ وَجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا وَّهَّاجًا يَعْنِي الشَّمْسَ
جو شئی تیل اور بتی سے روشن ہونے والی ہو اس کو سراج کہتے ہیں اور ہر روشنی کرنے
والی شئی پر بھی سراج استعمال کیا جاتا ہے۔ (قرآن کریم کی مثال) وَجَعَلَ الشَّمْسَ
سِرَاجًا وَّهَّاجًا یعنی سورج۔

تو جب ہر روشن کرنے والی شئی پر سراج بولا گیا تو مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھی
فرمان خداوندی کے سراج کے استعمال سے مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مضئی ہونا ثابت
ہو گیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ جیسا کہ چڑھے ہوئے سورج کے منکر پہ لوگ انگشت نمائی کریں اور زبان
کشائی نہ کریں ویسے ہی مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کے منکر پر قیاس کر لیا جاوے
کیونکہ سورج کو رب العزت نے سراج فرمایا تو آپ کا نور مسلم اور مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو رب العزت نے سراج فرمایا تو نور ہونا انہیں محال معلوم ہو تو اس تقابل قرآنی کے نور
ہوتے ہیں تو کسر باقی نہیں باقی منکر قرآن ضرور کہلاوے گا۔

سراجاً منیرا کی شرح حدیث مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے

المستدرک ۲ / ۴۱۸

حدثنی محمد بن صالح بن هانئ ثنا ابو سهل بشر
بن سهل اللباد ثنا عبد الله بن صالح المصري حدثني
معاوية بن صالح عن سعيد بن سويد عن عبد الاعلى
بن هلال عن عرباض بن سارية رضي الله عنه صاحب رسول الله
صلى الله عليه وآله وسلم قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم
يَقُوْلُ اِنِّيْ عَبْدُ اللهِ وَخَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ وَاَبِيْ مُنْجَدِلٌ فِيْ طِيْنَتِهٖ وَسَاُخْبِرُكُمْ
عَنْ ذٰلِكَ اَنَا دَعْوَةُ اَبِيْ اِبْرَاهِيْمَ وَبِشَارَةُ عِيْسٰى وَرُؤْيَا اُمِّيْ اٰمِنَةَ
الَّتِيْ رَاَتْ وَكَذٰلِكَ اُمَّهَاتُ النَّبِيِّيْنَ يَرَيْنَ وَاِنَّ اُمَّ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ

علیہ وسلم وسلم رأت حین وضعتہ لہ نورا اضاءت لہا قصور الشام ثم تلا یا ایہا النبی انا ارسلناک شاہدا ومبشرا ونذیرا وداعیا الی اللہ باذنہ وسراجا منیرا ھذا حدیث صحیح صحیح الاسناد ولم یخرجاہ

عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالے عنہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھی سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا حضور فرماتے تھے میں اللہ کا بندہ ہوں اور تمام نبیوں کے ختم کرنے والا ہوں اس وقت ابھی میرا باپ حضرت آدم علیہ السلام کی مٹی گوندھی جارہی تھی اور میں تمہیں ضرور خبر دیتا ہوں اس سے کہ میں اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا نتیجہ ہوں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت کا نتیجہ ہوں اور اپنی والدہ ماجدہ کی خواب کا مضمون ہوں جو اس نے دیکھی اور اسی طرح تمام انبیاء علیہم السلام کی والدات نے میرے متعلق خوابیں دیکھیں اور بے شک رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم کی والدہ ماجدہ نے خواب دیکھا آپ کی ولادت کے وقت کہ ان کے لئے ایک نور چمکا جس سے شام کے محلات روشن ہوگئے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی۔

یا ایہا النبی انا ارسلناک شاہدا ومبشرا ونذیرا وداعیا الی اللہ باذنہ وسراجا منیرا

اے ہر وقت غیب کی خبر رکھنے والے ہم نے ضرور آپ کو حاضر بنا کر بھیجا اور ڈرانے والا اور اس کے اذن سے اللہ کی طرف بلانے والا اور سورج یا چراغ روشنی کرنے والا۔

"سوال" چراغ چونکہ راستے دکھاتا ہے اس لئے چراغ سے تشبیہ دی گئی ہے آپ کی ذات کا نور ہونا مراد نہیں۔

"محمد عمر" سبحان اللہ جناب اگر چراغ کی ذات روشن نہ ہو تو وہ دوسرے کے لئے کیسے مشعل راہ بن سکتا ہے ایسے ہی مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم مشعل راہ تب ہی بن سکتے ہیں اور سراجاً منیرا کے تب ہی مصداق بن سکتے ہیں جب آپ کی ذات نور ہو ورنہ نہیں۔

سوال "صحابہ کرام نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ھدایت کی طلب فرمائی ہے جیسے چراغ سے روشنی حاصل کر لی جاتی ہے۔ ایسے ہی اگر آپ ذاتی نور رکھتے تو جسمانی نور سے کسی کو روشنی والا نور بھی حاصل ہونا چاہیئے تھا۔

محمد عمر "مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے جسمانی نور کے ساتھ لاٹھی مس ہوئی تو آپ کے نور پاک سے لکڑی میں بھی روشنی آ گئی ملاحظہ ہو۔

(۱) ۵۴ دلیل
مشکوٰۃ شریف ۵۴۴

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اسید بن حضیر اور عباد بن بشر نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار سے رات کو باہر نکلے اندھیرا سخت تھا وَبِيَدِ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عُصَيَّةٌ فَاضَاءَتْ عَصَا اَحَدِهِمَا لَهُمَا حَتّٰى مَشَيَا فِي ضَوْءِهَا حَتّٰى اِذَا افْتَرَقَتْ بِهِمَا الطَّرِيْقُ اَضَاءَتْ لِلْاٰخَرِ عَصَاهُ ۔ اور دونوں کے ہاتھ میں لاٹھیاں تھیں۔ تو دونوں سے ایک کی لاٹھی روشن ہو گئی حتیٰ کہ وہ اس کی روشنی میں چلے جب میرے پیارے مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بدن پاک سے لکڑی مس کرے تو روشن ہو جائے ثابت ہوا کہ لکڑی نے نور مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو تسلیم کر لیا اور نور حاصل کر لیا اگر انسان آپ کے نور کو تسلیم نہ کرے اور نور حاصل کرے تو اس کی بدقسمتی ہے کیا یہاں نور محض نے نور عطا فرمایا اور لاٹھی کو منور کر دیا یا نور ھدایت مراد ہے کچھ خدا کا خوف کرو آپ سے نور ہدایت اور نور ذاتی تقسیم ہو رہا ہے۔

(۲) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ غار ثور میں تشریف لے گئے تو آپ کے پاس کونسی روشنی تھی وہ محض مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے بدن مبارک کے ساتھ بدن لگنے سے آپ کے بدن میں روشنی تھی جس کی وجہ سے غار روشن ہو گئی۔

(۳) عثمان ذو النورین کیوں کہتے ہو۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو حیض نہ آتا تھا مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو احتلام نہ ہوتا تھا آپ کو مسجد میں دخول میں طہارۃ

جدایہ ۳/۲۹۱ جنابت عدم جنابت مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم میں یکساں تھی۔

محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حقیقۃً نور ہیں قرآن کریم سے

نورِ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دوسری دلیل قرآن کریم سے

مائدہ ۶/۳ } قَدْ جَاءَ کُمْ مِّنَ اللہِ نُوْرٌ وَّ کِتٰبٌ مُّبِیْنٌ
ضرور تشریف لایا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور کتاب بیان کرنے والی۔

اللہ تعالےٰ رب العزت نے اس آیت کریمہ میں اپنی طرف سے دو چیزوں کے آنے کا ذکر فرمایا پہلے نور کا اور بعد ازاں کتاب بیان کرنے والی کتاب سے مراد قرآن شریف ہے اور جو قرآن شریف سے پہلے سب دنیا میں تقدم حاصل ہے وہ نور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہی ہیں اللہ جل شانہ نے اس آیت کریمہ میں مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو نور محض فرمایا جس سے ثابت ہوا کہ آپ حقیقۃً نور ہی ہیں صرف اوصاف انسانی رکھتے ہیں۔

"سوال" نور سے مراد تم نے مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو کیسے لے لیا۔

"محمد عمر" ہر لفظ کے مطلب کو اس کا قرینہ ثابت کرتا ہے نور سے مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو مراد لینا اس کا قرینہ اس عبارت کے ماقبل موجود ہے ملاحظہ ہو۔

یٰٓاَھْلَ الْکِتٰبِ قَدْ جَاءَ کُمْ رَسُوْلُنَا یُبَیِّنُ لَکُمْ کَثِیْرًا مِّمَّا کُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْکِتٰبِ وَ یَعْفُوْا عَنْ کَثِیْرٍ قَدْ جَاءَ کُمْ مِّنَ اللہِ نُوْرٌ وَّ کِتٰبٌ مُّبِیْنٌ

اے اہل کتاب ہمارا رسول صلے اللہ علیہ وسلم تمہاری طرف تشریف لایا

تاکہ جو کچھ تم چھپاتے تھے اس کو تمہارے لیئے ظاہر فرمادیں اللہ بہت سے گناہ تمہارے معاف فرمادیتا ہے ضرور تشریف لایا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور کتاب بیان کرنیوالی تو قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللّٰهِ نُوْرٌ کا عطف چونکہ قَدْ جَاءَكُمْ رَسُوْلُنَا پہ ہے اس لیئے یہ جملہ ماقبل ثابت کرتا ہے کہ قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللّٰهِ نُوْرٌ میں جو جَاءَ کا فعل ہے اس کا فاعل نور ہے اور لفظ نور کے تعین میں ابہام تھا تو رب العزت نے اس ابہام کو دور کرنے کے لیئے پہلے قَدْ جَاءَكُمْ رَسُوْلُنَا مقدم فرمادیا تاکہ جو فاعل پہلے جَاءَ کا ہے وہ دوسرے فعل جَاءَ کے فاعل کا ابہام دور کردے جس جملے جَاءَ پر اس کا عطف ہے جب اس جَاءَ کا فاعل رَسُوْلُنَا ہے تو دوسرے جملے مابعد والے سے بھی ثابت ہوا کہ اس جَاءَ کا فاعل جو نور ہے اس سے مراد بھی رَسُوْلُنَا ہے۔

"سوال" یہاں نور سے مراد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کسی مفسر نے بھی لیا ہے یا تمہاری اختراع ہے۔

"محمد عمر" آیئے متقدمین کی کتب تفاسیر سے بھی تمہاری تسلی کرادیتا ہوں پھر تمہارا کام باقی رہا ایمان لانا یا نہ۔

متقدمین مفسرین کا عقیدہ قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللّٰهِ نُوْرٌ کے متعلق

(۱) تفسیر ابن جریر ۶/۹۲ للطبری — (قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتَابٌ مُّبِيْنٌ، يعنى جل ثناءه لهؤلاء الذين خاطبهم من اهل الكتاب قد جاءكم اهل التورٰة والانجيل من الله نور وكتاب مبين يعنى بالنور محمدا صلى الله عليه وسلم الذى انار الله به الحق واظهر

بِہِ الْاِسْلَامَ وَ مُحِیَ بِہِ الشِّرْکُ فَھُوَ نُوْرٌ لِّمَنْ اِسْتَنَارَ بِہٖ یُبَیِّنُ الْحَقَّ

اللہ جل شانہٗ مراد لیتا ہے جن کو اہل کتاب سے خطاب فرماتا ہے کہ ضرور آیا تمہارے پاس اے اہل تورات وانجیل اللہ کی طرف سے نور اور کتاب بیان کرنے والی اللہ تعالےٰ نور سے مراد لیتا ہے ۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو جس سے اس نے حق کو روشن فرمایا اور آپ کے ساتھ ہی اسلام کو غلبہ دیا اور آپ کی تشریف آوری سے ہی اسلام غالب ہوا اور آپ کے سبب سے شرک مٹایا گیا تو آپ نور ہیں جن کے ساتھ روشنی ہوئی حق ظاہر ہوا ۔

(۲) تفسیر خازن ۲/۲۳

(قَدْ جَاءَ کُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّ کِتَابٌ مُّبِیْنٌ)
یعنی محمداً صلے اللہ علیہ وسلم اِنَّمَا سَمَّاہُ اللّٰہُ نُوْرًا لِاَنَّہٗ یُھْتَدٰی بِہٖ کَمَا یُھْتَدٰی بِالنُّوْرِ فِی الظَّلَامِ
ضرور اللہ کی طرف سے نور تشریف لایا یعنی محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور کوئی بات نہیں اللہ تعالےٰ نے مصطفےٰ صلے اللہ کا اسم شریف نور اس لئے رکھا کیونکہ آپ کے ساتھ ہدایت لی جاتی ہے جیسا کہ نور کے ساتھ ہدایت پائی جاتی ہے اندھیروں میں ۔

(۳) تفسیر معالم التنزیل ۲/۲۳

قَدْ جَاءَ کُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ
یعنی محمد صلے اللہ علیہ وسلم

(۴) تفسیر بیضاوی ۲/۹۲

(قَدْ جَاءَ کُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ) یُرِیْدُ بِالنُّوْرِ مُحَمَّدًا صلے اللہ علیہ وسلم

(۵) تفسیر کبیر ۳/۵۶۶

(قَدْ جَاءَ کُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّ کِتٰبٌ مُّبِیْنٌ) اِنَّ الْمُرَادَ بِالنُّوْرِ مُحَمَّدٌ (صلے اللہ علیہ وسلم) وَبِالْکِتَابِ الْقُرْاٰنُ
نور سے مراد محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہیں اور کتاب سے مراد قرآن مجید ہے ۔

(۶) تفسیر جلالین ۷۷

قَدْ جَاءَ کُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ ھُوَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم

نور وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔

(۷) تفسیر صاوی
الشیخ احمد الصاوی المالکی
۲۷۵/۱

(قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللّٰهِ نُوْرٌ) هو النبي صلى الله عليه وسلم لے وَسُمِّيَ نُوْرًا لِاَنَّهٗ يَسْتَنِيْرُ الْبَصَائِرُ وَيَهْدِيْهَا لِلرَّشَادِ وَلِاَنَّهٗ اَصْلُ كُلِّ نُوْرٍ حِسِّيٍّ وَمَعْنَوِيٍّ

نور وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم ہیں یعنی آپ کا اسم شریف نور اس لئے رکھا گیا کہ آپ بصائر کو روشن فرماتے ہیں اور ان کو ارشاد کرکے ہدایت دیتے ہیں۔ اور دوسری وجہ آپ کو نور کہنے کی یہ ہے کہ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہر حسی اور معنوی نور کا اصل ہیں۔

لہٰذا اس آیۃ کریمہ سے ثابت ہوا کہ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم حقیقۃً نور ہیں جس کی تائید مفسرین متقدمین نے بھی فرمادی اور جو شخص محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو نور نہیں تسلیم کرتا وہ منکر قرآن مجید ہے اور منکر رسالت بھی ہے کیونکہ رسالت صفت ہے اور صفت ذات کو متلزم ہوتی ہے اور جو شخص ذات نور مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا قائل نہیں تو رسالت کا بطریق اولیٰ منکر ثابت ہوا۔

دوستو! اب تمہارا فیصلہ تم نے خود کرنا ہے اگر قرآن شریف پر ایمان لانا ہے تو مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو نور تسلیم کرلو اور اگر قرآن کریم کو پس پشت ڈالنا ہے تو اپنے جیسا بشر کہدو۔

بزرگان دین کا عقیدہ قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللّٰهِ نُوْرٌ کے متعلق

شرح شفا لعلی قاری
۵۰۵/۱

(قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتَابٌ مُّبِيْنٌ) اَيِ الْمُرَادُ بِالنُّوْرِ (مُحَمَّدٌ) صلے اللہ علیہ وسلم۔

شرح شفا شہاب الدین الخفاجی ۲/۴۴۸	(وَسَمَّاهُ) اے سَمَّى اللّٰهُ نَبِيَّهٗ صلی اللّٰہ علیہ وسلم (نُوْرًا) فَقَالَ قَدْ جَاءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتَابٌ مُّبِيْنٌ قِيْلَ) اَلْمُرَادُ بِالنُّوْرِ فِيْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ (مُحَمَّدٌ) صلے اللّٰہ علیہ وسلم اس آیۃ کریمہ میں نُورٌ سے مُراد محمد صلے اللّٰہ علیہ وسلم ہیں۔

نورِ مُصطفےٰ صلے اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تیسری دلیل قرآن کریم سے

نور ۱۸/۵ } اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ

اللّٰہ نور ہے آسمانوں اور زمین کا اسکے نُور کی مثال مثل ایک طاق کی ہے جس میں چراغ ہو اور چراغ قندیل میں ہو گویا کہ وہ تارا ہے چمکتا ہوا۔

اس آیۃ کریمہ میں صرف نور کا ذکر ہے اور ایک نور کا ذکر نہیں بلکہ دو نوروں کا ذکر ہے (۱) نور محیط (۲) نور محاط۔ نبی کریم صلے اللّٰہ علیہ وسلم کا نور نورِ خداوندی کو محیط نہیں ہو سکتا رب کریم کا نور نورِ مصطفےٰ صلے اللّٰہ علیہ وسلم کو محیط ہو سکتا ہے۔ چنانچہ رب العزت نے فرمایا ہے۔

نساء ۵/۱۸	وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطًا اللّٰہ تعالےٰ ہر شئی کو محیط ہے تو یہ آیت کریمہ اس امر کی دلیل ہوئی کہ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ نورِ مصطفےٰ صلے اللّٰہ علیہ وسلم ہے اور مصباح نورِ ربی ہے جو آپ کے نُور کو محیط ہے تو اللّٰہ تعالےٰ

نے مصطفےٰ صلے اللّٰہ علیہ وسلم کے نورِ محاط کا بھی ذکر فرمایا اور اپنے نور کا بھی۔

اللّٰہ تعالےٰ زمین وآسمانوں کا روشنی کرنے والا ہے اور ذات الہٰی بے مثل ہے لَيْسَ

بِمِشْكٰوةٍ شئی اس کی شان ہے اِس نے رب العزت نے اپنے نور کے سمجھانے کے لئے مَثَلُ نُوْرِهٖ سے حلیہ نور مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد فرمایا رب العزت کے اس ارشاد مَثَلُ نُوْرِهٖ نے مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کو نور ثابت فرمایا جو کاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّیٌّ سے واضح ہے۔

سوال "مولوی صاحب کسی مفسر نے بھی اس آیۃ کے یہ معنی کئے ہیں یا یہ تمہاری اختراع ہے
"محمد عمر" مفسرین متقدمین کی تفسیروں میں بھی مذکور ہے اگر کہو تو تسلی کرادی جائے۔
"سائل" ضرور!
"محمد عمر" سُنیئے

مَثَلُ نُوْرِهٖ کی تفسیر مفسرین کی زبانی

(۱) تفسیر ابن جریر ۱۸/۹۵ | حدثنا ابن حمید قال ثنا یعقوب القمی عن حفص عن شمر قال جاء ابن عباس ابی کعب الاحبار فقال لہ حدثنی عن قول اللہ عزوجل اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الاٰیَۃَ فَقَالَ کَعْبٌ اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِهٖ مَثَلُ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم کَمِشْکٰوۃٍ اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔

فرمان الٰہی کے متعلق حضرت ابن عباسؓ نے کعب (احبار سے) دریافت فرمایا تو کعب نے کہا یہ مَثَلُ نُوْرِهٖ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال ہے۔

(۲) تفسیر ابن جریر | حدثنی علی ابن الحسن الازدی قال ثنا یحیٰی بن الیمان عن اشعث بن جعفر بن المغیرہ عن سعید

بن جبیر فی قولہٖ مَثَلُ نُوْرِہٖ قَالَ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سعید بن جبیر سے
اس آیت کے متعلق دریافت کیا گیا کہ مَثَلُ نُوْرِہٖ کا مطلب کیا ہے تو آپ نے فرمایا،
محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔

۳۔ تفسیر نیشاپوری $\frac{18}{93}$ | (مَثَلُ نُوْرِہٖ ، وَالنَّبِیُّ نُوْرًا وَّسِرَاجًا مُّنِیْرًا) مثل نورہ کا مطلب یہ ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نور ہیں اور سورج ہیں نور دینے والے۔

۴۔ تفسیر درمنثور $\frac{5}{49}$ | اخرج عبد بن حمید وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم وابن مردویہ عن شمر بن عطیہ قال جاء ابن عباس رضی اللہ عنہما الی کعب الاحبار فقال حدثنی
عن قول اللہ اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِہٖ قَالَ مَثَلُ نُوْرِہٖ
مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما کعب احبار کی طرف آیا
اس نے کہا مجھے فرمایئے اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِہٖ فرمان الٰہی کے
متعلق کعب الاحبار نے کہا مثال نور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی۔

۵۔ تفسیر خازن $\frac{5}{63}$ | (مَثَلُ نُوْرِہٖ ، وَقِیْلَ ھُوَ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم) مثل نورہٖ کی شرح بعض نے کی ہے کہ وہ نورِ محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔

۶۔ تفسیر معالم التنزیل $\frac{5}{63}$ | (مَثَلُ نُوْرِہٖ ، وقال سعید بن جبیر والضحاک ھُوَ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم) مَثَلُ نُوْرِہٖ کے متعلق سعید بن جبیر اور ضحاک نے کہا ہے
کہ وہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔

بزرگان دین کی تفسیر مَثَلُ نُورِہٖ کے متعلق

شرح شفا شہاب الدین خفاجی ۱/۱۳۹

قولہ تعالیٰ مَثَلُ نُورِہٖ
اے مثل نور محمد صلے اللہ علیہ وسلم مثل نورہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے نور کی مثال ہے۔

شرح شفا الخفاجی ۱/۱۴۱

قَالَ سَهْلٌ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مَثَلُ نُورِ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان مُسْتَوْدِعًا فی الْاَصْلَابِ۔
سہل رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کہا ہے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے نور کی مثال ہے جب آپ پشتوں میں مامون تھے۔

۱/۱۴۴

اَنَّ نُوْرَ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم کان فی الْاَصْلَابِ قَبْلَ خَلْقِ جِسْمِہٖ الشَّرِیْفِ
بے شک محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا نور اباء کی پشتوں میں تھا آپ کے جسم شریف کی پیدائش کے پیدا کرنے سے پہلے۔

اس سے ثابت ہوا کہ آپ تمام مخلوق سے مقدم ہیں اور دوسری بات یہ ثابت ہوئی کہ آپ نور ہی ہیں۔

نور مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی چوتھی قرآنی دلیل

الصف ۲۸/۱

یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ یہ لوگ ارادہ رکھتے ہیں کہ اپنے مونہوں سے اللہ کے نور کو بجھادیں اور اللہ تعالےٰ اپنے نور کو پورا کرنے والا

ــہ اگر کفار برا منادیں۔ اللہ تعالےٰ نے ہماری طرف دو نور بھیجے ہیں ایک مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم اور دوسرا قرآن مجید دونوں کے متعلق رب العزۃ نے اپنی نگہبانی کا ذمہ لیا ہے قرآن مجید کے متعلق فرمایا۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ بے شک ہم نے ذکر کو یعنی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو نازل فرمایا اور ہم ہی اس کے نگہبان ہیں۔ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی نگہبانی کا ذمہ بھی جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے۔ وَاللّٰهُ یَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ لوگوں سے آپ کو اللہ تعالےٰ بچائے گا۔ قرآن مجید قدیم اس کا مٹنا محال لہٰذا اس آیۂ کریمہ میں نُوْرُ اللّٰہ سے مراد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہی ہو سکتے ہیں۔

"سوال" اس مقام پر کسی متقدمین مفسرین نے بھی یہ معنی کئے ہیں یا تم نے خود گھڑے ہیں

"محمد عمر" مفسرین کے حوالہ جات عرض کرتا ہوں۔

مفسرین کی تائید

تفسیر ابن جریر ۲۸ / ۵۲

(یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ)

یَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰی ذِكْرُهٗ یُرِیْدُ هٰؤُلَاءِ الْقَائِلُوْنَ مُحَمَّدٌ صلی اللّٰہ علیہ وسلم هٰذَا سَاحِرٌ مُّبِیْنٌ لِیُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ یَقُوْلُ یُرِیْدُوْنَ لِیُبْطِلُوا الْحَقَّ الَّذِیْ بَعَثَ اللّٰهُ بِهٖ مُحَمَّدًا صلی اللّٰہ علیہ وسلم بِاَفْوَاهِهِمْ یَعْنِیْ بِقَوْلِهِمْ اِنَّهٗ سَاحِرٌ وَّمَا جَاءَ بِهٖ سِحْرٌ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ یَقُوْلُ وَاللّٰهُ مُعْلِنُ الْحَقِّ وَمُظْهِرُ دِیْنِهٖ وَنَاصِرُ مُحَمَّدٍ علیہ السلام عَلٰی مَنْ عَادَاهُ فَذٰلِكَ اِتْمَامُ نُوْرِهٖ

یہ کفار ارادہ رکھتے ہیں تاکہ اپنے مونہوں سے اللہ کے نور کو بجھادیں اور اللہ تعالےٰ اپنے نور کو پورا کرنے والا ہے گو کفار برا منادیں۔

اللہ تعالیٰ اپنے ذکر کا ارشاد فرماتا ہے کہ یہ ارادہ رکھتے ہیں جو محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو (معاذ اللہ) صاف جادوگر کہنے والے ہیں۔ تاکہ اللہ کے نور کو زبانی بجھا دیں۔ ربّ کریم فرماتا ہے یہ کفار ارادہ رکھتے ہیں تاکہ حق کو مٹا دیں زبانی جس کے ساتھ جو مبعوث فرمایا اللہ تعالیٰ نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو یعنی اپنی باتوں سے کہ وہ جادوگر ہے اور جس چیز (قرآن کریم) کو لایا ہے جادو ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ اپنے نور کو پورا کرنے والا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے اللہ تعالیٰ حق کا اعلان کرنے والا ہے اور اپنے دین کو غالب کرنے والا ہے اور محمد علیہ السلام کا مددگار ہے ایسے شخص کے خلاف ہے جو آپ کا دشمن ہو تو یہ ہے اس کے نور کا پورا کرنا ربّ العزت نے ان دونوں آیتوں میں ان لوگوں کا رد فرمایا جو اپنی زبانوں سے مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے نور ہونے کا انکار کرتے ہیں۔

۱۔ یُرِیْدُوْنَ فرمایا کہ یہ کفار ارادہ رکھتے ہیں تُرِیْدُوْنَ صیغہ خطاب سے نہیں فرمایا تاکہ ثابت ہو جائے کہ آپ کے نور کے خلاف مسلمانوں کا عقیدہ نہیں ہے بلکہ کفار کا عقیدہ ہے۔

۲۔ یُرِیْدُوْنَ فرمایا یُطْفِئُوْنَ نہیں فرمایا۔ فرمایا ان کا ارادہ ہے بجھانے کا یہ نہیں فرمایا کہ یہ بجھاتے ہیں تاکہ ثابت ہو جائے کہ ربّ العزت کے سِرَاجًا مُّنِیْرًا اور نور اللہ کو بجھانے کی کسی کو طاقت نہیں منکرین کا محض اپنا ارادہ ہی ہے نور اللہ کو بجھا نہیں سکتے

۳۔ اس آیت سے صاف واضح ہو گیا کہ جو شخص مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے نور کا زبانی منکر ہے وہ خداوند کریم کے اتمام نور کے خلاف بجھانے کا ارادہ رکھتا ہے حامی نور نہیں تو نور مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا زبانی انکار کرنا صرف نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے ہی مخالفت نہیں بلکہ ربّ العزت کا بھی مخالف ہے۔

۴۔ اس فرمان خداوندی سے ثابت ہوا کہ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو نور اللہ زبان سے بھی اقرار کرے تو ایمان ہے اور اطاعت خداوندی ہے ورنہ خداوند کریم کا دشمن ہے اور منکر خداوند کریم اور منکر رسول کریم ہے۔

۵۔ نُوْرُ اللہِ آیت ربانی سے ثابت ہوا کہ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نور اللہ ہیں۔

۶۔ وَاللہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ اللہ تعالےٰ اپنے نور کو پورا کرنے والا ہے یعنی نور اللہ نور مصطفےٰ صلے اللہ علیہ کو اللہ تعالےٰ عالمین میں پورا پھیلا کر ہی چھوڑیگا۔

۷۔ وَلَوْ کَرِہَ الْکَافِرُوْنَ سے صاف فیصلہ فرما دیا کہ جو شخص مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے نور سے کو بُرا منائے وہ جماعت کفار سے ہے۔ یہ ربّ العزّت نے منکر نور کو حجت تمام کرنے کے بعد آخری فتویٰ کفر جڑ دیا۔

نور مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پانچویں قرآنی دلیل

والضحیٰ ۳۰/۱ | وَالضُّحٰی وَاللَّیْلِ اِذَا سَجٰی قسم ہے حضور آپ کے رُخ انور کی اور قسم ہے آپ کی سیاہ زلفوں کی جب لٹکی ہوئی ہوں۔

تفسیر سے ضحیٰ کی تحقیق

تفسیر کبیر ۸/۵۹۶ | ھَلْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُذْکِرِیْنَ فَسَّرَ الضُّحٰی بِوَجْہِ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم وَاللَّیْلِ بِشَعْرِہٖ (وَالْجَوَابُ) نَعَمْ وَلَا اِسْتِبْعَادَ فِیْہِ کیا ذکر کرنے والوں سے کسی نے ضحیٰ کی تفسیر رخ انور مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے کی ہے اور لیل سے مراد آپ کے بال مبارک تفسیر کی ہے۔ الجواب ہاں اس میں کوئی بعد نہیں ہے۔

تفسیر نیشاپوری ۳۰/۱۰۷ | لَا اِسْتِبْعَادَ فِیْمَا یَذْکُرُہٗ الْوَاعِظُ مِنْ تَشْبِیْہِ وَجْہِ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بِالضُّحٰی وَشَعْرِہٖ بِاللَّیْلِ بعید نہیں ہے اس بات میں کہ اس کو ذکر کرتا ہے واعظ

مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے رخ انور کی تشبیہ ضحیٰ کے ساتھ دیتا ہے اور آپ کے بال مبارک کو واللیل سے

اللہ تعالےٰ نے اس آیت کریمہ میں مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے رُخ انور کو ضحیٰ فرمایا اور ضحیٰ سورج کو مستلزم ہے۔ ربّ العزت کے ضحیٰ فرمانے سے آپ کے سورج ہونے کی توثیق ہو گئی اور ضحیٰ سورج کے پورے طلوع کے وقت ہوتا ہے۔ اور مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے رُخ انور کو ربّ العزت نے ضحیٰ فرما کر آپ کے حقیقۃً نور ہونے کا ثبوت دے دیا اب جن کو آپ کے انوار کی تجلیات کی کرنیں پہنچتی ہیں وہ آپ کے نور ہونے کے قائل ہیں دن کی روشنی کو نہ دیکھنے والا جیسا کہ سورج کی روشنی سے محروم ہے ایسے ہی منکر نور مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم آپ کے نور سے محروم ہے۔ وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْن۔

نورِ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر چھٹی قرآنی دلیل

توبہ ۱۰/۵ — یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَیَاْبَی اللّٰہُ اِلَّآ اَنْ یُّتِمَّ نُوْرَہٗ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ۔

لوگ ارادہ رکھتے ہیں یہ کہ اللہ کے نور کو بجھا دیں۔ زبانی زبانی اور مخالف ہے اللہ تعالےٰ ان کے ارادوں کے مگر یہ کہ اپنے نور کو پورا ہی کرے گا گو کفار بُرا منائیں۔

اس آیت کریمہ میں ربّ العزت نے پانچ ارشادات کی وضاحت فرمائی۔

۱۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو نور اللہ فرمایا۔

۲۔ جو آپ کے نور اللہ ہونے کے منکرین ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان کے مخالف ہے

۳۔ اللہ تعالےٰ نور مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ساری مخلوق میں پھیلا کر ہی رہیگا۔

۴۔ زبانی انکار نور مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بجھا نہیں سکتا۔

۵ - جو نور اللہ یعنی نور مصطفیٰ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو تسلیم کرنے سے کراہیت کرتے ہیں۔
ان پہ ربّ العزت نے فتویٰ کفر ثبت فرمایا۔ ثابت ہوا پہلے کفار نور مصطفیٰ صلے اللہ
علیہ و آلہ وسلم کو بجھانے کا ارادہ رکھتے تھے تو اللہ تعالےٰ ان کا مخالف تھا اور منکرین نور مصطفیٰ
صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا مقابلہ فرماتے ہوئے آپ کی بشریت کو نہیں نوازا بلکہ آپ کی نورانیت
کو ساری مخلوق میں پھیلانے کا دعویٰ فرما دیا کہ تم میرے پیارے مصطفیٰ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم
کے نور کو بجھانے کا ارادہ رکھتے ہو تو خداوند تعالےٰ ساری مخلوق میں پورا کرنے کا تہیہ کر چکا ہے
اے ایمان والو اب تم خود سوچو کہ نور مصطفیٰ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو بجھانے والے کامیاب ہوئے
یا ربّ العزت نے اپنے نور کو پورا فرمایا اور دنیا میں نور مصطفیٰ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم ایسا
چمکایا کہ اب کئی حاسدین جلتے ہیں اور اس ابتدا کا سباق هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ
بِالْهُدٰى ذکر مصطفیٰ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم بیان فرماتے ہوئے یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِئُوْا
نُوْرَ اللّٰهِ کفار کے ارادوں کو ظاہر فرمایا اور ان کے مقابلے میں اپنی مخالفت کا اظہار کر کے
رَسُوْلَهٗ کے متعلق ہی تقابل خداوندی و کفار رَسُوْلَهٗ کی حقیقت کا اظہار نور اللہ سے
بیان فرمایا اور دلیل فرمائی کہ رَسُوْلَهٗ کا بجھانا محال ہے کیونکہ نور اللہ کا اطفا کفار سے محال ہے
ظاہر نص سے جب آیتہ خداوندی کے معنی سیاق و سباق کلام سے آپ نور اللہ ثابت
ہو گئے اب مفسرین کی زبانی تسلی کر لیجئے۔

نور اللہ مفسرین کی زبانی

تفسیر در منثور ۳/۲۳۱ — (یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ) اَخْرَجَ ابن ابی
حاتم عن الضحاک رضی اللہ عنہ فی قَوْلِهٖ یُرِیْدُوْنَ
اَنْ یُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ یَقُوْلُ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّهْلِکَ

محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ابن ابی حاتم نے ضحاک سے روایت کی ہے کہ فرمان خداوندی یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ کے متعلق فرماتے تھے کہ کفار ارادہ رکھتے ہیں۔ کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ہلاک کر دیں۔

تفسیر نسفی ۲/۹۴ تفسیر کشاف ۲/۱۴۹

(یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاھِھِمْ وَیَاْبَی اللّٰہُ اِلَّآ اَنْ یُّتِمَّ نُوْرَہٗ وَلَوْ کَرِہَ الْکَافِرُوْنَ، مَثَلُ حَالِھِمْ فِیْ طَلَبِھِمْ اَنْ یَّبْطُلُوْا نُبُوَّۃَ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم بِالتَّکْذِیْبِ بِحَالِ یُرِیْدُوْنَ یَنْفَخُ فِیْ نُوْرٍ عَظِیْمٍ مُّنْبَثٍّ فِی الْاٰفَاقِ یُرِیْدُ اللّٰہُ اَنْ یَّزِیْدَ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ کی شرح

میں کفار کی حالت کی مثال ان کے ارادوں کے متعلق یہ کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوۃ کو جھٹلا کر مٹا دیں۔ اس شخص کی حالت کے ساتھ جو ارادہ کرتا ہے یہ کہ ایسے نور عظیم میں پھونک ماری جائے جو تمام آفاق میں منتشر ہے اللہ تعالےٰ ارادہ رکھتا ہے کہ اس نور عظیم کو بڑھائے۔

اس قرآنی تفسیر سے ثابت ہوا نور اللہ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوۃ ہے اور کفار اس نور عظیم میں پھونک کر بجھانا چاہتے ہیں۔ آپکی نبوت نور ہے تو جس وجود میں نور ساری ہے وہ ضروری ہے کہ وجود نوری ہے ھٰذَا اَکْرَمُ اللّٰہ

نور مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ساتویں قرآنی دلیل

سورہ نجم ۲۷/۱

وَالنَّجْمِ اِذَا ھَوٰی قسم ہے تارے کی جب چڑھ کر اتر آئے نجم روشن ہوتا ہے اور مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم چونکہ نور ہیں اسی لئے آپ کی

ذات نجمی حقیقت والی کی رب العزت نے قسم کھائی یہ آیت میرے پیارے مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے نور ہونے کی ساتویں قرآنی دلیل ہے

تفاسیر سے

تفسیر خازن $\frac{6}{212}$ } اَلنَّجْمُ هُوَ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم
ستارہ وہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔

تفسیر معالم التنزیل $\frac{6}{212}$ } وَقَالَ جعفر الصادق یعنی محمد صلے اللہ علیہ وسلم
امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نجم سے مراد محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔

تفسیر الصاوی $\frac{4}{135}$ } النَّجْمُ هُوَ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم

تفسیر محی الدین ابن عربی ۱۳۷ } (والنَّجْمِ اذا هوىٰ) اُقْسِمُ بالنَّفْسِ المُحَمَّدِيَّةِ
قسم کھاتا ہوں ہیں نفس محمدیہ کی نجم کے معنی ستارے کے اور رب کریم نے نجم سے مراد نفس محمدیہ مراد لیا تو آیت کریمہ سے صاف ظاہر ہے کہ ستارہ نوری ہوتا ہے تو آپ بھی نور ہیں تو رب العزت نے نجم فرمایا

اگر آپ نور نہ ہوتے تو اللہ تعالےٰ آپ کو النجم کا خطاب نہ فرماتا مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو النجم کا خطاب فرما کر آپ کے نور ہونے کا ثبوت دیا ہے۔

انعام یک صد روپیہ نقد

اس شخص کو دیا جائے گا۔ جو کسی شخص کے متعلق حتیٰ کہ تمام انبیاء علیہم السلام کو یا ملائکہ کو ہی

اللہ تعالےٰ نے سراجاً منیرا یا نجم یا نور اللہ یا ضحیٰ یا قمر کے خطاب سے نوازا ہو۔ اگر نہیں تو توبہ کرو اور ساری مخلوق سے میرے پیارے محبوب مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو نور و منور تسلیم کرو۔

حافظ محمد لکھوی کی شہادت

تفسیر محمدی ۲۸ } جعفر صادق کہے مراد محمد نجموں آیا۔ جان شب معراج آسماناں تھا طرف زمین سدھایا۔

۱۔ أتی بالبراق براق لایا گیا کہ یہ بھی وہی براق تھا یا حقیقی اگر وہی تھا تو قصہ ہی ختم ہو گیا اگر حقیقی تھا تو کیا روح کے لئے براق لایا گیا۔

۲۔ خواب میں رب العزت ملاقات کرتا تھا یا جبریل اور جبریل دو ہیں یا ایک اگر ایک ہے تو بمع جسم تشریف لے گئے۔

نور مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی آٹھویں قرآنی دلیل

۳۰/۱ } لَا اُقْسِمُ بِالشَّفَقِ وَالَّيْلِ وَمَا وَسَقَ وَالْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ قسم کھاتا ہوں میں سرخی کی اور قسم کھاتا ہوں رات کی اور وہ جو جمع کیا اس نے اور قسم ہے چاند کی جب پورا ہو ضرور آپ چڑھیں گے آسمان پہ یکے بعد دیگرے۔

(۱) تفسیر کبیر ۹/۶۱۵ } ذٰلِكَ بِشَارَةٌ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم بِصُعُوْدِهٖ اِلَى السَّمَاءِ لِمُشَاهَدَةِ مَلَكُوْتِهَا وَاِجْلَالِ الْمَلَائِكَةِ اِيَّاهُ فِيْهَا وَالْمَعْنٰى لَتَرْكَبُنَّ يَا مُحَمَّدُ السَّمٰوٰتِ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا وَقَدْ فَعَلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ لَيْلَةَ الْاِسْرَاءِ

وَھٰذَا الْوَجْہُ مَنْقُوْلٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَابْنِ مَسْعُوْدٍ۔

اس آیت کریمہ میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو بشارت ہے۔ آپکے آسمانوں کی طرف چڑھکر آسمانوں کے ملکوں کو مشاہدے کے لئے اور فرشتوں کی جلالیت آپ کو دکھلانے کے لئے اور معنی اس آیت کے یہ ہوئے کہ یا محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ ضرور چڑھو گے تمام آسمانوں کو ایک ایک کرکے طبقے طبقے اور طبقا سے آسمانوں کو مراد لینے کی دلیل رب العزت کا فرمان ہے سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا۔ اور اللہ تعالےٰ نے یہ آپ کا آسمانوں کو چڑھنا معراج کی رات ثابت فرمایا اور یہ وجہ حضرت ابن عباس اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہم سے مروی ہے۔

۲-ابن کثیر ۴/۴۹۰ } قَالَ ابوداؤد طیالسی وَعِنْدہ حدثنا شعبۃ عن ابی بشر عن سعید بن جبیر عن ابن عباس (لَتَرْکَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ) قَالَ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم وَیُؤَیِّدُ ھٰذَا الْمَعْنٰی قِرَائَۃَ عمر وابْنِ مَسْعُوْدٍ وَابْنُ عَبَّاسٍ وَعَامَّۃِ اَھْلِ مکۃَ والکوفۃ لَتَرْکَبُنَّ بِفَتْحِ التَّاءِ وَقَالَ ابْنُ اَبِی حَاتِمٍ حدثنا ابو سعید الاشج حدثنا ابو اسامۃ عن اسماعیل عن الشعبی (لَتَرْکَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ) قَالَ لَتَرْکَبُنَّ یا محمد سَمَاءً بَعْدَ سَمَاءٍ وھکذا رُوِیَ عَنْ اِبْنِ مَسْعُوْدٍ وَمَسْرُوْقٍ وَاَبِی الْعَالِیَۃِ۔ ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے لَتَرْکَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ کے متعلق فرمایا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے اس آیت میں مراد محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں اور اس معنی کی تائید ہوتی ہے عمر و ابن مسعود اور ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہا اور عام اہل مکہ اور اہل کوفہ کی قراءۃ سے لَتَرْکَبُنَّ اور تا کی فتح سے اور شعبی سے روایت ہے اللہ تعالےٰ نے فرمایا یا محمد صلے اللہ علیہ وسلم تم ضرور چڑھو گے یکے بعد دیگرے تمام آسمانوں پر اور اسی طرح ابن مسعود اور مسروق اور ابو العالیہ سے مروی ہے۔

۳۔ تفسیر ابن جریر ۳۰/۶۸

حدثنا بشر ثنا یزید قال ثنا سعید عن قتادۃ قال قال الحسن وابو العالیۃ لَتَرْکَبُنَّ یعنی محمدًا صلی اللہ علیہ وسلم طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ السمٰوٰت حسن اور ابو العالیہ نے کہا لَتَرْکَبُنَّ یعنی ضرور آپ چڑھیں گے اس سے مراد محمد صلے اللہ علیہ وسلم طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ سے مراد تمام آسمان ہیں۔ یعنی یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آپ تمام آسمانوں پر ضرور چڑھیں گے۔

۴۔ تفسیر ابن جریر ۳۰/۶۸

حدثنا ابن حمید قال ثنا مھران عن سفیان عن جابر عن ابی الضحیٰ عن مسروق لَتَرْکَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ قال اَنْتَ یا محمدُ سَمَاءً عَنْ سَمَاءٍ مسروق سے روایت ہے کہ یا محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ ایک آسمان سے دوسرے آسمان کی طرف یکے بعد دیگرے سب پر ضرور چڑھیں گے۔

۵۔ تفسیر خازن ۶/۱۸۸

والمعنی لَتَرْکَبُنَّ یا محمدُ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ، یعنی سَمَاءً بَعْدَ سَمَاءٍ وَقَدْ فَعَلَ اللّٰہُ ذٰلِکَ مَعَہٗ لَیْلَۃَ اُسْرِیَ بِہٖ فَاَصْعَدَہٗ سَمَاءً بَعْدَ سَمَاءٍ۔ اور معنی لَتَرْکَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ سے مراد ہیں۔ کہ یکے بعد دیگرے آسمانوں پہ آپ ضرور چڑھیں گے اور آپ کے ساتھ رب کریم نے معراج کی رات ایسے ہی کیا تو مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو یکے بعد دیگرے آسمانوں پہ چڑھایا۔

۶۔ تفسیر درمنثور ۶/۳۳۰

واخرج الطیالسی وعبد بن حمید وابن ابی حاتم و الطبرانی عن ابن عباس لَتَرْکَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ قال یا محمدُ السماءَ طَبَقًا بَعْدَ طَبَقٍ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم درجہ بدرجہ تمام آسمانوں پہ ضرور چڑھیں گے۔

۷۔تفسیر درمنثور ۶/۴۳۰ | وَاخرج عبد بن حمید وابن المنذر والحاکم فی الکنی وَ ابن مندہ فی غرائب شعبہ وابن مردویہ وَ الطبرانی عن ابن مسعود اَنَّہٗ قَرَءَ لَتَرْکَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ قَالَ

لَتَرْکَبُنَّ بالنَّصب یا محمدُ سَمَاءً بَعْدَ سَمَاءٍ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے اپنے لَتَرْکَبُنَّ نصب کے ساتھ پڑھا ہے یعنی یا محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ ضرور یکے بعد دیگرے تمام آسمانوں پر چڑھیں گے۔

۸۔تفسیر ابن عباس ۳۸۵ | یُقَالُ لَتَرْکَبُنَّ یا مُحَمَّدُ لَتَصْعَدَنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ یَقُوْلُ مِنْ سَمَاءٍ اِلٰی سَمَاءٍ لَیْلَۃَ الْمِعْرَاجِ کہا گیا ہے یا محمد صلے اللہ علیہ وسلم ضرور چڑھیں گے آپ طبقے طبقے ایک آسمان سے

دوسرے آسمان کی طرف معراج کی رات۔

لَتَرْکَبُنَّ آپ کے آسمانوں کے چڑھنے کے واقعہ کو بیان کرنا اور اس کے پہلے شفق اور لیل اور وسق اور قمر کے پورے ہونے کی قسمیں کھانا ثابت کر رہا ہے کہ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے صعود الی السماء کے وقت با لشفق سے سرخی کی قسم کھانا یہ سرخی مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے رخ انور کی ہے اور لیل سے آپ کی زلف عنبریں مراد ہیں اور مَا وَسَقَ سے آپ کا ان کو اکٹھے کر کے پچھلی طرف کنگھی کر کے اکٹھا کرنا مراد ہے اور قمر سے رخ انور مراد ہے جب آپ کی زلف لیلیٰ رخ انور سے پیچھے ہٹیں۔ تو رخ انور چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکا مطلب یہ ہوا رب العزت فرماتا ہے قسم کھاتا ہوں میں آپ کے رخ انور کی سرخی کی اور قسم کھاتا ہوں میں آپ کی زلف لیلیٰ کی اور قسم ہے اس ادا کی جب اپنے زلفوں کو کنگھی سے رخ انور سے پیچھے ہٹا کر اکٹھا کیا اور بعد ازاں قسم ہے پورے رخ انور کی جو چاند کی چودھویں کی طرح پورا نمودار ہوا آپ آسمانوں کو یکے بعد دیگرے ضرور آسمانوں پر چڑھیں گے۔ تو وَالْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ سے آپکے رخ انور کو قمر فرمانا یہ بھی آپ کے نوری ہونے کی بین دلیل ہے۔

نویں قرآنی دلیل: وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ وَمَا اَدْرٰکَ مَا الطَّارِقُ النَّجْمُ الثَّاقِبُ

قسم ہے آسمان کی اور چمکنے والے کی اور کس نے آپ کو بتایا کہ طارق کسے کہتے ہیں۔ طارق چمکنے والے ستارے کو کہتے ہیں۔

نسیم الریاض شرح شفا ۲/۷۰ | اِنَّ النَّجْمَ هٰهُنَا اَيْضًا مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم
اللہ تعالیٰ نے نجم سے مراد یہاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو لیا ہے۔ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ کو رب کریم کا نجم سے یاد فرمانا یہ بھی آپ کے پورے وجود مبارک کے نوری ہونے کی یقینی دلیل ہے

نور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دسویں دلیل

والنجم ۱/۲۰۶ | ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى
پھر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم قریب ہوئے تو رب کریم نے استقبال کیا تو ہو گئے دو کمانوں کے گوشے کی مقدار یا اس سے بھی قریب۔

معراج جسمانی اور ملاقات خداوندی کا ثبوت

ابن قیم کا فیصلہ

زاد المعاد ابن قیم ۱/۸۲ | ثُمَّ عُرِجَ بِهٖ اِلٰى فَوْقِ السَّمٰوٰتِ بِجَسَدِهٖ وَرُوْحِهٖ اِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَخَاطَبَهٗ، پھر چڑھا گیا آپ کو آسمانوں کے اوپر کی طرف مع جسم و روح اللہ عز وجل کی طرف تو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ مخاطب ہوا۔

وَفَرَضَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةَ وَكَانَ ذٰلِكَ مَرَّةً وَّاحِدَةً هٰذَا اَصَحُّ الْاَقْوَالِ اور

فرض کی گئی آپ پر نماز اور یہ ایک دفعہ ہی واقعہ ہوا یہ سب سے صحیح قول ہے۔

حافظ محمد صاحب لکھوی کا فیصلہ

تفسیر محمدی ۴/۳

پر اکثر کہن جو وچہ بیداری جُسّے نال سدھائے
اینویں بہت صحیح حدیثاں متواتر بھی لیائے

سورہ اسری ۱۵/۱

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے کو سیر کرائی۔ لفظ عبدہ سے صاف ثابت ہے کہ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم روح بمع جسم تشریف لے گئے کیونکہ لفظ عبد روح بمع جسم پر بولا جاتا ہے۔ اور سورہ والنجم میں بھی اَوْحٰٓی اِلٰی عَبْدِہٖ مَآ اَوْحٰی میں اِلٰی عَبْدِہٖ فرمایا تاکہ آسمانوں کے اوپر بھی آپ کا تشریف لے جانا روح بمع جسمیت ثابت ہو جائے۔

بخاری شریف ۲/۱۱۲۰

فَعَلَا بِہٖٓ اِلَی الْجَبَّارِ تو اوپر لے گئے جبریل علیہ السلام مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو جبار کی طرف۔

تفسیر نیشاپوری ۱۵/۵

وَاعْلَمْ اَنَّ الْاَکْثَرِیْنَ مِنْ عُلَمَآءِ الْاِسْلَامِ اتَّفَقُوْا عَلٰٓی اَنَّہٗ اُسْرِیَ بِجَسَدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالْاَقَلُّوْنَ عَلٰٓی اَنَّہٗ مَآ اُسْرِیَ اِلَّا بِرُوْحِہٖ

اور تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ اکثر علماء اسلام متفق ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو جسم کے ساتھ سیر کرائی گئی اور قلیل اس بات پر ہیں کہ صرف آپ کے روح کو سیر کرائی گئی۔

جسم اطہر مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عرش معلیٰ تک سیر کرنا رب کریم کو سیر کرانا یہ بھی آپ کے وجود نوری ہونے کی دلیل یقینی ہے۔

تفسیر ابن جریر ۲۷/۲۴ | حدثنا ابن حمید قال ثنا مہران عن ابی جعفر عن الربیع ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی قَالَ هُوَ جِبْرِیلُ علیہ السلام وَقَالَ اٰخَرُوْنَ بَلْ مَعْنٰی ذٰلِكَ ثُمَّ دَنَا الرَّبُّ مِنْ مُحَمَّدٍ

صَلَّی اللہ علیہ وسلم فَتَدَلّٰی ربیع سے روایت ہے فرمان الٰہی ثُمَّ دَنَا پھر قریب ہوئے آپ تو اس نے نزول فرمایا کہا کہ وہ جبریل علیہ السلام ہیں اور حضرت نے کہا ہے بلکہ اس کے معنی ہیں ثُمَّ دَنَی الرَّبُّ مِنْ مُحَمَّدٍ پھر رب کریم محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے قریب ہوا فَتَدَلّٰی پھر اللہ نے نزول فرمایا۔

تفسیر ابن جریر ۲۷/۲۶ | حدثنا احمد بن عیسیٰ التمیمی قال ثنا سلیمان بن عمرو یسار قال ثنی ابی عن سعید بن زربی عن عمرو بن سلیمان عن عطاء عن ابن عباس قال قال رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم رَاَیْتُ رَبِّیْ فِیْ اَحْسَنِ صُوْرَۃٍ فَقَالَ لِیْ یَامُحَمَّدُ هَلْ تَدْرِیْ فِیْمَ یَخْتَصِمُ الْمَلَاُ الْاَعْلٰی فَقُلْتُ لَا یَارَبِّ فَوَضَعَ یَدَهٗ بَیْنَ کَتِفَیَّ فَوَجَدْتُ بَرْدَهَا بَیْنَ ثَدْیَیَّ فَعَلِمْتُ مَا فِی السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے میں نے اپنے ربّ کو بہت اچھی صورت میں دیکھا تو مجھے فرمایا اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کیا تو جانتا ہے کس چیز میں ملائکہ جھگڑا کرتے ہیں تو میں نے کہا نہیں اے رب میرے تو ربّ العزت نے اپنا دست پاک میرے دو کندھوں کے درمیان رکھا تو میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے سینے میں پائی تو جو شیئے آسمانوں اور زمینوں میں تھی مجھے معلوم ہو گئی ۔

گیارھویں دلیل

مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا رب کریم کو آنکھوں سے دیکھنا اور قریب ہونا

تفسیر ابن جریر ۲۷/۲۶ } حدثنا مہران عن سفیان عن ابی اسحٰق عمن سمع

ابن عباس یَقُوْلُ مَا کَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی قَالَ رَاٰی مُحَمَّدٌ رَبَّہٗ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے فرماتے تھے فرمان الٰہی مَا کَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی کا مطلب ثابت ہوا کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا۔

تفسیر ابن جریر ۲۷/۲۶ | حدثنا سعید بن یحیٰی قال ثنا ابی قال ثنا محمد بن عمرو عن ابی سلمہ عن ابن عبّاسٍ فی قَوْلِ اللّٰہِ وَلَقَدْ رَاٰہُ نَزْلَۃً اُخْرٰی عِنْدَ سِدْرَۃِ الْمُنْتَھٰی قَالَ دَنٰی رَبَّہٗ فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ

مَا اَوْحٰی قَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَدْ رَاٰہُ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے روایت ہے فرمان الٰہی وَلَقَدْ رَاٰہُ نَزْلَۃً اُخْرٰی سے تا فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَا اَوْحٰی فرمایا حضرت عباسؓ نے ضرور دیکھا رب کریم کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے۔

تفسیر نیشاپوری ۲۷/۳۳ | وَالْمُحَقِّقُوْنَ عَلٰی اَنَّھَا اَنْوَارُ اللّٰہِ تعالیٰ تَجَلّٰی لِلسِّدْرَۃِ کَمَا تَجَلّٰی لِلْجَبَلِ لٰکِنَّ السِّدْرَۃَ کَانَتْ اَقْوٰی مِنَ الْجَبَلِ وَمُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم کَانَ اَثْبَتَ مِنْ مُوْسٰی فَلَمْ تَضْطَرِبِ الشَّجَرَۃُ وَلَمْ یُصْعَقْ مُحَمَّدٌ صلی اللہ

علیہ وسلم اور تمام محققین کا عقیدہ ہے کہ سدرۃ المنتہی پر اللہ تعالےٰ کے انوار روشن ہوئے جیسا کہ کوہ طور روشن ہوئے لیکن سدرہ کوہ طور سے زیادہ قوی تھا اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم حضرت موسیٰ علیہ السلام سے زیادہ ثابت قدم ہے اور سدرہ بھی بے قرار نہ ہوا اور نہ ہی محمد صلے اللہ علیہ وسلم بے ہوش ہوئے۔

تفسیر نیشاپوری ۲۷/۳۴ | وَذَھَبَ بَعْضُھُمْ اِلٰی اَنَّ اللَّامَ لِلْجِنْسِ اَیْ مَا زَاغَ بَصَرُہٗ اَصْلًا فِیْ ذٰلِکَ الْمَوْضِعِ ھَیْبَۃً وَاِجْلَالًا بعض اس طرف گئے ہیں کہ لام جنس کے لئے ہے یعنی اس مقام پر مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی آنکھ ہیبت اور رعب خداوندی سے بالکل نہیں مڑی

مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے خداوند کریم کو آنکھوں سے دیکھا

سورہ اسریٰ ۱۵/۱ — سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ ہ پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے کو سیر کرائی۔

اس آیت کریمہ صراحۃ النص سے ثابت ہوا اللہ تعالےٰ نے آپ کو سیر کرائی جب خداوند کریم نے مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سیر کرائی تو نور کو نور کا سیر کرانا لازمی ہے

کتاب الاسماء والصفات للبیھقی ۳۱۱ — ثُمَّ عَلَا بِہٖ فِیْمَا لَا یَعْلَمُہٗ اَحَدٌ اِلَّا اللّٰہُ تَعَالٰی حَتّٰی جَآءَ بِہٖ اِلٰی سِدْرَۃِ الْمُنْتَھٰی وَدَنَا الْجَبَّارُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فَتَدَلّٰی حَتّٰی کَانَ مِنْہُ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی فَاَوْحٰی اِلَیْہِ مَا شَآءَ

جبریل پھر آپ کو بلندی کو لایا اپنے فرمایا اس مقام پر جو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا حتیٰ کہ لایا آپ کو سدرۃ المنتہٰی پر اور مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم اللہ تبارک وتعالےٰ کے قریب ہوئے تو اللہ تعالےٰ نے نزول فرمایا حتیٰ کہ آپ دو کمانوں کے گوشے کی مقدار رب العزت کے ہوئے یا اس سے بھی زیادہ قریب تو رب العزت نے آپ کی طرف جو چاہا وحی کی۔

کتاب الاسماء والصفات ۳۱۳ — قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَدْ رَاٰہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ رب العزت کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا۔

ترمذی شریف ۲/۱۶۰ — حدثنا محمد بن عمار بن سھان بن صفوان الثقفی یحیی ابن کثیر العنبری نا سالم بن جعفر عن الحکم بن ابان عن عکرمۃ عن ابن عباس قال رَاٰی مُحَمَّدٌ رَبَّہٗ قُلْتُ اَلَیْسَ اللّٰہُ یَقُوْلُ لَا تُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے فرمایا محمد صلے اللہ علیہ وسلم

اپنے رب کو دیکھا میں نے کہا کیا اللہ تعالےٰ نہیں فرماتا لَاتُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ
وَھُوَ یُدْرِکُ الْاَبْصَارَ قَالَ وَیْحَکَ ذَالِکَ اِذَا تَجَلّٰی بِنُوْرِہٖ الَّذِیْ
ھُوَ نُوْرُہٗ وَقَدْ رَاٰی مُحَمَّدٌ رَبَّہٗ مَرَّتَیْنِ ھٰذَا حدیث حسن غریب
وَھُوَ یُدْرِکُ الْاَبْصَارَ فرمایا افسوس ہے تجھ پر اس کو تو نہیں سمجھا جب اس کا نور
روشن ہوا تو وہ نور خداوندی ہی تو تھا اور ضرور محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دو دفعہ دیکھا
یہ حدیث حسن غریب ہے۔

ترمذی شریف ۲/۱۶۱

حدثنا سعید بن یحییٰ بن سعید الاموی نا ابی نا
محمد بن عمرو عن ابی سلمۃ عن ابن عباس فی
قَوْلِ وَلَقَدْ رَاٰہُ نَزْلَۃً اُخْرٰی عِنْدَ سِدْرَۃِ المنتھیٰ
فَاَوْحٰٓی اِلٰی عَبْدِہٖ مَآ اَوْحٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی
قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَدْ رَاٰہُ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم ھذا
حدیث حسن، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے روایت ہے۔ وَلَقَدْ رَاٰہُ
نَزْلَۃً اُخْرٰی عِنْدَ سِدْرَۃِ الْمُنْتَھٰی۔ فرمان الٰہی کے متعلق تو حضرت ابن عباسؓ
نے فرمایا ضرور نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رب کریم کو دیکھا۔

ان احادیث سے ثابت ہوا کہ میرے پیارے مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیدار الٰہی ہوا
اور آپ نے خداوند کریم کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔

بخاری شریف ۳/۱۱۲۰

ثُمَّ عَلَا بِہٖ فَوْقَ ذَالِکَ بِمَا لَا یَعْلَمُہٗ اِلَّا اللہُ حَتّٰی جَآءَ
سِدْرَۃَ الْمُنْتَھٰی وَدَنَا الْجَبَّارُ رَبُّ الْعِزَّۃِ فَتَدَلّٰی
حَتّٰی کَانَ مِنْہُ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی فَاَوْحَی اللہُ اِلَیْہِ
فِیْمَا یُوْحٰی پھر لے گیا وہ آپ کو اس کے اوپر اس مقام کے جس کو خدا کے سوا
کوئی نہیں جانتا حتیٰ کہ سدرۃ المنتہیٰ آگیا اور آپ جبار رب العزت کے قریب ہو

گئے پھر نزول فرمایا۔ حتی کہ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے دو کمانوں کے گوشوں کے قریب ہو گئے یا اس سے بھی قریب تو اللہ تعالےٰ نے آپ کی طرف وحی کی جو وحی کی گئی۔

مسلم شریف ۱/۹۹

حدثنا محمد بن بشار قال نا معاذ بن هشام قال نا ابي وحدثني حجاج بن الشاعر قال نا عفان بن مسلم قال نا همام كلاهما عن قتادة عن عبد الله بن شقيق قَالَ قُلْتُ لِأَبِي ذَرٍّ لَوْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم لَسَأَلْتُهُ، فَقَالَ عَنْ أَيِّ شَيْءٍ كُنْتَ تَسْأَلُهُ قَالَ كُنْتُ أَسْأَلُهُ هَلْ رَأَيْتَ رَبَّكَ قَالَ أَبُوذَرٍّ قَدْ سَأَلْتُهُ، فَقَالَ رَأَيْتُ نُوْرًا۔ عبداللہ بن شقیق سے روایت ہے فرمایا میں نے ابو ذر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو کہا اگر میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا تو آپ سے ایک سوال کرتا تو ابو ذر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کس چیز کے متعلق تو سوال کرتا تو اس نے کہا میں آپ سے سوال کرتا کہ کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے۔ ابو ذر رضی اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ میں نے مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تھا تو آپ نے فرمایا میں نے نور کو دیکھا ہے۔

اس حدیث مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی ثابت ہوا کہ میرے پیارے مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے رب کریم کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔

تفسیر در منثور ۶/۱۲۳

واخرج ابن ابی حاتم والطبرانی وابن مردویه عن ابن عباس رضی الله عنهما فی قوله ثم دنا فتدلّٰی قال هو محمد صلی الله علیه وسلم دنا فتدلّٰی الی ربه عزوجل ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ سے روایت ہے دَنَا فَتَدَلّٰی کے متعلق ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا وہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہیں آپ قریب ہوئے تو اپنے رب کی طرف نزول فرمایا۔

قرب خداوندی سے جبریل علیہ السلام کا عاجز رہنا
اور میرے مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کا اقرب ہونا

(۱) تفسیر نیشاپوری ۲۷/۳۲

وَذَالِكَ اَنَّ جِبْرِيْلَ تَخَلَّفَ عَنْهُ فِيْ مَقَامٍ لَوْ دَنَوْتُ اَنْمُلَةً لَاحْتَرَقْتُ ثُمَّ عَادَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم اِلَيْهِ

اور اس کا بیان یہ ہے کہ جبریل علیہ السلام مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ گئے اس مقام سے۔ کہ اگر میں ایک پورا بھی آگے قریب ہو جاؤں تو میں جل جاؤں پھر مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم دربار خداوندی سے حضرت جبریل علیہ السلام کی طرف واپس لوٹے۔

(۲) تفسیر صاوی ۲/۳۲۸

فَعِنْدَ ذَالِكَ تَاَخَّرَ جِبْرِيْلُ فَقَالَ لَهٗ اَهُنَا يُفَارِقُ الْخَلِيْلُ خَلِيْلَهٗ فَقَالَ لَهٗ هٰذَا مَكَانِيْ فَلَوْ فَارَقْتُهٗ لَاحْتَرَقْتُ مِنَ النُّوْرِ اَىْ ذَهَبَ نُوْرِىْ وَتَلَاشَيْتُ لِشِدَّةِ الْاَنْوَارِ وَظُهُوْرِهَا قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وسلم فَخَاطَبَنِىْ رَبِّىْ وَرَاَيْتُهٗ بِعَيْنِىْ بَصَرِىْ وَاَوْحٰى اِلٰى عَبْدِهٖ مَا اَوْحٰى

تو اس مقام پر حضرت جبریل علیہ السلام مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ گئے تو حضرت مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام کو فرمایا کہ کیا اس مقام پر دوست اپنے دوست سے علیحدہ ہو جاتا ہے تو جبریل علیہ السلام نے عرض کیا یہ میرا مقام ہے اگر میں اس مقام کو چھوڑ کر اوپر بڑھ جاؤں تو نور خداوندی سے جل جاؤں یعنی میرا نور چلا جائے اس کے شدۃ انوار اور اس کے ظہور سے تو میرا رب کریم مجھ سے مخاطب ہوا اور میں نے رب کریم کو اپنی آنکھوں سے دیکھا اور رب کریم نے اپنے بندے کی طرف وحی کی جو کی۔

(۳) تفسیر در منثور ۶/۱۲۳

واخرج ابن جریر وابن مردویہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما فی قولہ ثُمَّ دَنَا قَالَ دَنَا رَبُّہٗ فَتَدَلّٰی

ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے فرمان الٰہی ثمر دنا کے متعلق تو آپ نے فرمایا مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم اپنے رب کے قریب ہوئے تو اس نے نزول فرمایا۔

(۴) تفسیر در منثور ۶/۱۲۳

واخرج الطبرانی فی السنتہ والحکیم عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رایتُ النُّوْرَ الاَعْظَمَ

حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے میں نے نور اعظم کو دیکھا۔

(۵) تفسیر در منثور ۶/۱۲۳

واخرج ابن مردویہ عن انس قَالَ رَاٰی مُحَمَّدٌ رَبَّہٗ

حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا۔

(۶) تفسیر در منثور ۶/۱۲۳

واخرج ابن مردویہ عن ابن عباس اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم رَاٰی رَبَّہٗ بِعَیْنِہٖ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔

(۷) تفسیر در منثور ۶/۱۲۳

واخرج الطبرانی وابن مردویہ عن ابن عباس قال اَنَّ مُحَمَّدًا رَاٰی رَبَّہٗ مَرَّتَیْنِ مَرَّۃً بِبَصَرِہٖ وَ مَرَّۃً بِفُؤَادِہٖ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دو دفعہ دیکھا ایک دفعہ اپنی آنکھوں سے اور ایک دفعہ اپنے دل کی آنکھوں سے۔

(۸) تفسیر در منثور ۶/۱۲۴

واخرج الترمذی وحسنہٗ والطبرانی وابن مردویہ والبیہقی فی الاسماء والصفات عن ابن عباس فی قول اللہ وَلَقَدْ رَاٰہُ نَزْلَۃً اُخْریٰ قال ابن عبَّاسٍ قد راٰی النبیُّ صلی اللہ علیہ وسلم ربَّہٗ عزّ وجلّ ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے ۔فرمانِ الٰہی ولقد راٰہ نزلۃً اخری کے متعلق حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا ضرور دیکھا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب عزوجل کو۔

(۹) تفسیر در منثور ۶/۱۲۴

واخرج النسائی والحاکم وصححہ وابن مردویہ عن ابن عباسٍ قال اتعجبُوْنَ اَنْ تکُوْنَ الْخُلَّۃُ لِاِبْرَاھِیْمَ وَالکلامُ لِمُوْسیٰ علیہ السلام والرُّؤیَۃُ لِمُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ کیا تم تعجب کرتے ہو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے رب کریم کی دوستی ہو اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام ہو اور حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیدار ہو۔

(۱۰) تفسیر در منثور ۶/۱۲۴

واخرج ابن جریر عن عکرمۃ قال راٰی مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم ربَّہٗ ۔ عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا۔

(۱۱) تفسیر خازن ۴/۱۰۷

فَقَالَ مُوْسیٰ رَبِّ لَمْ اَظُنَّ اَنْ یُّرْفَعَ عَلَیَّ اَحَدٌ ثُمَّ عَلَا بِہٖ فَوْقَ ذٰلِکَ بِمَا لَا یَعْلَمُہٗ اِلَّا اللّٰہُ حَتّٰی جَاءَ سِدْرَۃَ الْمُنْتَھیٰ وَدَنَا الْجَبَّارُ رَبُّ العزۃ فَتَدَلّٰی فَکَانَ مِنْہُ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنیٰ فَاَوْحَی اللّٰہُ فِیْمَا اَوْحیٰ اِلَیْہِ خَمْسِیْنَ صَلٰوۃً عَلٰی اُمَّتِکَ کُلَّ یَوْمٍ وَلَیْلَۃٍ ثُمَّ ھَبَطَ حَتّٰی بَلَغَ مُوْسیٰ فَاحْتَبَسَہٗ مُوْسیٰ فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ مَاذَا عَھِدَ اِلَیْکَ رَبُّکَ قَالَ عَھِدَ اِلَیَّ خَمْسِیْنَ صَلٰوۃً

كُلَّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ قَالَ إِنَّ أُمَّتَكَ لَا تَسْتَطِيعُ ذَالِكَ فَارْجِعْ فَلْيُخَفِّفْ عَنْكَ رَبُّكَ وَعَنْهُمْ فَالْتَفَتَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم إِلَى جِبْرِيلَ كَأَنَّهُ يَسْتَشِيرُهُ فِي ذَالِكَ فَأَشَارَ إِلَيْهِ جِبْرِيلُ أَنْ نَعَمْ إِنْ شِئْتَ فَعَلَا بِهِ إِلَى الْجَبَّارِ تَعَالَىٰ تو فرمایا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اے رب میرے میرا خیال تھا کہ مجھ پر کوئی بلند نہیں کیا جاوے گا پھر آپ اس سے بھی زیادہ بلند ہوئے جو اللہ کے سوا اس مقام کو کوئی نہیں جانتا حتیٰ کہ سدرۃ المنتہیٰ پر تشریف لائے اور جبار کے قریب ہوئے پھر رب العزت نے نزول فرمایا تو مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم رب العزت کے دو کمانوں کے گوشوں کی برابر قریب ہوئے یا اس سے زیادہ قریب تو اللہ تعالےٰ نے آپ کو وحی کی اس وحی سے ایک مسئلہ آپ کی امت پر پچاس نمازوں کا ہے ایک دن رات میں پھر آپ واپس تشریف لائے حتیٰ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو روکا پھر کہا اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم تیرے رب نے تجھ سے کیا عہد و پیماں کیا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک دن رات میں پچاس نمازوں کا وعدہ کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ حضور آپ کی اُمت اس بوجھ کو نہیں اُٹھا سکے گی واپس تشریف لے جایئے اور اپنے رب سے اپنا اور اپنی امت کے بوجھ کو ہلکا کرا لیجئے تو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام کی طرف توجہ فرمائی گویا کہ آپ اس سے اس میں مشورہ لیتے ہیں تو جبریل علیہ السلام نے اس کی طرف اشارہ کیا کہ ہاں اگر آپ کا ارادہ ہو تو آپ رب کریم کی طرف بلند ہوئے۔ ان تمام حوالہ جات سے مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا خداوند کریم کی طرف جانا ثابت ہوا اور آپ کا خداوند کریم کو اپنی آنکھوں سے دیکھنا ثابت ہوا۔

اور فرمانِ خداوندی أَلَمْ تَرَ إِلَىٰ رَبِّكَ کیا آپ نے یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنے رب کو نہیں دیکھا؟ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی رویۃ عینی کی زبردست دلیل ہے اور مذکورہ احادیث کی شہادۃ خداوندی مسلمان کے لئے کافی ہے۔

نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ نہ تھا

نورِ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیّن دلیل ہے،

(۱) زرقانی ۴/۲۲۰

(لَمْ یَکُنْ لَہٗ صلی اللہ علیہ وسلم ظِلٌّ فی شمسٍ وَلَا قمرٍ) لِاَنَّہٗ کَانَ نُوْرًا کَمَا قَالَ ابن سَبُعٍ وَ قَالَ رَزِیْنٌ لِغَلَبَۃِ اَنْوَارِہٖ قِیْلَ وحِکْمَۃُ ذَالِکَ صِیَانَتُہٗ عَنْ اَنْ یَّطَأَ کَافِرٌ عَلٰی ظِلِّہٖ اِطْلَاقُ الظِّلِّ حَقِیْقَۃً ضَوْءُ شُعَاعِ الشَّمْسِ دُوْنَ السَّوَادِ فَاِذَا لَمْ یَکُنْ ضَوْءٌ فَھُوَ ظُلْمَۃٌ لَا ظِلٌّ (رواہ الترمذی الحکیم عن ذکوان) ابی صالح السمان الزیات المدنی او ابی عمرو والمدنی مولی عائشۃ وکل منھما ثقۃ من التابعین فھو مرسل لکن روی ابن المبارک وابن الجوزی عن ابن عباسٍ لَمْ یَکُن لِلنَّبی صلی اللہ علیہ وسلم ظِلٌّ وَلَمْ یَقُمْ مَعَ الشمس قَطُّ اِلَّا غَلَبَ ضَوْءُہٗ ضَوْءَ الشَّمْسِ وَلَمْ یَقُمْ مَعَ سِرَاجٍ قَطُّ اِلَّا غَلَبَ ضَوْءُہٗ ضَوْءَ السِّرَاجِ (وَ) قَالَ ابن سَبُعٍ کان صلی اللہ علیہ وسلم نُوْرًا فَکَانَ اِذَا مشی فی الشمس او القمر لا یُظْھَرُ لہ ظِلٌّ) لِاَنَّ النور لا ظِلَّ لَہٗ (قال غیرہ وَیشھد لہ فی قَوْلِہٖ صلی اللہ علیہ وسلم فی دُعَائِہٖ) لَمَّا سَاَلَ اللہ ان یَّجْعَلَ فی جمیع اَعْضَاءِہٖ وَجِھَاتِہٖ نُوْرًا خَتَمَ بِقَوْلِہٖ (وَاجْعَلْنِیْ نُوْرًا) اَیْ وَالنُّوْرُ لَاظِلَّ لَہٗ وَبِہٖ یَتِمُّ الاسْتِشْھَادُ

(سورج اور چاند کی روشنی میں مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ نہ تھا) اس لئے

کہ آپ نور تھے جیسا کہ ابن سبع نے کہا ہے اور زرین نے کہا آپ کے انوار کے غلبے کی وجہ سے سایہ نہ تھا بعضوں نے کہا ہے اور حکمت اس کی یہ ہے آپ کو بچانے کے لئے اس امر سے کہ آپ کا سایہ کافر نہ لتھڑے اور سایے کا اطلاق چاند پر مجازا ہے کیونکہ چاند کے سایے کو چاند کی ظلمت کہا جاتا ہے۔ اور اس کی روشنی کو اس کا نور کہا جاتا ہے اور اور مختار مذہب میں ہے۔ رات کا سایہ اس
کے اندھیرے کو کہا جاتا ہے اور وہ استعارہ ہے اس لئے کہ لفظ ظل حقیقۃً سورج کی شعاعوں کی روشنی کو کہا جاتا ہے نہ سواد کو تو جب ضوء ہے ہی نہیں تو وہ ظلمت ہے نہ ظل (اس کو ترمذی حکیم نے ذکوان سے روایت کیا ہے) ابو صالح السمان الزیات المدنی یا ابو عمر و المدنی غلام حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کا اور وہ دونوں پکے ثقات تابعین سے ہیں تو وہ مرسل ہوئی لیکن ابن مبارک اور ابن جوزی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا سایہ نہ تھا اور اور ایسا کبھی بھی نہیں ہوا کہ آپ سورج کی روشنی میں کھڑے ہوں تو مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی روشنی سورج کی روشنی پر غالب نہ ہوئی ہو بلکہ ہر وقت مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا نور پاک سورج کی روشنی پر غالب رہا اور آپ جب بھی چراغ کی روشنی میں تشریف لائے تو چراغ کی روشنی پر آپ کا نور پاک غالب ہوا اور کہا ابن سبع نے کہ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نور تھے۔ جب سورج اور چاند کی روشنی میں چلتے تو حضور صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا سایہ نہ ہوتا تھا، اس لئے کہ نور کا سایہ نہیں ہوتا (اور لوگوں نے کہا ہے کہ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد دعا اس کا شاہد ہے) جب اپنے اللہ تعالےٰ سے سوال کیا کہ آپ کے تمام اعضاء اور جہات میں یعنی چاروں طرف نور بنا دے اور دعا کو اس سوال پر ختم فرمایا (واجعلنی نورا) اے اللہ مجھے نور بنا دے یعنی ایسا نور جس کا سایہ نہیں اور مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اس فرمان دعا پر ہی آپ کے سایے

نہ ہونے کی دلیل پوری ہو جاتی ہے۔

۲) خصائص کبریٰ ۱/۶۸

اخرج الحکیم الترمذی عن ذکوان' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لَمْ یَکُنْ یُرٰی لَہٗ ظِلٌّ فی شَمْسٍ وَلَا قَمَرٍ قَالَ ابن سبع مِنْ خَصَائِصِہٖ اِنَّ ظِلَّہٗ کَانَ لَا یَقَعُ عَلَی الْاَرْضِ وَاِنَّہٗ' کَانَ نُوْرًا وَکَانَ اِذَا مَشٰی فِی الشَّمْسِ اَوِ الْقَمَرِ لَا یُنْظَرُ لَہٗ ظِلٌّ قَالَ بَعْضُھُمْ وَیَشْھَدُ لَہٗ قَوْلُہٗ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی دُعَاءِہٖ وَاجْعَلْنِیْ نُوْرًا۔

بے شک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا سایہ سورج اور چاند میں نہیں دیکھا جاتا تھا اور ابن سبع نے کہا ہے کہ مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کے خصائص سے ہے کہ آپ کا سایہ زمین پر نہ واقع ہوتا اور بے شک آپ نور تھے اور جب سورج اور چاند کی روشنی میں چلتے تو آپ کا سایہ نہ دیکھا جاتا تھا اور بعض نے کہا ہے کہ مصطفٰے صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان اس کی شہادت دیتا ہے آپ کی دعا میں کہ اے اللہ مجھے نور بنا دے۔

۳) شرح شفا لعلی القاری ۵۰۵

کَانَ من خصائصہٖ اَنَّہٗ کَانَ نُوْرًا وَکَانَ اِذَا مَشٰی فی الشَّمْسِ او القمر لَا یُظْھِرُ لَہٗ ظِلٌّ" مصطفٰے صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خصائص سے ہے کہ آپ نور تھے اور جب سورج اور چاند کی روشنی میں چلتے تو مصطفٰے صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا سایہ نہ ظاہر ہوتا۔

۴) شرح ہمزیہ لابن حجر الھیثمی ۱۲

اَنَّہٗ صلی اللّٰہ علیہ وسلم صَارَ نُوْرًا اَنَّہٗ کَانَ اذا مشٰی فی الشَّمْسِ او القمر لَا یُظْھِرُ لَہٗ ظِلٌّ لِاَنَّہٗ لَا یُظْھِرُ اِلَّا لِکَثِیْفٍ وَھُوَ صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم قَدْ

خَلَصَہُ اللّٰہُ مِنْ سائرِ الکثائفِ الجسمانیۃ وصیّرہ نوراً صرفاً لا یُظہرُ لَہٗ ظلٌّ اصلاً خرقاً للعادۃ۔

بلاشک مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نور تھے شان آپ کا یہ ہے کہ جب حضور سورج اور چاند کی روشنی میں چلتے تو آپ کا سایہ نہ ظاہر ہوتا اس لئے کہ سایہ کثیف شیٔ کا ہوتا ہے اور مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو رب العزت نے تمام کثائف جسمانیہ سے مبرا رکھا اور حضور کو محض نور تیار فرمایا آپ کا سایہ بالکل نہیں پڑتا تھا یہ آپ کا معجزہ تھا۔

۵۔ شرح الشرح لابن ہمزیۃ ۱۲

(قولہٗ لا یظہر لہٗ الظلّ) ھذا ظاہرٌ فی ذاتہٖ علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام ومعلومٌ انّہٗ کان علیہما ملبوس۔

۶۔ علامہ محمد خفی رحمۃ اللہ علیہ مصنفہ

وھو لیس نوراً فلہٗ ظلٌّ وقد یقال انّہٗ ملبوسہٗ و ان کان بالنظر لنفسہٖ کثیفاً لکن لملابسۃ ذاتہ التی ھی نورٌ صار ذالک الملبوس بواسطۃ نورہا نوراً فلا یظہر لہٗ ظلٌّ ایضاً۔ یہ ظاہر بات ہے کہ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ ظاہر ہوتا تھا۔

۷۔ الجواہر البحار یوسف نبہانی ۵۳/۴

وکان اذا مشٰی فی قمرٍ او شمسٍ لا یُظہرُ لہٗ ظلٌّ

جب مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم چلتے تو چاند اور سورج کی روشنی میں آپ کا سایہ نہ ہوتا۔

شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کا عقیدہ

تفسیر عزیزی پارہ عم ۲۱۹

وسایہ ایشاں بر زمین نمے افتاد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا سایہ زمین پر نہ پڑتا تھا۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا عقیدہ تھا کہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ نہ تھا

۹ تفسیر النسفی ۳/۱۰۳

وَقَالَ عثمان رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ اَنَّ اللّٰہ مَا اَوْقَعَ ظِلَّکَ علی الارض لِئَلَّا یَضَعُ اِنْسَانٌ قَدَمَہٗ عَلٰی ذٰلِکَ الظِّلِّ فرمایا حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے بے شک یا رسول اللہ صلی اللہ علیک اللہ تعالےٰ نے آپ کا سایہ زمین پر نہیں ڈالا تاکہ اس سایے پر کوئی انسان قدم نہ رکھے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ نہ تھا

۱۰ مکتوبات شریف امام ربانی دفتر سوم حصہ نہم معرفت الحقائق ۷۵

وچوں وجود آں سرور علیہ وعلیٰ آلہ الصلوات والسلام در عالم ممکنات نباشد بلکہ فوق ایں عالم باشد ناچار اورا سایہ نبود و نیز در عالم شہادت سایۂ شخص از شخص لطیف تر است وچوں لطیف تر از دے در عالم نباشد اورا سایہ چہ صورت دارد علیہ وعلیٰ آلہ الصلوات والتسلیمات۔

جب سرور علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام عالم ممکنات میں نہ تھے بلکہ اس عالم سے وراء تھے ضرور آپ کا سایہ نہ تھا اور عالم شہادت میں آدمی کا سایہ آدمی سے بہت لطیف ہوتا ہے اور جب مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے

زیادہ لطیف دنیا میں کوئی شئی نہیں ہے تو مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا سایہ کیسے ہو سکتا ہے۔

مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کا عقیدہ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا سایہ نہ تھا تواتر سے ثابت ہے

۱۱۔ امداد السلوک مصنفہ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی ۸۶

وبتواتر ثابت شد کہ آنحضرت عالی صلے اللہ علیہ وسلم سایہ نداشتند وظاہر است کہ بجز نور ہمہ اجسام ظل مے دارد۔ اور احادیث متواترہ سے ثابت ہے کہ آنحضرت عالی صلے اللہ علیہ وسلم سایہ نہیں رکھتے تھے اور ظاہر ہے کہ نور کے سوائے تمام اجسام سایہ رکھتے ہیں۔

دوستو! اب تو تمہارے اکابرین نے مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سایہ نہ ہونے کا اقرار کر لیا۔ اور مولوی رشید احمد صاحب نے صاف الفاظ میں اقرار فرمایا کہ احادیث متواترہ سے ثابت ہے کہ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا سایہ نہ تھا۔

ہمارا کام کہ دینا ہے یارو ۔۔۔ تم آگے چاہے مانو یا نہ مانو

حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب جامی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ آپ کا سایہ نہ تھا

(۱۲) زلیخا ۱۱

خرامان سرِ او از سایہ آزاد ۔۔۔ جہان در سایۂ آں سرو آباد

زسایہ بود بہ تر پایہ او ۔۔۔ زمین و آسمان در سایہ او

نقش را بود از جان پاک مایہ ۔۔۔ ندید از جان کسے بر خاک سایہ

سوال "قرآن کریم میں ہے کہ سائے بھی ہر شئی کے سجدے کرتے ہیں اگر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تسلیم کیا جائے تو دوسروں سے آپ کی عبادت میں کمی لازم آئیگی کہ ہر چیز خود بھی سجدہ کرے اور ان کے سائے بھی اور آپ صرف خود ہی سجدہ کریں اور آپ کا سایہ سجدہ نہ کرے یہ عبادۃ اللہ میں کمی پائی جائے گی لہٰذا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا سایہ ضرور تسلیم کرنا پڑے گا۔

"محمد عمر" "افسوس تم نے میرے پیارے محبوب مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کا فت ہر سمجھ ہی نہیں۔

پہلا جواب یہ ہے کہ دوسرے لوگوں کو ربّ العزت فرماتا ہے۔ فَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ اللہ کا ذکر کثیر کرو گے تو تمہاری خلاصی ہوگی اور میرے حبیب ومحبوب مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کو ارشادِ خداوندی ہوتا ہے۔ یٰۤاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا نِّصْفَهٗۤ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِیْلًا اَوْ زِدْ عَلَیْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا رات کو آپ زیادہ تمام رات نہ کھڑے رہیں چوتھا حصہ رات کا یا آدھی رات یا کم وبیش کھڑے ہو کر ترتیل سے قرآن کریم پڑھیں کیوں جناب! اب بتاؤ میرے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو کمی کا ارشاد کیوں فرمایا معلوم ہوا کہ آپ کی ذات تمام مخلوق سے ممتاز ہے دوسرے مقام پہ فرمایا طٰہٰ مَاۤ اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰۤی حضور تمام رات کھڑے نہ ہو دے کیونکہ ہم نے آپ پر اس لئے قرآن نہیں نازل کیا کہ آپ اتنی مشقت اٹھائیں۔ میرے پیارے محبوب مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کی تکلیف کو رب کریم گوارہ نہیں فرماتا اور تمہیں کثرتِ ذکر کا حکم دیا جاتا ہے اگر کثرتِ ذکر نہ کرو تو خلاصی نہیں حقیقت یہ ہے کہ تم شانِ مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم سے بے خبر ہو میرے محبوب مکی ومدنی صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایک دفعہ اللہ اکبر فرمادیں۔ اور تمام مخلوق بمع ملائکہ تمام عمر ذکرِ خداوند کریم کرتے رہیں تو مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کا ایک دفعہ اللہ اکبر

کہنا تمام مخلوق کی تمام عمر کی عبادت سے بالاتر ہے اور خداوند کریم کے نزدیک زیادہ محبوب ہے۔ جس کا ایک دفعہ کا ذکر سب مخلوق کی تمام عمر کی عبادت سے فوقیت رکھتا ہے تو آپ سے مخلوق کی کوئی شئی ذکر میں فوقیت نہیں لے جا سکی آپ کی حیات و ممات ذکر خداوندی میں یکساں ہے سنیئے

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ فرمادیجئے یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بے شک میرا نماز پڑھنا اور میرا قربانی کرنا اور میری زندگی اور وصال اللہ رب العالمین کے لئے ہے۔ جن کی حیات و ممات ہی رب العالمین کی ڈیوٹی کے لئے وقف ہو حالت ممات ابھی نہیں اور تمام وقت ممات اپنی ڈیوٹی میں پہلے ہی درج فرمالیا اور آپ کی تمام حیات بھی ڈیوٹی میں ہی لکھی جائے کچھ کریں یا نہ تو آپ کو سائے کی اعانت کی کیا ضرورت ہے جس کی حیات و ممات طوعاً میں حتمی منظور ہو چکی ہو اس کو کرھاً معاونت کی کیا ضرورت بلکہ آخرت کو دنیا سے بھی زیادہ بہتر فرما دیا وَلَلْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی۔

دوسرا جواب جب رب العزت نے اپنی تمام مخلوق میں آپ کا مثل نہیں پیدا فرمایا تو سائے کی مساوات کیسے اور مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وَلِوَاءُ الْحَمْدِ بِیَدِیْ خداوند کریم کی تعریف کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہے حالانکہ ملائکہ کا ایک سانس بغیر ذکر خداوندی کے نہیں ساری مخلوق خداوند کریم کی خالی ہاتھ ہو گی اور پیارے محبوب مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے دست پاک میں خداوند کریم کی تعریف کا جھنڈا ہو گا تو وہاں سائے کی اعانت کی کیا ضرورت۔

تیسرا جواب۔ خدانخواستہ جس کو تم سایہ تسلیم کرتے ہو سایہ اندھیرا ہوتا ہے اور جب آپ کے وجود مبارک کا اندھیرا خاک کے ذرات اور زمین پر پڑا تو آپ کے وجود مبارک سے اس کو اندھیرا پہنچا تو فرمان خداوندی سِرَاجًا مُّنِیْرًا کی تکذیب لازم آتی ہے تو جو

شخص مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا سایہ زمین پر پڑنے کا قائل ہے وہ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے سِرَاجًا مُّنِيرًا ہونے کا منکر ہے تو قرآنی منکر ثابت ہوا اب تمہاری مرضی چاہے مذہبی اکراہ کی وجہ سے آپ کا سایہ کرھًا تسلیم کر لو یا قرآن کریم پر ایمان لا کر مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو سِرَاجًا مُّنِيرًا تسلیم کر لو۔

چوتھا جواب: اگر کوڑھے سایے کو تسلیم کرتے ہو کہ آپ کی عبادت میں کمی لازم آئیگی تو تمہیں بھی چاہیئے کہ گرمیوں میں کوڑھا دھوپ میں ہی بیٹھے رہو دھوپ میں ہی چلو دھوپ میں ہی لیٹو تاکہ سایے کی عبادت سے محروم نہ ہو اور اگر مکان میں یا سایے میں چلے گئے تو ظِلٰلُهُمْ کی عبادت سے تم نے جسم کو محروم رکھا گنہگار ہو گئے مَنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ کے مرتکب ہو گئے رات کو تمام رات روشنی رکھو اور تمام رات کھڑے یا بیٹھے رہو تاکہ تمہارا سایہ نہ زائل ہو جائے اور تم گنہگار نہ ہو جاؤ جب تم گرمیوں میں عمداً سایے میں آکر اپنے سایے کو ہٹا دیتے ہو رات کو لیٹ کر مکانوں میں بیٹھ کر تمام دن رات سایے کی عبادت سے محروم رہتے ہو کیونکہ ہر وقت تم سایہ دار تو نہیں رہتے تو گنہگار ہوئے یا نہ اور قرآن کے منکر ثابت ہوئے یا نہ تو مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم جن کا مثل ساری مخلوق میں نہیں اور آپ کے نور مبارک کو رب العزت نے وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ سے سب مخلوق پر روشن فرما دیا ہے جس کا تم انکار کر رہے ہو اللہ تعالےٰ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے نور پاک کو ساری مخلوق پر اتمام کرنا چاہتا ہے اور تم بجائے نور کے اندھیرے اور سائے کے متلاشی ہو تو ثابت ہوتا ہے کہ تمہیں مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے نور کی ضرورت نہیں دنیا میں برزخ میں عقبیٰ میں ظلمت کے متلاشی ہو۔

پانچواں جواب: یہ ہے کہ نوری شے کا سایہ ہوتا ہی نہیں دیکھئے چاند کا سایہ نہیں سورج کا سایہ نہیں ستاروں کا سایہ نہیں ملائکہ انسانی شکل میں بھی متشکل ہو کر آتے ہیں تو

ان کا بھی سایہ نہیں جنت، نوری ہے اس کا سایہ نہیں لوح و قلم نوری ہیں ان کا سایہ نہیں جب قرآن و احادیث صحیحہ و اقوال بزرگان موافق و مخالفین سے یہ ثابت ہو گیا۔ کہ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نوری ہیں تو سایہ کیسے رہا۔

چھٹا جواب: یہ ہے کہ فقیر پہلے ثابت کر چکا ہے کہ آپ سورج اور چاند کی روشنی میں چلتے تو مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا نور پاک سورج و چاند پر غالب ہوتا جب آپ کا نور پاک سورج و چاند کے نوروں پر غالب تھا اور سایہ سورج و چاند کا عاجز ہوتا ہے۔ اور جب آپ کا نور ہی ان کے نور پر غالب ہو گیا تو عاجز نہ رہا اور جب عاجز نہ رہا بلکہ غالب رہا تو سایہ ممکن ہی نہ رہا دیکھئے چاند اور سورج کے درمیان جب زمین عاجز ہوتی ہے تو چاند پر اندھیرا چھا جاتا ہے۔ جتنی زمین عاجز اتنا چاند اندھیرا اور اگر زمین عاجز نہ ہو بلکہ سورج کی روشنی پورے چاند پر غالب ہو تو چاند میں اندھیرا ہو ہی نہیں سکتا ایسے ہی جب آپ کی روشنی سورج و چاند کی روشنی پر غالب تھی اور آپ کا جسم مبارک عاجز نہ رہا بلکہ منور رہا تو سائے کا امکان ہی اُٹھ گیا تو اس صورت میں مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے سایے کو کوئی مسلمان قرآن و حدیث کا متبع تسلیم نہیں کر سکتا البتہ قرآن و حدیث کا منکر جو چاہے کرے اور قرآنی آیات صریحہ کو چھوڑ کر اور پس پشت ڈال کر مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا سایہ خلاف قرآن استنباط سے بنا دے تو مسلمان کے شان سے بعید ہے۔

ساتواں جواب: جب مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو رب العزت نے عرش پر مدعو فرمایا تو آپ مع جسم اطہر تشریف لے گئے چاند پہلے آسمان پر قدمبوس ہوا اور سورج چوتھے آسمان پر تو آپ ان سے تجاوز فرما کر سدرۃ المنتہیٰ عالم ملکوت سے گزر کر عالم لاہوت میں تشریف لے گئے۔ ہاں تو تم بھی سائے کو تسلیم نہیں کر سکتے تو رب العزت کا قرب زیادہ نہ ہونا چاہیے تھا کیونکہ تمہارے نزدیک سائے کی عبادت میں کمی واقع ہو گئی حالانکہ وہاں قرب زیادہ ہوا تو ثابت ہوا کہ میرے پیارے محبوب مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ ہونے

سے آپ کو قرب زیادہ حاصل ہوتا ہے۔ اور پھر روشنی کا قرب زیادہ ہوگا تو بھی سایہ نہیں رہتا جب مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو قرب خداوندی ہر وقت ہے تو سایہ کیسے تسلیم کیا جاوے گا۔

آٹھواں جواب: اللہ تعالےٰ نے اس آیۃ کریمہ میں کافر کو شرم دلائی ہے کہ ہر شیئی تیرے سامنے سرنگوں ہے اور ساجد لیکن تو اے کافر ایسا بے ایمان ہے کہ تو میرے سامنے سر نہیں جھکاتا میری قدرت دیکھ تو اگر میرے سامنے طوعًا سجدہ نہیں کرتا تو اگلے پچھلے پہر تیرا سایہ کرُدھًا سجدہ کرتا ہے اب اس کو تو روک کر دکھا اور تیرا سایہ کرُدھًا ساجد ہے تو تو اے بے ایمان طوعًا ساجد ہو جا اور مومن کا جسم بھی ساجد اور اس کا سایہ بھی ساجد تو اس آیۃ کریمہ میں رب العزت نے کافر کو ڈانٹ کر شرم دلائی ہے۔ لیکن مخالف نور مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس اصول کو ہر ایک پہ چسپاں کر لیا ہے۔ حالانکہ ارشاد خداوندی دوسرے مقام پہ مذکور ہے جو اس کی تشریح بین ہے ملاحظہ ہو۔

النحل 14/6 | اَوَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ يَّتَفَيَّؤُا ظِلٰلُهٗ عَنِ الْيَمِيْنِ وَالشَّمَآئِلِ سُجَّدًا لِّلّٰهِ وَهُمْ دٰخِرُوْنَ
کیا اور نہیں دیکھا انہوں نے طرف اس چیز کی جو اللہ تعالےٰ نے پیدا فرمائی ہے مائل ہوتا ہے اس کا سایہ دائیں اور بائیں اللہ کے لئے سجدہ کرنے والے ہیں اور وہ ذلیل ہیں۔

اس آیۃ کریمہ سے ثابت ہوا کہ جتنی اللہ کی مخلوق ہے اس کا سایہ دائیں اور بائیں سجدہ کرنے والا ڈھلتا ہے۔ حالانکہ نوری اور ناری دونوں اس حکم سے ممتاز ہیں۔ جب اللہ تعالےٰ نے دو جنسوں کو ممتاز فرمایا ہے اور کلام الٰہی میں فرق لازم نہیں آیا تو مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ نے اپنی قدرت سے ممتاز فرمایا تو کلام الٰہی کا قانون کیسے ٹوٹ سکتا ہے۔ خداوند کریم کا کوئی ایسا قانون نہیں جس کے خلاف اللہ تعالےٰ نے اپنی قدرت کا نمونہ نہ دکھایا ہو لیکن مومن قدرت خداوندی کا قائل ہو جاتا ہے سن کر منافق اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ

سے اپنے مطلب کو مقدم سمجھتا ہے تو اُسی وحدہ لاشریک نے خاکی چیزوں درختوں پتھروں
وغیرہ کفار کا سجدہ کرھًا ثابت فرمادیا اور مومن کا سجدہ طوعًا ہے اور مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم
کو اسی رب کریم نے سب سے ممتاز پیدا فرمایا۔ اور وَھُمْ دَاخِرُوْنَ سے رب العزت نے
سایے کے سجدے کو پیش کرکے کفار کو ڈانٹا ہے نہ کہ ہر شیئً کے لئے سایہ مقرر کیا گیا ہے۔
ایسے ہی تمہاری پیش کردہ آیت میں ہر چیز کے لیے سایہ مقرر نہیں کیا گیا۔ بلکہ سایہ دار چیزوں
کے سایے کو کرھًا سجدہ کرنے والے ثابت کرکے کفار کو الوہیت خداوندی تسلیم کرو۔ اب اس کا تحریری
عرض کرتا ہوں۔

مفردات راغب ۳۱۶

قَالَ الْحَسَنُ اَمَّا ظِلُّكَ فَيَسْجُدُ لِلّٰهِ وَاَمَّا اَنْتَ فَتَكْفُرُ بِهٖ
حسن رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا اے کافر تیرا سایہ اللہ کو سجدہ کرتا ہے لیکن تو اس کے ساتھ انکار کرتا ہے۔

مجمع بحار الانوار ۳۳۲

اَلْكَافِرُ يَسْجُدُ لِغَيْرِ اللّٰهِ وَظِلُّهٗ يَسْجُدُ لِلّٰهِ اَىْ جِسْمُهُ الَّذِىْ عَنْهُ الظِّلُّ۔ کافر غیر اللہ کو سجدہ کرتا ہے اور اس کا سایہ اللہ کو سجدہ کرتا ہے یعنی کافر کے جسم کا سایہ اللہ کو سجدہ کرتا ہے۔

کیوں جی! کتب لغات عربیہ قرآنی وحدیث کی لغت سے آیت کے معنی واضح ہو گئے
امید ہے کہ انشاء اللہ العزیز اب تمہاری مزید تسلی ہوجائیگی اور مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم پر اس
آیت کو چسپاں کرنا ایمان کے خلاف ہے۔ جب قرآن و احادیث صحیحہ و تفاسیر متقدمین و متاخرین
و اقوال اہل سنت وجماعت و اقوال مخالفین سے مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نور ثابت ہوئے
اور یہ بھی واضح ہو چکا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا سایہ بھی نہ تھا تو بدلائل ثابت ہو گیا کہ
جس کا سایہ نہ ہو وہ نوری ہے اور جو نوری ہو اس کا سایہ نہیں ہو سکتا تو مصطفےٰ صلے اللہ
علیہ وسلم نوری ثابت ہوئے۔

نواں جواب

غیر مقلدین کے بڑے پایہ کے عالم کو بھی مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ ہونا تسلیم کرنا پڑا

حافظ محمد صاحب لکھوی نے تسلیم کیا کہ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا نوٹ تھے

تفسیر محمدی منزل ہفتم ۴۲۹

کنڈولوں بھی دیکھے سردراگوں ویکھے جیونکر
بھی رات اندھیری اندر ویکھے جیونکر دینہ نوں سُرر

بھی ابے ہان نبی جتیں مٹھے ہوندے پانی کھارے
جے لڑکے شیر خوار منہ ڈاے آب وہان پیارے

تاں سار ہوینہ تس دودھ نہ حاجت رہے شیر ورائیں
وچہ بغل نبیدے وال نہ کوئی صاف سفید تائیں

ستیاں اکھیں نیند نبی نوں دل دائم بیداری
تے احتلام ہویا سی کدی نہ حضرت عمراں ساری

تے خوشبو ناک پسینہ سَر دودھ کنوں کستوری
جس گلیوں لنگھ جاندے خوشبو پاوں لوک حضوری

انہاں غائط کسے نہ ڈٹھا وچہ زمیں دے غائب تھیندا
تے اوہ مکان معطر جیوں کستوری پیا لبھیندا

نے جمے ختنے نال بھی ناف بریدہ پاک صفائی
نہ بدن آتے کپڑ خون نہ ہور نجاست ہرگز کائی

تے جمن ویلے مائی ڈٹھا نور کنوں چمکارہ
جو شام ولایت شہر دسیاوے اس نور دی آشکارا

جاں گرمی سخت ہوندی تاں سر پہ بدل سایہ کردا
تے اپنہ تیں نہ پوندا سایہ حضرت پیغمبر دا

نہ جوآن جامے وچہ نبیدے مکھی مول نہ بہندی
نہ گوبر بول حیوان کرے اسواری جد لگ رہندی

اول روح نبی رب سرجیا پچھے روح تمامی
تے سبہ تیں مہر جواب الست آکھیا نبی گرامی

الست بربکم رب کہیا جد کہیا بلیٰ ارواحاں
سب روحاں تیں اول روح نبیدے کہیا قدماں

"سوال" مسند امام احمد حنبل میں ہے۔ کہ حضرت صفیہ فرماتی ہیں میں نے مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا سایہ دیکھا تم کہتے ہو آپ کا سایہ نہ تھا۔

"محمد عمر" غلط کہہ رہے ہو ؛

اصل حدیث کے الفاظ اور ہیں اور تم نے غلط بیانی سے کام لیا ہے سنیئے

قَالَتْ بَیْنَمَا اَنَا یَوْمًا بِنِصْفِ النَّهَارِ وَاِذَا اَنَا بِظِلِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم مُقْبِلٌ۔

حضرت صفیہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم ہیں ایک دن نصف نہار میں مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور میں اس وقت آپ کے زیر سایہ تھی۔

پہلا جواب تو یہ ہے کہ نصف نہار میں سایہ ہوتا ہی نہیں کیونکہ مدینہ طیبہ میں معدل النہار سے سورج اتنی دور ہٹتا ہی نہیں کہ نصف نہار میں آدمی کا اتنا سایہ ہو کر آدمی آدمی کے سایے میں کھڑا ہو سکے لہٰذا حضرت صفیہؓ کے نصف نہار فرمان نے تمہارے استدلال کو غلط ثابت کر دیا۔

دوسرا جواب کا استدلال یہ ہے کہ تمہاری سابقہ پیش کردہ آیت میں ہی جواب موجود ہے بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ پہلے پہر پچھلے پہر سایہ سجدہ کرتا ہے قبل از طلوع یا بوقت طلوع اور بعد از غروب یا بوقت غروب اور نصف نہار میں سایہ ساجد نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ان اوقات میں انسان کا سایہ نہیں ہوتا۔

سائل " تو پھر یہاں ظل کا کیا مطلب ہو گا۔

"محمد عمر" حدیث کا جواب حدیث سے ہی عرض کرتا ہوں سنیئے

الجامع الصغیر ۲/۳۱	اَلسُّلْطَانُ الْعَادِلُ الْمُتَوَاضِعُ ظِلُّ اللّٰهِ عادل اور عاجزی کرنے والا بادشاہ اللہ کا سایہ ہے۔ کیا یہاں بھی سورج سے سایہ ہے۔
الجامع الصغیر ۲/۲۶	سَبْعَةٌ یُظِلُّهُمُ اللّٰهُ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِهٖ سات آدمی ہیں ان کو اللہ اپنے عرش کے نیچے سایہ کرے گا۔
الجامع الصغیر ۲/۳۱	السلطان العادل المتواضع ظل اللّٰه بادشاہ انصاف والا عاجزی والا اللہ کا سایہ ہے۔ کیا اللہ کا سایہ بھی ہوتا ہے۔

مجمع بحار الانوار ۳۳۲ | سَبْعَةٌ فِیْ ظِلِّ الْعَرْشِ اَیْ ظِلِّ رَحْمَتِہٖ عرش کے سائے میں سات آدمی ہوں گے۔ یعنی اس کی رحمت کے سائے میں ہوں گے۔

خداوند کریم کا سایہ اندھیرا نہیں اور اللہ کے سائے سے کوئی مخلوق خالی بھی نہیں ایسے ہی عرش نوری ہے اس کا سایہ بھی نوری ہے۔

معلوم ہوا کہ نوریوں کا سایہ ہماری طرح اندھیرا نہیں ہوتا بلکہ مراد زیر سایہ نور ہوتا ہے سورج کو پانی میں دیکھیں تو اس کا سایہ بھی روشن ہوتا ہے ہماری طرح اندھیرا نہیں ہوتا ایسے ہی شیشے میں دیکھے تو اس کا عکس نوری نظر آئیگا۔ ثابت ہوا کہ نور کے سایہ میں اس کا عکس نوری ہوتا ہے۔ جیسا کہ خاکی کا سایہ اندھیرا چونکہ وہ خود خاک ہے۔ اس لئے اس کا عکس بھی اندھیرا ہوگا۔ ایسے ہی ملائکہ ان کا سایہ عکس نوری ہوتا ہے یعنی جہاں وہ ہوں ان کے نور کا عکس ہوگا چونکہ وہ خود جسم خاکی نہیں ان کا سایہ عکس نوری ہوگا۔ ایسے ہی ناری کا عکس بھی اندھیرا نہیں ہوتا ایسے ہی مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا عکس بھی نوری ہوگا جیسا کہ ہمارا سایہ اندھیرا ہوتا ہے آپ کا سایہ ایسا نہیں تھا بلکہ نوری جو ظلمت سے مبرا تھا آپکا وجود مبارک بھی ظلمت سے مبرا آپ کا سایہ بھی ہماری طرح ظلمت دار نہیں تھا بلکہ نوری روشن عکس تھا یا زیر سایہ مراد ہے جیسا کہ حدیث شریف میں مذکور ہو چکا ہے۔

میرے پیارے محبوب مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق ثابت ہو گیا کہ سب مخلوق سے پہلے آپ کا نور رب العزت نے ظاہر فرمایا چنانچہ احادیث صحیحہ سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ حضرت آدم علیہ السلام کے پہلے آپ نبی اللہ تھے اور مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو رب العزت نے سِرَاجًا مُّنِیْرًا اور النَّجْم اور النَّجْمُ الثَّاقِبُ اور وَالْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ اور نُوْرُ اللّٰہِ اور مطلق نور وغیرہم سے نوازا اور احادیث صحیحہ سے یہ بھی بیان ہوا کہ آپ کی بغلوں سے دانت مبارکوں سے نور کے شعلے نکلتے سورج اور چاند کی روشنی میں مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا

نور غالب ہوتا جیسا کہ شیشے پر سورج یا چاند یا بجلی کی روشنی پڑے تو شیشے کی چمک ان کی روشنی پر غالب آجاتی ہے ایسے ہی بلا تشبیہ میرے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات مطہرہ پر جب سورج یا چاند کی روشنی پڑتی تو ان کی روشنی پر حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا نور مبارک غالب ہوتا حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ کی شہادت معتبرہ نے بھی تسلی کردی کہ اپنے فرمادیا خَرَجَ مِنِّی نُوْرٌ میں نے نور جنا باوجود پیدا ہونے والد و والدہ اور اولاد ہونے کے آپ کے نور ہونے میں شک نہیں خداوند کریم کی شہادت والدہ ماجدہ کی شہادت حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی شہادت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شہادت امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ کی شہادت تمام متقدمین رحمہم اللہ علیہم　　اجمعین کی شہادت موافقین ومخالفین کی شہادت آپ کے نور ہونے کی انشاء اللہ پیش ہونگی اور بشر کہنے کے متعلق قرآنی دلائل سے پیش کیا جائے گا کہ مخالفین انبیاء علیہم السلام کفار اس خطاب سے انبیاء علیہم السلام کو ترجینا کہتے رہے اور انبیاء علیہم السلام نے عجز و انکساری سے اپنے آپ کو بشر کہا تمام قرآن کریم میں کسی امتی مومن مسلمان نے نبی اللہ کو بشر سے خطاب نہیں کیا اس لئے ہم مسلمانوں کو بھی لائق یہی ہے کہ اعلیٰ خطاب عزت مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے موافق جن خطابات سے رب کریم نے نوازا آپ کو انہی بہترین اور باعزت خطابات سے یاد کرنا چاہیئے نہ کہ اپنی بشریت کی شان بنانے کے لئے میرے پیارے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کے شان میں بشر بشر کا وظیفہ ہر وقت الاپا جائے۔

ایک دفعہ بشر کہنے والے کی اب تک اپیل بھی منظور نہیں ہوئی اور نہ ہو سکے گی۔ اب تم سوچ کر زبان کو ہلاؤ اپنی غلامی کو ملحوظ رکھتے ہوئے شان مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق الفاظ شان استعمال کرو اندازسرتا پا دنیا میں از ابتدا تا قیامت بعد از قیامت جنت میں عالم ارواح میں عالم عقبیٰ میں مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے نوری وجود ہونے کا عقیدہ رکھو۔ ورنہ قبر میں آپ کے نور کا قدر معلوم ہوجائے گا۔ جب اندھیری قبر ہوگئی تو پچھتائے گا کہ کاش میں مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے نور کا قائل ہوجاتا اور آپ کے نور سے کچھ نور حاصل کر لیتا تو آج قبر

اندھیری نہ ہوتی قبر میں کراماً کاتبین فرشتے نوری بغیر دروازے بغیر سوراخ قبر میں پہنچ جائینگے۔ ویسے ہی میرے محبوب مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم جلوہ گر ہوں گے۔ جو اپنے نور وجود ہونے کا ثبوت دینگے یہاں دنیا میں بھی آپ نور رہے منور فرماتے رہے اللہ رب کریم نے تمام عالمین میں آپ کے نور سے ذرے ذرے کو منور فرمایا جس سے کھرا کھرا نظر آگیا کھوٹا کھوٹا نظر آگیا کسی کھوٹے کو بغیر کھوٹا کہے ہی عیاں فرما دیا اللہ تعالےٰ سب مسلمانوں کو مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے نور اقدس سے منور فرمائے اور آپ کے نور کے قائل ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین اور بے سایہ کا سایہ گمرہی سے محفوظ رکھے۔

میرے پیارے مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نور گر تھے

(۱) مشکوٰۃ شریف ۵۴۴ | حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ اسید بن حضیر اور عباد بن بشر نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار سے رات کو باہر

نکلے اندھیرا سخت تھا تو فرمایا وبید کلِّ وَاحِدٍ منہما عُصَیّۃٌ فَاَضَاءَتْ عصا
احدھما لَھُمَا حَتّٰی مَشَیَا فِیْ ضَوْءِھَا حتّٰی اِذَا افْتَرَقَتْ بِھِمَا الطَّرِیْقُ
اَضَاءَ لاٰخَرِ عَصَاہٗ دونوں کے ہاتھ میں ڈنڈے تھے ان دونوں سے ایک کی

(۲) البدایہ والنہایہ ۶/۱۵۲	لاٹھی روشن ہوگئی حتّٰی کہ وہ دونوں اس لاٹھی کی روشنی میں چلنے لگ گئے جب دونوں نے راستہ الگ الگ اختیار کیا۔ دوسرے کی لاٹھی بھی پہلی لاٹھی نے روشن کردی۔
(۳) البدایہ والنہایہ ۶/۱۵۲	قال البیہقی انا ابو عبد اللّٰہ الحافظ ثنا ابو عبد اللّٰہ محمد بن عبد اللّٰہ الاصبہانی ثنا احمد بن مہران ثنا عبید اللّٰہ بن موسیٰ انا کامل بن العلاء عن ابی صالح عن ابی صالح عن ابی ھریرہ قال کُنَّا نُصَلِّی مَعَ

رَسُوْلِ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وَ آلِہٖ وسلم العشاء وکان یُصَلِّی فَاِذَا
سجد وَثَبَ الحَسَنُ والحُسَیْنُ عَلٰی ظَھْرِہٖ فاذا رفع رَاْسَہٗ اخذھُمَا
فَوَضَعَھُمَا وَضْعًا رفیقًا فَاِذَا عَادَ عَادَا فَلَمَّا صَلّٰی جَعَلَ وَاحِدًا ھٰھُنَا
وَوَاحِدًا ھٰھُنَا فَجِئْتُہٗ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ اَلَا اَذْھَبُ بِھِمَا اِلٰی اُمِّھِمَا !
فَبَرَقَتْ بَرْقَۃٌ فَقَالَ اِلْحَقَا بِاُمِّکُمَا فَمَا زَالَا یَمْشِیَانِ فِیْ ضَوْءِھَا حَتّٰی دَخَلَا

ابوہریرہ رضی اللّٰہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے فرمایا آپ نے کہ ہم رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ
علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے عشا کی اور حالت نماز میں ہی جب آپ نے سجدہ
کیا تو حضرت حسن اور حسین رضی اللّٰہ عنہما آپ کی پشت مبارک پر چڑھ گئے تو جب آپ نے سر
مبارک اٹھایا ان دونوں کو پکڑا اور آرام سے رکھ دیا پھر جب سجدے کی طرف رجوع
فرمایا تو پھر وہ اوپر چڑھ گئے پھر جب آپ نے نماز پڑھ لی ایک کو یہاں بٹھا دیا ایک کو
وہاں تو میں آپ کے پاس حاضر ہوا تو میں نے عرض کیا یارسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم

کیا میں ان دونوں کو ان کی والدہ ماجدہ کے پاس نہ لے جاؤں تو اچانک ایک عظیم الشان چمک چمکی تو آپ نے فرمایا ان دونوں کو والدہ کے پاس لے جاؤ گھر میں دونوں کے داخل ہونے تک وہ روشنی بدستور رہی۔

کیوں جی صاحب دیکھا میرے پیارے مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نور کی چمک مسجد کے اندر سے چمکی اور گلی میں تڑپتی ہوئی صاحبزادگان کو گھر پہنچا آئی نور خداوندی نے پہاڑ طور پر جلوہ گری فرمائی جو ازلی ابدی نور ہے اور میرے پیارے مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مدینہ طیبہ کے گلی کوچے میں جلوہ گری فرمائی جو عالمین کا نور ہیں۔

(۴) البدایہ والنہایہ ۶/۱۵۲

قال البخاری فی التاریخ حدثنی احمد بن الحجاج ثنا سفیان بن حمزہ عن کثیر بن یزید عن محمد بن حمزہ بن عمرو الاسلمی عن ابیہ قال کُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم فَتَفَرَّقْنَا فِی لَیْلَۃٍ ظَلْمَاءَ دَحْسَۃٍ فَاَضَاءَتْ اصابعی حتّٰی جَمَعُوا علیہا ظَہْرَہُمْ وَمَا ہَلَکَ مِنْہُمْ وَاِنَّ اَصَابِعِی لَتَنِیْرُ رواہ البیہقی من حدیث ابراہیم بن المنذر الحزامی عن سفیان بن حمزہ ورواہ الطبرانی من حدیث ابراہیم بن حمزہ الزبیری عن سفیان بن حمزہ بلہ

محمد بن حمزہ بن عمرو سے روایت کرتے ہیں کہ ہم مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ تھے تو اندھیری رات کی وجہ سے ہم علیحدہ علیحدہ ہو گئے تو آپ نے میری انگلیوں کو روشن فرما دیا تو سب اس روشنی پہ جمع ہو گئے اور ان سے کوئی بھی ہلاک نہ ہوا اور میری انگلیاں ویسے ہی روشن رہیں۔

(۵) ابن عساکر ۴/۵۴

واخرج البیہقی من طریق عبد الرزاق عن ثابت البنانی اَنَّ اُسَیْدًا وَرَجُلًا اٰخَرَ مِنَ الْاَنْصَارِ تحدثا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم لَیْلَۃً فی حاجۃٍ لَہُمَا فِی لَیْلَۃٍ شَدِیْدِ الظُّلْمَۃِ ثُمَّ خَرَجَا وَبِیَدِ کُلِّ وَاحِدٍ مِنْہُمَا عُصَیَّۃٌ فَاَضَاءَتْ عَصَا اَحَدِہِمَا

تحدثا حتی اذا افترق بہما الطریق اضاءت للآخر عصاہ فمشی کل واحد منہما فی ضوء عصاہ حتی بلغ اہلہ ۔

حضرت اسید اور ایک صحابی اور انصار سے دونوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پاس گفتگو کرتے رہے ایک حاجت کے متعلق ایک سخت اندھیری رات میں پھر وہ دونوں نکلے اور ہر ایک کے ہاتھ میں ایک ایک لکڑی تھی تو دونوں میں سے ایک کی لاٹھی روشن ہو گئی حتی کہ جب دونوں کا راستہ علیحدہ علیحدہ ہوا تو ایک نے دوسرے کے لیے لاٹھی روشن کر دی تو وہ دونوں اپنی اپنی لاٹھی کی روشنی میں چلے حتی کہ اپنے اہل کو پہنچ گئے ۔

(۷) البدایہ والنہایہ ۶/۱۵۹

قال البیہقی انا ابو سعد عبد الملک بن ابی عثمان الزاہد انا ابو الحسین محمد بن احمد ابن جمیع الغسانی بغشوصید ثنا العباس بن محبوب بن عثمان بن عبید ابو الفضل ثنا ابی ثنا جدی شاصونۃ بن عبید حدثنی محرص بن عبد اللہ بن محیقیب عن ابیہ عن جدہ قال حججت حجۃ الوداع فدخلت دارا بمکۃ فرأیت فیہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وجہہ کدارۃ القمر ۔

عبد اللہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ میں حجۃ الوداع میں حاضر ہوا تو مکہ میں ایک گھر میں داخل ہوا تو میں نے اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ کا رخ انور چاند کی ٹکی کی طرح چمک رہا تھا ۔

کتاب الاستیعاب ۲/۲۱۱ شرح شفا شہاب الدین خفاجی ۳/۱۳۴ الاصابہ ۳/۲۸۰

انا سمی الطفیل بن عمرو بن طریف بن العاص بن العاص بن الثعلبۃ بن سلیم بن فہم الدوسی لانہ وفد علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان دوسا

قَدْ غَلَبَتْ عَلَيْهِمْ اِبْزِنَا فَادْعُ اللّٰهَ عَلَيْهِمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اهْدِ دَوْسًا ثُمَّ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَبْعَثْنِيْ اِلَيْهِمْ وَاجْعَلْ لِّيْ اٰيَةً يَهْتَدُوْنَ بِهَا فَقَالَ اَللّٰهُمَّ نَوِّرْ لَهٗ فَسَطَعَ نُوْرٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ فَقَالَ يَا رَبِّ اِنِّيْ اَخَافُ اَنْ يَّقُوْلُوْا مُثْلَةٌ فَتَحَوَّلَتْ اِلٰى طَرَفِ سَوْطِهٖ فَكَانَتْ تُضِيْءُ فِي اللَّيْلَةِ الْمُظْلِمَةِ فَسُمِّيَ ذَا النُّوْرِ -

طفیل رضی اللہ تعالےٰ عنہ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قبیلہ دوس پر زنا غالب آگیا ہے اللہ تعالےٰ سے ان کے متعلق دعا فرمایئے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے اللہ قبیلہ دوس کو ھدایت دے تو پھر طفیل رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے عرض کیا کہ حضور ان کی طرف مجھے ہی بھیجیے اور مجھے کوئی نشان بھی عطا فرمایئے جس علامت کے سبب ان کو ہدایت ہو جائے تو آپ نے فرمایا اے اللہ اس کے لئے روشنی کر دے تو طفیل کے دونو آنکھوں کے درمیان نور چمک اٹھا تو فرمایا اے رب مجھے خوف ہے کہ مجھ کو مثلہ نہ کہیں تو اس کی چمک اس کے کوڑے میں آگئی جو اندھیری رات میں چمکتا تھا اسی لئے اس کو ذا النور کہا جاتا تھا۔

اصحاب مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا عقیدہ بھی نور پر تھا

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالےٰ کا عقیدہ بھی نور پر تھا

(۱) البدایہ والنہایہ ۳/۳۳۶

وَرَدْنَاهُ وَنُوْرُ اللّٰهِ يَجْلُوْ دُجَى الظَّلْمَاءِ عَنَّا وَالْغِطَاءِ

رَسُوْلُ اللّٰهِ يَقْدُمُنَا بِاَمْرٍ مِّنْ اَمْرِ اللّٰهِ اُحْكِمَ بِالْقَضَاءِ

آپ کی خدمت اقدس میں ہم حاضر ہوئے ہمارے اندھیروں کی سیاہی

روشن ہو گئی اور پردے اٹھ گئے۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اللہ رب العزت کا ارشاد ہمارے پاس لائے جو بہت مضبوط فیصلہ ہے۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا عقیدہ نور پہ تھا

(۲) البدایہ والنھایہ ۳/۲۲۶

فِینَا الرَّسُوْلُ وَفِینَا الحَقُّ نَتْبَعُہٗ
حَتّٰی المَمَاتِ وَنَصْرٌ غَیْرُ مَحْدُوْد
دَانٍ وَمَاضٍ شِہَابٌ یُسْتَضَاءُ بِہٖ
بَدْرٌ اَنَارَ عَلیٰ کُلِّ الاَمَاجِد

ہم میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم موجود ہیں اور ہم میں حق ہے ہم موت تک اس کی پیروی کریں گے اور آپ کی مدد غیر محدود ہے۔
پورا ہونے والا ہے اور پرانا ستارہ ہے چودھویں کا چاند بھی آپ ہی سے روشنی حاصل کرتا ہے جس نے تمام بزرگیوں کو منور فرما دیا ہے۔

حضرت کعب بن زھیر نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روبرو قصیدہ بانت سعاد پڑھا

(۳) مستدرک ۳/۵۸۱
(۴) البدایہ والنھایہ ۴/۲۷۱

اِنَّ الرَّسُوْلَ لَنُوْرٌ یُسْتَضَاءُ بِہٖ
مُھَنَّدٌ مِنْ سُیُوْفِ اللّٰہِ مَسْلُوْلُ

بے شک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم منزہ نور ہیں آپ سے نور حاصل کیا جاتا ہے اللہ تعالےٰ کی ھندی تلواروں سے ننگی تلوار ہیں اس کی سند ۴/۲۷۲ پہ موجود ہے۔ وقد رواھا الحافظ البیہقی فی دلائل النبوۃ باسناد متصل فقال

انا ابو عبد اللہ الحافظ انا ابو القاسم عبد الرحمٰن بن الحسن ابن احمد الاسدی بھمذان ثنا ابراھیم بن الحسین ثنا ابراھیم ابن المنذر الحزامی ثنا الحجاج بن ذی الرقیبہ بن عبد الرحمٰن بن کعب بن زھیر بن ابی سلمٰی عن ابیہ عن جدہ قال الخ

حضرت عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا عقیدہ نور پر تھا

اور یہ قصیدہ اپنے نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روبرو پڑھا

(۵) البدایہ والنہایہ ۲/۲۵۸ ۵/۲۸

العباس بن عبد المطلب یَقُوْلُ یارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ اُرِیْدُ اَنْ اَمْتَدِحُکَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم قُلْ لا یُفْضِضِ اللّٰہُ فَاکَ فَاَنْشَاءَ یَقُوْلُ وَاَنْتَ لَمَّا وُلِدْتَ اَشْرَقَتِ الْاَرْضُ وَضَاءَتْ بِنُوْرِکَ الْاُفُقُ فَنَحْنُ فِیْ ذَالِکَ الضِّیَاءِ وَفِی النُّوْرِ وَسُبُلَ الرَّشَادِ نَخْتَرِقُ ۔

حضرت عباسؓ عرض کرتے ہیں یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میرا ارادہ ہے کہ میں آپ کی تعریف بیان کروں مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خداوند کریم تیرے منہ کو میچ نہ کرے پڑھو تو حضرت عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے شعر پڑھنا شروع کر دیا۔

حضور آپ جب پیدا کئے گئے تمام زمین روشن ہو گئی اور آپ کے نور سے تمام آسمان بھی روشن ہو گیا تو ہم بھی آپ کی روشنی سے منور ہیں اور ھدایت کے راستوں پہ گامزن ہوتے ہیں۔

آپ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ دربار رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے اجازت حاصل کر کے آپ کو نور کہ رہے ہیں اور آپ کا زمین اور

آسمانوں کو منور فرمانے کا اقرار بھی کر رہے ہیں اگر یہ معاذاللہ عقیدہ شرکیہ ہوتا تو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو روک دیتے اور جب میرے پیارے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباسؓ کو روکا نہیں بلکہ داد دی تو ثابت ہوا کہ آپ حقیقت نور ہیں اور دوسری بات یہ بھی ثابت ہو گئی کہ اگر آپ کے نور ہونے کے اشعار پڑھے جائیں تو یہ سنت ہے بدعت و شرک نہیں اور جو نہیں پڑھتے یا ایسے اشعار کو جن میں آپ کے نور کا ذکر ہو برا مناتے ہیں وہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے معاندین سے ہیں۔

مدینہ طیبہ کے بچے بوڑھے آپ کے نور کے قائل تھے

(۷) البدایہ والنہایہ ۵/۲۳

قال البیھقی اخبرنا ابو نصر بن قتادہ اخبرنا ابو عمرو بن مطر سمعت اباخلیفۃ یقول سمعت ابن عائشہ یقول لمّا قدِمَ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المدینۃ جعلَ النساءُ وَالصِبیانُ وَالولائدُ یقلنَ ؎

طَلَعَ البدرُ علَینا مِن ثنیاتِ الوداع

وَجبَ الشکرُ علَینا مادعَا للہِ داع

جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لائے عورتیں اور لڑکے اور لڑکیاں یہ نوری شعر گاتے تھے۔ چودھویں رات کا چاند وداع کی گھاٹیوں سے ہم پر طلوع ہوا اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے والے کی دعوت کا ہم پر شکریہ واجب ہے۔ (کہ درود شریف پڑھا جائے)

یہودی کا آپ کے نور کو تسلیم کرنا

(۷) البدایہ والنہایہ ۲/۲۶۷

عن حسان بن ثابت قَالَ اِنِّیْ لَغُلَامٌ یَفْعَۃٌ ابن سبع سِنِیْنَ اَوْ ثَمَانِ سِنِیْنَ اَعْقِلُ مَارَاَیْتُ وَ سَمِعْتُ اِذَا یَهُوْدِیٌّ فِیْ یَثْرِبَ یَصْرَخُ ذَاتَ غَدَاۃٍ یَامَعْشَرَ یَهُوْدٍ فَاجْتَمَعُوْا اِلَیْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ نَقَالُوْا وَیْلَکَ مَالَکَ؟ قَالَ قَدْ طَلَعَ نَجْمُ اَحْمَدُ الَّذِیْ یُوْلَدُ بِهٖ فِیْ هٰذِهِ اللَّیْلَۃِ۔

حسان بن ثابت رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں سات یا آٹھ سال کا چھوٹا بچہ تھا اور جو میں دیکھتا مجھے اچھی طرح یاد رہتا اور میں نے سنا اچانک ایک یہودی ایک دن چلا رہا تھا اے یہودیو! تو وہ اس کے پاس جمع ہو گئے اور میں نے اچھی طرح سنا تو انہوں نے کہا افسوس ہے تجھ پر تمہیں کیا ہوا! اس نے کہا احمد کا ستارہ طلوع ہوا وہ جو اس رات میں پیدا کیا گیا ہے۔

ابن طفیل عامر کا عقیدہ

ابو طفیل عامر بن واثلہ کنانی نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے سامنے اشعار پڑھے ان میں سے ایک شعر یہ بھی ہے۔

(۸) استیعاب ۱/۳۴۷

اَنَّ النَّبِیَّ هُوَ النُّوْرُ الَّذِیْ کُشِطَتْ بِهٖ عَمَایَاتُ مَا ضِیْنَا وَ بَاقِیْنَا۔ بے شک نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم وہ ایسے نور ہیں جن کے سبب ہمارے سابقین اور باقیوں کی گمراہیاں دور ہو گئیں۔

اس سے ثابت ہوا کہ ابو طفیل عامر بن واثلہ کا عقیدہ بھی مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے نور

ہونے پر تھا اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالے عنہما کا عقیدہ بھی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے نور پر تھا اور صاحب کتاب ھذا ابن عبد البر کا عقیدہ بھی میرے پیارے محبوب مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے نوری ہونے پر تھا جنہوں نے اس نوری شعر کو نقل فرمایا۔

علامہ زرقانی اور یوسف نبہانی کا عقیدہ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے نور پر تھا

(۹) جواہر البحار ۳۷۱
(۱۰) زرقانی ۲۷/۱

لَمَّا تَعَلَّقَتْ اِرَادَۃُ الْحَقِّ تَعَالٰی بِاِیْجَادِ خَلْقِہٖ وَتَقْدِیْرِ رِزْقِہٖ اَبْرَزَ الْحَقِیْقَۃَ الْمُحَمَّدِیَّۃَ مِنَ الْاَنْوَارِ الصَّمَدِیَّۃِ فِی الْحَضْرَۃِ الْاَحَدِیَّۃِ جب حق تعالےٰ کا ارادہ ہوا خلقت کے پیدا فرمانے کا اور اوسکے رزق مقدر کرنے کا اس نے حقیقۃ محمدیہ کو انوار صمدیۃ سے دربار احدیت میں ظاہر فرمایا۔

ابرز الحقیقۃ المحمدیۃ کی شرح زرقانی نے کی ھے

(۱۱) زرقانی ۲۷/۱

لِقَوْلِہٖ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ اَیْ قَدَّرَ عَلٰی اَصْلِ الْوَضْعِ اللُّغَوِیِّ وَبِھٰذَا الْاِعْتِبَارِ یُسَمَّی الْمُصْطَفٰی بِنُوْرِ الْاَنْوَارِ وَبِاَبِ الْاَرْوَاحِ۔
آپ کے فرمان اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ کے مطابق یعنی رب العزت نے وضع لغوی کے اصول پر مقدر فرمایا۔ اس لئے مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک نُوْرُ الْاَنْوَارِ اور اَبُو الْاَرْوَاحِ رکھا گیا۔

شہید کی قبر سے نور کا ظہور

باب فی النور یری عند قبر الشہید

(۱۲) ابوداؤد شریف ۱/۳۴۹

حدثنا محمد بن عمرو الرازی نا سلمہ یعنی ابن الفضل عن محمد بن اسحٰق حدثنی یزید بن رومان عن عروۃ عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت لمّا مات النجاشیّ کُنّا نتحدّث انّہ لا یزالُ یُری علی قبرہٖ نورٌ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی عنہا سے روایت ہے فرمایا جب نجاشی شہید ہوئے ہم گفتگو کرتے تھے کہ ہمیشہ اس کی قبر سے نور دیکھا جاتا تھا۔

حضرت فاطمہ رضی عنہا حیض و نفاس سے مبرا تھیں

(۱۳) ابن عساکر ۱/۳۹۱

احمد بن عثمان بن ابراھیم ابو بکر البغدادی العنقی حدث بدمشق عن محمد بن عبد الملک الدقیقی وعبداللہ بن محمد بن ابی الدنیا وروی عنہ ابو بکر محمد بن سلیمان المبند المرندی عن طریقہ عن انس بن مالک عن امہ ام سلیم قالت لم یر لفاطمۃ رضی اللہ دمًا فی حیضٍ ولا نفاسٍ۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہا اپنی والدہ ام سلیم رضی عنہا سے روایت کرتے ہیں آپ فرماتی ہیں کہ ہم نے حضرت فاطمہ رضی عنہا کے لیے کوئی خون حیض و نفاس نہیں دیکھا۔

متقدمین کا عقیدہ آپ کے نور ہونے پر تھا

غیروں کا آپ کے نور کو دیکھنا اور ابن کثیر کا عقیدہ بھی مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے نور ہونے پر تھا

(۱) البدایہ والنہایہ ۲/۲۶۶

وَمَا رَاٰہُ النَّجَاشِی مَلِکُ الْحَبْشَۃِ وَظُھُوْرُ النُّوْرِ مَعَہٗ حَتّٰی اَضَاءَتْ لَہٗ قُصُوْرُ الشَّامِ حِیْنَ وُلِدَ وَمَا شُوْھِدَ مِنَ النُّوْرِ فِی الْمَنْزِلِ الَّذِیْ وُلِدَ فِیْہِ وَدَنُوُّ النُّجُوْمِ مِنْھُمْ وَغَیْرِ ذٰلِکَ ۔ حبشہ کے بادشاہ نجاشی نے دیکھا اور نور کا ظاہر ہونا مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حتی کہ شام کے محلات اس نور سے روشن ہو گئے جب آپ پیدا کیے گئے اور جس مکان میں آپ پیدا کیے گئے اس میں نور کا مشاہدہ کیا گیا اور ستاروں کا ان سے قریب ہونا اور اس کے سوا اور بھی آپ کے نور کے دلائل ہیں۔

عبدالعزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ نور پر تھا

(۲) الابریز ۲۷۲

وَاَنَّ مَجْمُوْعَ نُوْرِہٖ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لَوْ وُضِعَ عَلَی الْعَرْشِ لَذَابَ وَلَوْ وُضِعَ عَلَی الْحُجُبِ السَّبْعِیْنَ الَّتِیْ فَوْقَ الْعَرْشِ لَتَھَافَتَتْ وَلَوْ جُمِعَتِ الْمَخْلُوْقَاتُ کُلُّھَا وَوُضِعَ عَلَیْھَا ذٰلِکَ النُّوْرُ الْعَظِیْمُ لَتَھَافَتَتْ وَتَسَاقَطَتْ

اور بلاشک مصطفٰے صلے اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے پورے نور کو اگر عرش پر رکھ دیا جائے تو عرش پگھل جاوے اور عرش پر جو ستر پڑے ہیں ان پر آپ کا نور مبارک اگر رکھ دیا جائے تو گر جائے اور اگر تمام مخلوقات کو جمع کیا جائے اور مصطفٰے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ نور عظیم اس پر رکھ دیا جائے تو وہ بھی گر جائے۔

عبدالکریم بن ابراھیم جیلانی کا عقیدہ کہ

مصطفٰے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کے نور پیدا ہوئے

(۳) انسان کامل ۲/۳۹ | اِعْلَمْ اَنَّ اللّٰہ تعالیٰ لمّا خَلَقَ النَّفْسَ المُحَمَّدِیَّۃَ مِنْ ذَاتِہٖ۔ تجھے معلوم ہونا چاہیئے کہ حضور اللہ تعالےٰ نے جب نفس محمدیہ کو پیدا فرمایا اپنی ذات سے

الباب الثامن والخمسون فی الصورۃ المحمدیۃ وانھا النور

(۴) انسان کامل ۲/۳۰ | اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ الصُّوَرَ المُحَمَّدِیَّۃَ مِنْ نُوْرِ اِسْمِہِ البَدِیعِ القَادِرِ۔ اور بے شک اللہ تعالےٰ نے صورۃ محمدیہ کو اپنے اسم بدیع قادر کے نور سے پیدا فرمایا۔

مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کے نور کے منکر کو کہیں سے بھی نور حاصل نہ ہوگا

اور جو شخص مصطفٰے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور ہونے کا قائل نہیں تو رب العزت نے اسے

نور سے مطلقاً جواب دے دیا جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے

نور ۱۸/۵ — وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ
اور جس شخص کے لئے اللہ تعالےٰ نے نور نہیں بنایا تو اس کے لئے کوئی روشنی نہیں ہے۔

مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ بھی یہی تھا کہ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نوری ہیں اور سب اشیا سے آپ کا نور مقدم تھا اور اللہ تعالےٰ نے اپنے نور سے مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے نور کو پیدا فرمایا۔

مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ آپ کے نور کے متعلق

(۵) مکتوبات شریف دفتر سوم مکتوب صدم صفحہ ۷۵ حصہ نہم

باید دانست کہ خلق محمدی در رنگ خلق سائر افراد انسانی نیست بلکہ بخلق ہیچ فردے از افراد عالم مناسبت ندارد کہ او صلے اللہ علیہ وسلم کہ با وجود نشاء عنصری از نور حق جل وعلا مخلوق گشتہ است کما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام خُلِقْتُ مِنْ نُّوْرِ اللّٰهِ۔

جاننا چاہیئے کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی پیدائش پیدائشی صفت میں تمام انسانی افراد کی طرح نہیں ہے۔ بلکہ پیدائش میں تمام جہان کے افراد سے کسی ایک فرد سے بھی آپ کی پیدائش مناسبت نہیں رکھتی کیونکہ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم باوجود عنصری پیدائش کے اللہ تعالےٰ کے نور سے پیدا ہوئے ہیں جیسا کہ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے میں اللہ تعالےٰ کے نور سے پیدا کیا گیا ہوں۔

نورِ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

(۱) قصیدۃ النعمان ۲۲

اَنْتَ الَّذِیْ مِنْ نُوْرِکَ الْبَدْرُ اکْتَسٰی
وَالشَّمْسُ مُشْرِقَۃٌ بِنُوْرِ بِھَائِکَ

یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ آپ وہ ہیں کہ آپ کے نور سے چودھویں رات کا چاند منور ہوا اور آپ کے ہی اعلےٰ نور سے سورج چمکنے والا ہوا۔

اے حنفیت کا دعویٰ کرنے والو! سوچو! جب ہمارے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ یہ ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم مجسمہ نور ہیں اور آپ کے ہی نور سے چودھویں رات کے چاند کو روشنی ملی اور سورج کو بھی جمالِ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے ہی چمک حاصل ہوئی۔ اب تم خود فیصلہ کرو کہ ہم نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے نور ہونے کا انکار کر کے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مقلد بن سکتے ہیں یا نہیں؟ اور نورِ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا انکار کر کے حنفی کہلانے کے حقدار ہیں یا نہیں۔

لفظ رجل کا جواب

"سائل": رجل کا لفظ نبیوں پر آیا اور رجل جنس انسان پر ہی بولا جاتا ہے لہٰذا تمہارا کہنا کہ آپ نور ہیں غلط ثابت ہوا۔

"محمد عمر": جناب جبریل علیہ السلام کو نوری سمجھتے ہو یا خاکی۔

"سائل": فرشتے سب نوری ہیں۔

"محمد عمر": جبریل علیہ السلام دربارِ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوتے ہیں۔ تو حضرت

عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ ان کے متعلق روایات کرتے ہیں۔

مشکوٰۃ شریف ۱۱

اِذَا طَلَعَ عَلَیْنَا رَجُلٌ شَدِیْدُ بَیَاضِ الثِّیَابِ شَدِیْدُ سَوَادِ الشَّعْرِ لَا یُرٰی عَلَیْہِ اَثَرُ السَّفَرِ

اچانک ہمیں ایک آدمی آیا سخت سفید کپڑوں والا سخت سیاہ بالوں والا اس پر سفر کا کوئی نشان ظاہر نہ تھا۔

کیوں جناب حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ حضرت جبریل علیہ السلام نوری پر رجل کا لفظ استعمال کر رہے ہیں کیا جبریل علیہ السلام کے نوری ہونے میں فرق پڑا یا رجل کے لفظ استعمال کرنے میں حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو جبریل علیہ السلام کی حقیقت سے ناواقف ہونے پر محمول کروگے بلکہ انہوں نے آگے خود ہی ارشاد فرما دیا کہ لَا یَعْرِفُہٗ مِنَّا اَحَدٌ کہ ہم سے اس کو کوئی پہچانتا نہ تھا اور پھر ناواقفیت کی بنا پر ہی اگر کہو تو یہ بھی ٹھیک نہیں کیونکہ بعد میں مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے تو واقفیت کرادی تھی فَاِنَّہٗ جبریل کہ یہ جبریل تھا تو پھر روایت بیان کرتے وقت ہی آپ رجل کا لفظ استعمال نہ کرتے حالانکہ روایت کرتے وقت بھی اپنے اِذْ طَلَعَ عَلَیْنَا رَجُلٌ ہی فرمایا تو ثابت ہوا کہ حقیقۃ جس شکل میں متشکل ہو کر آئے حکم ہیئۃ قضائیہ ظاہری شکل کا ہوتا ہے لیکن کسی ہیئۃ قضائیہ میں متشکل ہونے سے حقیقت کا انکار نہیں ہوسکتا مثلاً انسان کی حقیقت مٹی ہے پھر بھی تو انسان ہی کہلاتا ہے لیکن اس کی حقیقت نطفہ ہونے سے اس کو انکار نہیں اور انسان کی اس حقیقت فراموشی سے ہی رب العزۃ نے لے حقیقت انسانی یاد دلائی کہ اَلَمْ یَکُ نُطْفَۃً مِّنْ مَّنِیٍّ یُّمْنٰی کہ اے انسان کیا تو نطفہ نہ تھا جو منی سے ڈالا گیا اور اس کا اصل بھی یاد دلایا بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ تو ثابت ہوا کہ کسی حقیقت کے کسی ہیئۃ قضائیہ میں متشکل ہونے سے اس کی حقیقت کا انکار نہیں ہوسکتا تو مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم جن کے نور پاک کو رب العزت نے قبل از آدم علیہ السلام پیدا فرمایا تو وہ صلب آدم علیہ السلام سے منتقل ہوتا ہوا بطن آمنہ رضی اللہ تعالےٰ

عنہا سے ظاہر ہوا ان کی حقیقت کا تم کیسے انکار کر سکتے ہو اور اگر حقیقت محمد رسول اللہ علیہ وسلم کی حقیقت مطہرہ نور ہونے سے تمہیں انکار ہو تو تمہاری کون سنتا ہے ملاحظہ ہو۔

مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نور پاک حضرت آدم علیہ السلام سے منتقل ہوتا ہوا حضرت عبد اللہ تک پہنچا

زرقانی ۶۵ | وَهِيَ اَنْ لَا يُضَعَ هٰذَا النُّوْرُ ، اَلَّذِىْ كَانَ فِىْ وَجْهِ آدَمَ كَالشَّمْسِ اِلَّا فِى الْمُطَهَّرَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَلَمْ تَزَلْ هٰذِهِ الْوَصِيَّةُ جَارِيَةً مُّنْتَقِلَةً مِنْ قَرْنٍ اِلٰى قَرْنٍ (اِلٰى اَنْ اَدّٰى) اَوْ صَلَ اللّٰهُ النُّوْرَ اِلٰى عبد المُطّلِب وَوَلَدِهٖ عَبْدُ اللّٰهِ (وَهِيَ اَنْ لَا يُضَعَ هٰذَا النُّوْرُ)

اور وہ یہ ہے کہ نہیں رکھا گیا یہ نور کہ وہ نور جو حضرت آدم علیہ السلام کے چہرے میں سورج کی طرح تھا مگر پاکیزہ عورتوں میں اور یہ وصیت جاریہ ایک قرن سے دوسرے قرن کی طرف منتقل ہوتی رہی یہاں تک کہ پہنچایا، اللہ تعالیٰ نے نور مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو عبد المطلب تک اور ان کے لڑکے عبد اللہ تک۔

اس سے ثابت ہوا کہ نور مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم حضرت آدم علیہ السلام سے قبل تھا جو حضرت آدم علیہ السلام کے رخ انور میں رکھا گیا اور قرن بہ قرن طہرات میں منتقل ہوتا ہوا آپ کے والد ماجد حضرت عبد اللہ کے پاس رب کریم نے پہنچایا پھر منتقل ہو کر حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے بطن مبارک سے دنیا میں بجسدہٖ ظہور پذیر ہوا اور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے نور پاک کے سب مخلوق کے اوّل ہونے کا اقرار تمہارے بڑے مسلمہ بزرگ دیوبندی مولوی اشرف علی صاحب بھی تسلیم کر چکے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

اکابرین دیوبندیہ کی قلم سے

مولوی اشرف علی صاحب اور نور مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم

سب سے پہلے مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کا نور جلوہ گر تھا

(۱) نشر الطیب مولفہ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی سے

پہلی فصل نور محمدی کے بیان میں پہلی روایت عبدالرزاق نے اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت کیا ہے کہ میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں مجھ کو خبر دیجیئے کہ سب اشیا سے پہلے اللہ تعالے نے کونسی چیز پیدا کی آپ نے فرمایا اے جابر اللہ تعالٰی نے تمام اشیا سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے دنہ بایں معنی کہ نور الہٰی اس کا مادہ تھا بلکہ اپنے نور کے فیض سے پیدا کیا پھر وہ نور قدرت الہیہ سے جہاں اللہ تعالے کو منظور ہوا سیر کرتا رہا اور اس وقت نہ لوح تھی نہ قلم تھا اور نہ بہشت تھی اور نہ دوزخ تھا اور نہ فرشتہ تھا اور نہ آسمان تھا اور نہ زمین تھی اور نہ سورج تھا اور نہ چاند تھا اور نہ جن تھا اور نہ انسان تھا پھر جب اللہ تعالٰی نے اور مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو اس نور کے چار حصے کئے اور ایک حصے سے قلم پیدا کیا اور دوسرے حصے سے لوح اور تیسرے سے عرش آگے طویل حدیث ہے۔

ف اس حدیث سے نور محمدی کا اول الخلق ہونا باولویت حقیقتہ ثابت ہوا کیونکہ جن جن اشیا کی نسبت روایات میں اولویت کا حکم آیا ہے ان اشیاء کا نور محمدی سے متاخر ہونا اس حدیث میں منصوص ہے۔

کیوں جناب اب تم فیصلہ کر لو کہ تمہارے ایسے بڑے عالم مولوی اشرف علی صاحب نے نور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو سب مخلوق سے اول ہونا بلکہ انسان کی انسانیت سے اول ہونا تسلیم کر لیا ہے اور مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی حقیقت نوری تسلیم کر لی ہے یہ حقیقت محمدیہ ہے جسکو مولوی اشرف علی صاحب نے تسلیم کیا اور بدلیل حدیث شریف اقرار کیا۔

سوال ہمارے لئے مولوی اشرف علی صاحب حجت نہیں ہیں۔

محمد عمر جناب مولوی اشرف علی صاحب اکابرین دیوبندیہ ہیں حکیم الامت ہیں۔ سوان رات مولوی اشرف علی صاحب کے ترجمے کو پڑھو اور پڑھاؤ ان کے بہشتی زیور اور بوادر النوادر سے فتوے ثبت کرو ان کے نام سے اپنے مدرسوں کو منسوب کرو تو تمہارے اس انکار سے ثابت ہوا کہ تمہارا منسوب کرنا محض چندے کی خاطر ہے کچھ تو خدا کا خوف کرو اپنے بزرگوں کو تو کافر و مشرک نہ بناؤ تم نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو نور تسلیم کرنے والوں کو کافر کہہ کر اپنے تمام اکابرین کو ہی کافر بنا دیا آیئے اب مولوی اشرف علی صاحب کی بیان کردہ حدیث نور کی توثیق کا ثبوت بھی مولوی اشرف علی صاحب کی زبانی سن لیجئے۔

مولوی اشرف علی صاحب فرماتے ہیں۔

دیوبندی حضرات کے لئے مولوی اشرف علی صاحب کا کلام رد نہیں ہو سکتا

(۲) نشر الطیب ۲۷۵ / ۲۷۶

رویائے اول منشی شرافت اللہ صاحب نے جو ایک صالح محتاط دیندار راست گو آدمی ہیں کانپور میں اس زمانہ میں دیکھا کہ حضور سرور عالم جناب نبی مکرم حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک براق پر تشریف لائے ہیں۔ میری حالت اس وقت یہ تھی کہ گویا میں سو نہیں رہا جاگ رہا ہوں حضور سے عرض کیا کہ آج کل کانپور میں بہت شورش ہو رہی ہے اور مولانا اشرف علی

صاحب سے بہت لوگ مخالفت کرتے ہیں۔ اس کی کیا اصلیت ہے اس کے جواب میں حضور نے تمام حاضرین کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا جو کچھ اشرف علی نے لکھا ہے وہ صحیح ہے اور اس کے بعد حضور نے صرف مجھ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اشرف علی سے کہدینا کہ جو کچھ تم نے لکھا ہے۔ وہ بالکل صحیح ہے۔

کیوں جناب اب اس فیصلہ کے بعد بھی تم مولوی اشرف علی صاحب کے فیصلہ کو ٹھکرا دو تو تم جماعت اشرفیہ دیوبندیہ سے خارج ہو جاؤ گے باقی رہا اس خواب کا فیصلہ تو دیوبندیوں کے مسلّم مولوی اشرف علی صاحب کا فیصلہ ثابت ہوا۔ دروغ برگردن راوی اور مولوی اشرف علی صاحب کا ارشاد سنیئے۔

(۳) نشر الطیب ۲۷۵

نام احمد چوں چنیں یاری کند
تا کہ نورش چوں مددگاری کند

مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کا اسم پاک احمد جب ایسے مدد کرتا ہے تو آپ کا نور پاک بھی ایسے ہی مدد کرتا ہے۔

مولوی اشرف علی صاحب اپنی کتاب نشر الطیب پر مولوی ذوالفقار علی دیوبندی کے کلام کو نقل فرماتے ہیں۔

(۴) نشر الطیب ۱۲

وَكُلُّ اٰيٍ اَتَى الرُّسُلُ الْكِرَامُ بِهَا
فَاِنَّمَا اتَّصَلَتْ مِنْ نُوْرِهٖ بِهِمْ

اور ہر معجزہ جو تمام رسل لائے ہیں وہ مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کے نور پاک کے وسیلہ سے ان کو حاصل ہوا ہے۔

(۵) نشر الطیب ۱۹

دوسری روایت نیز حمل رہنے کے وقت آپ کی والدہ ماجدہ نے ایک نور دیکھا جس سے شہر بصریٰ علاقہ شام کے محل ان کو نظر آئے کذا فی سیرۃ ابن ہشام

ف اور یہ نور کا دیکھنا اس قصہ کے علاوہ ہے جو عین ولادت کے وقت اسی طرح کا واقعہ ہوا۔

(۶) نشر الطیب ۲۱ | دوسری روایت عثمان بن ابی العاص اپنی والدہ ام عثمان ثقیقہ سے جن کا نام فاطمہ بنت عبداللہ ہے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہتی ہیں کہ جب آپ کی ولادت شریفہ کا وقت آیا تو آپ کے تولد کے وقت میں نے خانہ کعبہ کو دیکھا کہ نور سے معمور ہو گیا اور ستاروں کو دیکھا کہ زمین سے اس قدر نزدیک آ گئے کہ مجھ کو گمان ہوا کہ مجھ پر گر پڑیں گے روایت کیا اس کو بیہقی نے کذا فی المواھب

مولوی اشرف علی صاحب تھانوی مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے نوری ہونے کو نص قرآنی سے ثابت فرماتے ہیں،

ملاحظہ ہو:-

(۷) ثلج الصدور ۳۲ | یا ایھا النبی انا ارسلنٰک شاھدا ومبشرا ونذیرا وداعیا الی اللہ باذنہ وسراجا منیرا پس منجملہ ان آیات کے ایک یہ آیت بھی ہے جس کی میں نے تلاوت کی ہے اور اس کی ایک تفسیر یہ ہے جو میں نے ذکر کی کہ نور سے مراد حضور ہوں اور اس تفسیر کی ترجیح کی وجہ یہ ہے کہ اس سے اوپر بھی قد جاءکم رسولنا فرمایا ہے تو یہ قرینہ ہے اس پر کہ دونوں جگہ جاءکم کا فاعل ایک ہو دوسرے اوپر قد جاءکم رسولنا کے ساتھ جو آپ کی شان بیان فرمائی وہ یہ ہے یبین لکم کثیرا مما کنتم تخفون من الکتاب یعنی آپ کو مبین و مظہر فرمایا ہے اب سمجھیے کہ نور کی حقیقت ہے

ظاہر بنفسہٖ مظہر لغیرہٖ تو حضور صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان مظہر کے بہت مناسب ہے کہ مراد نور سے آپ ہوں اور اس کے آگے قرآن کی شان میں فرماتے ہیں کِتَابٌ مُّبِیْنٌ یَہْدِیْ بِہِ اللّٰہُ تو کتاب کو تو آلہ اظہار فرمایا اور آپ کو یُبَیِّنُ میں خود مظہر فرمایا پس یہ قرینہ ہے تفسیر بالا کا اور گو کتاب بھی ظاہر کرنے والی ہوتی ہے مگر اس میں آیت کی شان زیادہ ملحوظ ہوتی ہے توضیح اس کی یہ ہے کہ کتاب میں بھی ظہور اور اظہار دونو ہوتے ہیں اور نور میں بھی دونو ہوتے ہیں۔ لیکن ایک فرق ہے وہ یہ ہے کہ نور پر جب اول بار نظر ہوتی ہے تو یہ نیت اور خیال بھی نہیں ہوتا کہ وہ خود نظر آیا ہے مثلاً نور سے کتاب دیکھی تو اس طرف ذہن بھی نہیں کہ ہم کو نور نظر آیا ہے پھر اس کے ذریعے سے کتاب نظر آئی ہے بلکہ اس میں اول ہی سے مظہر کی شان ہوتی ہے۔ برخلاف کتاب کے کہ اصل یہی نیت ہوتی ہے کہ وہ خود سمجھ میں آوے پھر سمجھ میں آنے کے بعد ان مضامین میں سے دوسری جگہ کے احکام منکشف کیے جاتے ہیں تو نور کی شان میں تو اظہار غالب ہے اور کتاب میں ظہور غالب ہے۔ تو یَہْدِیْ بِہِ اللّٰہُ کتاب کے زیادہ مناسب ہے اور نور حضور صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زیادہ مناسب ہے یہ ہے وجہ ترجیح مگر اس میں ایک اشکال ہو سکتا ہے کہ دوسری جگہ ارشاد ہے قَدْ جَاءَکُمْ بُرْہَانٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَاَنْزَلْنَا اِلَیْکُمْ نُوْرًا مُّبِیْنًا تو یہاں برہان سے مراد غالباً بقرینہ جَاءَکُمْ حضور صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں اور نور سے مراد غالباً بقرینہ اَنْزَلْنَا قرآن ہے اور یہی نور وہاں بھی آیا ہے اور القرآن یفسر بعضہ بعضا تو جواب اس کا یہ ہے کہ ہم یہ کب دعوی کرتے ہیں کہ جہاں لفظ جَاءَکُمْ ہو وہاں اس کا فاعل حضور صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہی ہوں گے۔ ممکن ہے کہ یہاں جَاءَکُمْ کی اسناد کتاب کی طرف مجازاً ہو مگر جہاں اسناد حقیقی بن سکے وہاں اسکو کیوں نہ اختیار کیا جائے اور یہاں یعنی قَدْ جَاءَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ میں ہو سکتا ہے پس یہاں یہی مناسب ہوگا دوسرے ہم اَنْزَلْنَا سے بھی رسول ہی مراد لے سکتے ہیں چنانچہ

ایک اور مقام پر اَنْزَلْنَا اِلَیْکُمْ ذِکْرًا رَّسُوْلًا بدل بطور تفسیر ہے ذِکْرًا سے یہاں بھی اَنْزَلْنَا کا معمول لفظ رَسُوْلًا واقع ہوتا ہے پس اس سے بھی تفسیر مختار پر کوئی غبار نہیں رہا۔

مولوی اشرف علی صاحب کا فیصلہ

غیرت نبویہ کا مقولہ زبان حال سے

(۸) ثلج الصدور
مصنفہ مولوی اشرف علی صاحب

در شعاع بے نظیرم لا شوید
ورنہ پیش نور من رسوا شوید

میری شعاع بے نظیر کے سامنے فنا ہو جاؤ یعنی میرے ہی تابع ہو کر رہو ورنہ میرے نور کے سامنے رسوا ہو جاؤ گے۔

جیسے آفتاب کے سامنے چاند اور ستارے بے نور ہو جاتے ہیں۔ باقی رات کو جو کہ تفرد کا وقت ہے قمر اور کواکب میں جو نور ہوتا ہے تو نور قمر کا تو جو کہ معتدبہ نور ہے اس وقت بھی شمس ہی سے مستفاد ہوتا ہے اور کواکب کا نور خود معتدبہ نہیں اور دن کو چونکہ آفتاب کے ہوتے ہوئے وہ سب بزبان حال دعویٰ نور کرتے ہیں کیسے جھوٹے پڑ جاتے ہیں پس دعویٰ سے ہمیشہ رسوائی ہوتی ہے۔ اور اتباع سے ہر طرح سلامتی ہے دنیا کے اندر بھی یہی دیکھا جاتا ہے کہ مساوات اکابر میں خطرہ ہے اور تذلل ہی سلامتی۔

(۹) ثلج الصدور ۲

نبی خود نور اور قرآن ملا نور
نہ ہو کیوں ملکے پھر نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ

مولوی اشرف علی صاحب کے انہی حوالہ جات پہ اکتفا کرتا ہوں۔ امید ہے کہ مولوی

اشرف علی صاحب کے عقیدتمند حضرات تو انشاء اللہ العزیز مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے نور ہونے پر پس وپیش نہ کریں گے اور مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو نور کہنے والوں پر کفر کے فتوے نہ چپاں کریں گے بلکہ اپنے عقیدے کو بھی مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے نور ہونے کا یقین کریں گے۔ اب اور اکابرین دیوبندیہ کے چند اقوال نور مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق پیش کرتا ہوں امید ہے کہ انشاء اللہ العزیز سن کر آپ کی تسلی ہو جائے گی۔

شاہ عبدالرحیم صاحب والد ماجد حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دھلوی کا عقیدہ نور مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر

(۱۰) انفاس رحیمیہ ۱۴ | پس ظہور جمیع اسما۔ اسمار متقابلہ چوں ہادی ومضل ومعطی مانع ومعز ومذل وباسط وقابض ورافع وخافض واسمار غیر متقابلہ وجمیع حقائق مختلفہ وجمیع افراد متعددہ از اعلیٰ وادنیٰ ونفیس وخسیس از عرش تا بفرش وملائکہ علوی وجنہ سفلی ہمہ ناشی ازاں حقیقت محمدی است وقول رسول مقبول علیہ السلام أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِی خَلَقَ اللّٰهُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِی وَ قَوْلُ لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ وبعضہ لَوْلَاكَ لَمَا اَظْهَرْتُ الرُّبُوْبِيَّةَ وندا یا محمد انت عشقی وانا عشقک تا ہفتاد ہزار سال برآں اندبہ آنکہ ہرچہ ہست ونام ہستی بر و نہادند ہمہ منشی ازاں حقیقت علیہ السلام است پس ظہور ذات در پردہ صفات است وظہور صفات در پردہ اسمار وظہور اسمار در پرچہ مظاہر ہرچہ در عالم موجود است حسن ذاتی دارد وقبح ذاتی۔

نورِ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق مولوی حسین احمد صاحب دیوبندی

نے تمام دیوبندی علماء کا عقیدہ بیان کیا

تمام علماء دیوبند نورِ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب مخلوق سے مقدم تسلیم کرتے تھے

(۱) الشہاب الثاقب
مولانا مولوی حسین احمد صاحب
۵۰

ہمارے حضرات اکابر کے اقوال عقائد کو ملاحظہ فرمایئے یہ جملہ حضرات ذات حضور پر نور علیہ السلام کو ہمیشہ سے اور ہمیشہ تک واسطہ فیوضات الٰہیہ و میزاب رحمت غیر متناہیہ اعتقاد کیے ہوئے بیٹھے ہیں ان کا عقیدہ یہ ہے کہ ازل سے اب تک جو جو رحمتیں عالم پر ہوئی ہیں۔ اور ہونگی عام ہے کہ وہ نعمت وجود کی ہو یا اور کسی قسم کی ان سب میں آپ کی ذات پاک ایسی طرح پر واقع ہوئی ہے کہ جیسے آفتاب سے نور چاند میں آیا ہو اور چاند سے نور ہزاروں آئینوں میں غرض کہ حقیقت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیہ واسطہ جملہ کمالات عالم و عالمیان ہے غرض کہ حقیقت محمدیہ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ واسطہ جملہ کمالات عالم و عالمیان ہے یہی معنی لَوْ لَاکَ لَمَّا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ اور اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ اور اَنَا نَبِیُّ الْاَنْبِیَاءِ کے ہیں۔ دمولوی حسین احمد صاحب نے مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر اور نور اور اول تسلیم کرلیا

مولوی محمد اسمٰعیل صاحب دھلوی کا عقیدہ

(۱۴) منصب امامت
مصنفہ۔ محمد اسمٰعیل دہلوی ۱۲

اما نزول برکت پس بیانش آنکہ وجود انبیا علیہم السلام

بمثابہ آفتاب عالمتاب است کہ چوں نور او در تمام عالم منتشر شود لابد ظلمت شبینہ بدر رود و انچہ در محاذات آفتاب بے حجاب واقع است بتابش او تابناک است و از ہمہ مراتب ظلمت پاک و انچہ اندرون خانہ اند و محجوب است ہر چند از نفس نور او محروم است ہمچنیں چوں ایں قدوسیاں بشری لباس و کروبیاں انسی اساس از اوج فلک الافلاک بہ تیرہ دان اینجاک نزول میفرمایند لابد یک برکتے ہمراہ ایشاں فرود آمدہ در قلوب افراد بنی آدم فرود میرود۔

ترجمہ: لیکن برکت کا نزول تو اس کا بیان یہ ہے کہ مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کا وجود انبیاء علیہم السلام کے وجود کے ساتھ سورج تمام جہان کے روشن کرنے والے کی مثل ہے کہ جب آپ کا نور تمام جہان میں پھیلتا ہے ضرور ہی رات کا اندھیرا دور ہو جاتا ہے اور جو کچھ سورج کے سامنے بلا پردہ ظاہر ہو سورج کی روشنی میں چمکدار ہو جاتا ہے اور ہر قسم کا اندھیرا دور ہو جاتا ہے اور جو کچھ مکان کے اندر سورج سے محفوظ ہوتا ہے۔ اس کی ذاتی روشنی سے محروم ہے ایسے ہی جب یہ قدوسی بشری لباس پہن کر اور قریبی فرشتے انسانی شکل میں فلک الافلاک سے اس اندھیری مٹی پر نزول فرماتے ہیں۔ ضرور ایک برکت ان کے ہمراہ نیچے آتی ہے اور حضرت آدم علیہ السلام کی بعض اولاد کے دلوں میں اترتی ہے۔

(۱۵) منصب امامت ۱۶ } اگر کسے کہ بے بصر است البتہ از نور افشانی او بیخبر است ہاں ایسا شخص ضرور نابینا ہے جو مصطفٰے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نور افشانی سے بے خبر ہے۔

مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی کے نزدیک اصحاب مصطفٰے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بشریت کا مضمحل ہونا

(۱۶) منصب امامت ۱۶ } چونکہ بشریت ایشاں از ان میشوند زلال رحمت بر ایشاں مے بارد

صاف پانی کے ساتھ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے بشریت کی میل دھو دیتے ہیں اور ان پر رحمت برستی ہے۔

مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کا عقیدہ نور مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم پر

(۱۷) امداد السلوک
مصنفہ مولوی رشید احمد صاحب
۸۵

حق تعالےٰ در شان حبیب خود صلے اللہ علیہ وسلم فرمود کہ البتہ آمدہ نزد شما از طرف حق تعالےٰ نُوْرٌ وَّ کِتَابٌ مُّبِیْنٌ و مراد از نور ذات پاک حبیب خدا صلے اللہ علیہ وسلم ہست ونیز او تعالےٰ فرماید کہ اے نبی صلے اللہ علیہ وسلم ترا شاہد و مبشر و نذیر و داعی الی اللہ تعالےٰ و سراج منیر فرستادہ ایم و منیر روشن کنندہ و نور دہندہ را گویند پس اگر کسے را روشن کردن از انساناں محال بودے آں ذات پاک صلے اللہ علیہ وسلم را ہم ایں امر میسر نیامدے کہ آں ذات پاک صلے اللہ علیہ وسلم ہم از جملہ اولاد آدم علیہ السلام اندمگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ذات خود را چناں مطہر فرمود کہ نور خالص گشتند وحق تعالےٰ آنجناب سلام اللہ علیہ را نور فرمود و بتواتر ثابت شد کہ آنحضرت عالی صلے اللہ علیہ وسلم سایہ نداشتند وظاہر است کہ بجز نور ہمہ اجسام ظل مے دارند وہمچنیں اتباع خویش را چناں تزکیہ وتصفیہ بخشید کہ ہماناں نور گردیدند چنانچہ از حکایات کرامات وغیرہ ایشاں کتب پر ہستند وچناں شہرت دارند کہ حاجت نقل نیست وحق تعالےٰ ہم فرمود کہ ہر کہ با حبیب صلے اللہ علیہ وسلم ایمان آوردند نور ایشاں بیں و پیش ایشاں خواہد شتافت و منافقین گویند کہ باشید تا ما ہم از نور شما چیزے بگیریم وازیں ہر دو آیۃ صاف پیدا است کہ بمتابعت شریعت ایمان و نور ہر دو حاصل مے گردد و حضرت صلوٰۃ اللہ علیہ فرمود کہ حق تعالےٰ مرا از نور گرداں بلکہ فرمود کہ خود مرا نور کن پس اگر نفس انسان را مُضِیٔ بودن محال بودے

آں فخر عالم صلے اللہ علیہ وسلم ہرگز ایں دعا نہ فرمودندے چہ دعا نتجیلات باتفاق مشروع است وگفتہ اند کہ ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ تعالےٰ را نوری ازاں مے گفتند کہ ازیشاں بارہا نور دیدہ شد وبسیار خواص وعوام از مقابر صلحا وشہدا نور مرتفع مے بینند وایں نور نفس زاکیہ ایشاں است کہ چوں کار نفس عالی مے بود نور او در بدن سرایت مے کند وطبع ومزاج بدن میگردد وبازاگر نفس از بدن بمفارقت ہم میشود تاہم ان جسد منبع انوار ومنفذ آن مے باشد چنانچہ در حالت حیوۃ وبقار نفس بود۔

اللہ تعالےٰ جل شانہٗ نے اپنے محبوب صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے شان میں ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے تمہارے پاس نور اور بیان کرنے والی کتاب ضرور آئی اور نور سے مراد حبیب خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات پاک ہے اور اللہ تعالےٰ یہ بھی فرماتا ہے کہ اے نبی صلے اللہ علیہ وسلم ہیں نے آپ کو شاہد اور مبشر اور نذیر اور داعی الی اللہ اور سراج منیر بھیجا ہے اور منیر روشن کرنے والے اور نور دینے والے کو کہتے ہیں پھر اگر کسی شخص کو انسانوں سے روشن کرنا محال ہوتا تو مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات پاک کو بھی نور میسّر نہ ہوتا کہ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بھی حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد سے ہیں مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کو ایسا پاک بنایا کہ خالص نور ہو گئے آنجناب مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ نے بھی نور فرمایا اور احادیث متواترہ سے ثابت ہوا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سایہ نہ رکھتے تھے اور ظاہر ہے کہ نور کے سوائے تمام اجسام سایہ رکھتے ہیں اور ایسے ہی اپنے متبعین کو مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایسا تزکیہ وتصفیہ بخشا کہ سب کو نور بنا دیا چنانچہ آپ کی کرامات وغیرہ کی حکایتوں سے کتابیں پُر ہیں اور ایسی مشہور ہیں کہ اُن کو نقل کرنے کی ضرورت نہیں اور اللہ تعالےٰ نے بھی فرمایا کہ جو لوگ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایمان لاتے ہیں۔ ان کا نور دیکھو کہ ان کے آگے دوڑے گا اور منافقین کہیں گے کہ ہماری طرف دیکھو تاکہ ہم بھی تمہارے نور سے کچھ لے لیں اور ان دونوں آیتوں سے صاف واضح ہے کہ شریعت کی متابعت میں ایمان اور نور

دونوں حاصل ہو جاتے ہیں۔ اور حضرت مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اللہ میرے کان و آنکھ اور دل میں نور بنا دے بلکہ فرمایا کہ میرے نفس کو نور بنا دے میں اگر انسان کے نفس کا روشن ہونا محال ہوتا مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہرگز یہ دعا نہ فرماتے کیونکہ محالات کی دعا باتفاق ممنوع ہے اور بزرگان دین نے فرمایا ہے کہ ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ کو اس لئے نوری کہتے ہیں کہ ان سے کئی دفعہ نور دیکھا گیا اور کئی خواص و عوام نے صلحاو شہداء کی قبروں سے نور نکلتے دیکھا اور یہ نور ان کے نفس کی پاکیزگی کا ہے کہ جب نفس کا کام بلند ہو جاتا ہے۔ تو اس کا نور بدن میں سرایت کرتا ہے اور طبیعت اور بدن کا مزاج بن جاتا ہے۔ پھر اگر نفس بدن سے علیحدہ بھی ہو جائے پھر بھی جسم انوار کا منبع اور نور کے نفوذ کی جگہ بن جاتا ہے جیسا کہ نفس حیاتی اور بقا کی حالت ہو جاتا ہے"

مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نے اپنے مذکورہ بیان میں قرآن وحدیث کی روشنی میں نبی "محمد عمر" کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو نور ثابت کیا اور تمام مخلوق کا مبدأ ثابت کیا۔

مذکورہ عبارت سے مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کے دلائل کی تفصیل

قَدْ جَاءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتَابٌ مُّبِيْنٌ اس فرمان الٰہی میں نور سے مراد حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

ملاحظہ ہو مذکورہ عبارت۔

قَدْ جَاءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ سے مراد حضور ہیں

(۱) حق تعالےٰ در شان حبیب خود صلے اللہ علیہ وسلم فرمود کہ البتہ آمدہ نزد شما از طرف حق تعالےٰ نُوْرٌ وَّ كِتَابٌ مُّبِيْنٌ ومراد از نور ذات پاک حبیب خدا صلے اللہ علیہ وسلم ہست۔

سراجاً منیراً سے مراد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم ہیں!

(۲)، وسراج منیر فرستادہ ایم و منیر روشن کنندہ و نور دہندہ را گویند

مصطفٰے صلے اللہ نور محض ہیں'

(۳) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ذات خود را چناں مطہر فرمود کہ نور خالص گشتند و حق تعالےٰ آنجناب سلامہٗ علیہ را نور فرمود۔

تواتر سے ثابت ہے کہ مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا

(۴)، بتواتر ثابت شد کہ آنحضرت عالی صلے اللہ علیہ وسلم سایہ نداشتند وظاہر است کہ بجز نور ہمہ اجسام ظل مے دارند۔

مصطفٰے صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے اصحاب کو بھی نور بنا دیا تھا

(۵)، وہمچنیں اتباع خویش را چناں تزکیہ وتصفیہ بخشید کہ ہمانا نور گردیدند

اللہ تعالےٰ نے نور مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے نور سے پیدا فرمایا

(۶)، حق تعالےٰ مرا از نور خود پیدا فرمودہ (مولوی رشید احمد صاحب نے مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم

کی اس حدیث کو صحیح تسلیم کیا کہ خَلَقَ نُوْرَ نَبِيِّكَ مِنْ نُوْرِهٖ)

رب العزت نے تمام مومنین کو نورِ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پیدا فرمایا

(۷) و مومنین را از نور من پیدا فرمود۔

انسان نوری ہو سکتا ہے

(۸) ونیز فرمود کہ الٰہی در سمع و بصر و قلب من نور گرداں بلکہ فرمود کہ خود مرا نور کن پس اگر نفس انسان را حصتی بودن محال بودے آں فخر عالم صلے اللہ علیہ وسلم ہرگز من وعا نہ فرمودندے چہ دعا مستخیلات باتفاق ممنوع است۔

اولیاء اللہ سے بھی نوری ہو سکتے ہیں

(۹) ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ تعالےٰ را نوری ازاں مے گفتند کہ از ایشاں بارہا نور دیدہ شد۔

اولیاء اللہ و شہدا کی قبر سے نور کا ظہور

(۱۰) و بسیار خواص وعوام از مقابر صلحاء و شہداء نور مرتفع مے بیند

تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ

مولوی محمد قاسم صاحب بانی دار العلوم دیوبند کا مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو نور اقرار کرنا

(۱۸) قصائد قاسمی ۶

رہا جمال پہ تیرے حجاب بشریت
نجانا کون ہے کچھ بھی کسی نے جز ستار

اس شعر میں مولوی محمد قاسم صاحب نے اقرار کیا کہ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم پر محض بشریت کا حجاب تھا حقیقتہً نور تھے۔ تمام اکابرین دیوبند نے میرے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نور تسلیم کیا جسکے چند حوالہ جات لکھے گئے اب عرض یہ ہے تم یا دیوبندی حضرات مولوی اشرف علی صاحب کو یا اور علماء دیوبند کو نور تسلیم کرلو تو جائز ہے اور ہم مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو از روئے قرآن واحادیث صحیحہ نور تسلیم کرلیں تو تم فوراً شرک کا فتویٰ جڑ دیتے ہو خدا کا خوف کرو۔

"سوال" حوالہ دو کہاں لکھا ہے۔

"محمد عمر" سنیئے جناب فقیر تمہاری کتب سے دِکھا دیتا ہے۔

مولوی اشرف علی صاحب تمہارے نزدیک نور تھے

معمولات اشرفی
مصنفہ
مولوی حاجی حافظ حکیم
محمد مصطفےٰ بجنوری
۹

ایک دفعہ احقر حاضر خدمت تھا اور حضرت والا مولوی اشرف علی صاحب مدرسہ ہی میں حوض سے جنوب کی طرف رات کو سویا کرتے تھے اور احقر کی چارپائی بھی حضرت (مولوی اشرف علی صاحب) کی چارپائی کی برابر میں ہوتی تھی۔ جب تہجد کی نماز پڑھتے تو احقر کو محسوس ہوتا

کہ ایک نور مثل صبح صادق اوپر کو اٹھتا تھا اور سفید رنگ کے شعلے حضرت (مولوی اشرف علی صاحب) کے جسم سے بار بار اوپر کو اٹھتے تھے۔

معمولات اشرفی ۹

ایک روز احقر کسی ضرورت سے حضرت والا سے بہت دور حوض کے شمال کی طرف سویا آنکھ کھلی تو دیکھا کہ وہ نور مثل صبح صادق موجود تو ہے مگر مقررہ جگہ سے ہٹا ہوا ہے غور سے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ سہ دری کے اندر ہے احقر اس کی تحقیق کے لئے اٹھا تو دیکھا آج حضرت والا (مولوی اشرف علی صاحب) سہ دری کے اندر تہجد پڑھ رہے ہیں۔

کیوں جناب جب مولوی اشرف صاحب تمہارے نزدیک نوری ہیں تو کیا ہمارے مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم جن کو رب العزت نے نور پیدا فرمایا تمام زمین وآسمانوں کو آپ نے منور فرما دیا پھر ہم نے آپ کو نور کہہ دیا تو ہم نے کونسا جرم کیا ہے اور اگر مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو نور سمجھنا اور نور کہنا اور آپ کے نور پاک سے استفادہ لینا مشرک بناتا ہے تو لے خلق خدا آگاہ رہو کہ اس عقیدے سے تم جو کچھ بھی ہم پر عائد کرو ہمیں منظور و مقبول ہے ہمارا اس عقیدے کو ترک کرنا محال ہے۔

مولوی رشید احمد صاحب کو مجسمہ نور تسلیم کیا گیا

مرثیہ محمود الحسن ۱۶

چھپائے جامہ فانوس کیونکر شمع روشن کو
تھی اس نور مجسم کے کفن میں وہی عریانی

اس شعر میں مولوی محمود الحسن صاحب نے مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کو نور مجسم لکھا ہے کیا مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کو نور مجسمہ کہا جائے تو شرک نہیں اگر ہم مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو نور

مجسم تسلیم کریں تو مشرک خداوند کریم سے ڈرو۔

مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور ہونے پر غیر مقلدین اکابرین کے حوالہ جات

نواب صدیق حسن خاں صاحب بھوپالی

نور مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے نور کا اقرار کرتے ہیں

نفح الطیب — نواب صدیق حسن خان — ۶۰

لَمْ یَخْلُقِ اللّٰهُ الْقَدِیْرُ مَثِیْلَهٗ ‌ ‌ فِیْ عِزَّةٍ وَّ فَضِیْلَةٍ وَّ ضِیَاءٍ
هُوَ رُکْنُ بَیْتِ اللّٰهِ جَلَّ جَلَالُهٗ ‌ ‌ وَعِمَادُ هٰذِی الْقُبَّةِ الْخَضْرَاءِ
یَکْفِیْهِ فِیْ وَصْفِ الْمَکَانَةِ اَنَّهٗ ‌ ‌ سَبَبٌ لِتَخْلِیْقِ الثَّرٰی وَسَمَاءٍ
نُوْرٌ اِلٰهِیٌّ تَجَلّٰی رَحْمَةً ‌ ‌ حَتّٰی اَنَارَ حَنَادِسَ الْغَبْرَاءِ

(۱) اللہ تعالےٰ قدرت والے نے مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی مثال عزت اور فضیلت اور روشنی میں کسی کو پیدا نہیں فرمایا۔

(۲) آپ اللہ جل جلالہٗ کے گھر کے رکن ہیں اور اس آسمان کے ستون ہیں۔

(۳) مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے مرتبے کی وصف اتنی ہی کافی ہے کہ آپ زمین و آسمان کے پیدا کرنے کے سبب ہیں۔

(۴) مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم خدا کے نور ہیں رحمت کے تجلی ہیں حتیٰ کہ آپ نے سخت اندھیروں کو روشن فرما دیا۔

نفح الطیب — ۶۱

یَا اَیُّهَا الشَّمْسُ الرَّفِیْعُ مَکَانُهٗ ‌ ‌ اَضَاءَتْ بِنُوْرِكَ سَاحَةُ الْغَبْرَاءِ
اَلْمُعْ عَلٰی عِنَایَةٍ وَّعُطُوْفَةٍ ‌ ‌ وَاَنِرْ حَنَادِسَ مُهْجَتِیْ الْسَّوْدَاءِ

(۵) اے بلند مکان والے سورج تیرے نور کے ساتھ تمام روئے زمین روشن

ہو گئی ہے (۲) عنایت اور مہربانی کی مجھ پر چمک ڈال اور میرے دل کی سخت اندھیری کو روشن فرما دے۔

حظیرۃ القدس ۳۷۶ | وگفتہ کہ حلول نور محمدی در ہند بقیاس مساوات منطقی ثابت میشود چہ ازروئے احادیث صحیحہ نور محمدی در صلب آدم ودیعت بود واز جبین مبین او متبانت پس روشن شد کہ مبدء نور محمدی ہند است

ومنتہائے آن عرب کفی بذالک للھند مشرفا وفضلا وتقریر مساوات ایں است نور محمد صلے اللہ علیہ وسلم حل بآدم وآدم حل بالھند فنور محمد حل بالھند وتحقیق ایں قیاس در کتب منطق باید جست۔

کَانَتْ لِاٰدَمَ اَرْضُ الْهِنْدِ مُنْهَبِطًا	وَفِيْهِ نُوْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ مَشْعُوْلُ

اور کہا گیا ہے کہ نور محمدی صلے اللہ علیہ وسلم کا حلول ہند میں قیاس مساوات منطقی سے ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ احادیث صحیحہ کے رو سے نور محمدی حضرت آدم علیہ السلام کے صلب میں امانت تھا اور حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی سے چمکا تو واضح ہوا کہ نور محمدی صلے اللہ علیہ وسلم کی جلائے ابتدا ہندوستان ہے اور آپ کی انتہائے عرب ہے اور ہندوستان کو آپ کی بدولت شرف وفضل کافی ہے اور اس مساوات کی تقریر یہ ہے کہ نور محمدی صلے اللہ علیہ وسلم آدم علیہ السلام کے ساتھ اترا اور آدم علیہ السلام ہند میں نازل ہوئے تو نور محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہند میں اترا اور اس قیاس کی تحقیق منطق کی کتابوں میں تلاش کرلے۔

ترجمہ شعر:۔ ہند کی زمین حضرت آدم علیہ السلام کے اترنے کی جگہ ہے اور اس میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا نور چمکنے والا تھا۔

غیر مقلدین حضرات کے بزرگ حافظ محمد صاحب لکھوی کے نزدیک

حقیقت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نوری تھی

نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ یَھْدِی اللّٰہُ لِنُوْرِہٖ مَنْ یَّشَاءُ کے ماتحت لکھتے ہیں

(۱) تفسیر محمدی ۴/۳۰۱

ابن عباس تے کعب احباروں وچ معالم لیایا
جو نور اللہ دا نبی محمد سینہ طاق ٹھہرایا
تے دل اسدا قندیل جو شیشہ اندر طاق لگایا
تے دیوا نور نبوت دا وچ رکھ نبوۃ آیا

اوہ نور نبیدا آپے ویدا لوکاں نوں روشنائی
بھاویں نبی نبوے دیوے حاجت اگ نکائی
نور نبیدا خوبیاں اسدیاں لوکا نوں دسیا دن
اگے وحی نبوت تھیں بھی خوبیاں لوکاں بھاون

بشریت کے متعلق حافظ محمد صاحب کا فیصلہ

(۲) تفسیر محمدی ۷/۲۴۸
جو ہر دم غالب ہوسی تیرے اوپر نور الٰہی
تے بشریت نابود ہو جاسی جیہڑی اول آہی

حافظ محمد صاحب لکھوی کا تعریف میں غلو

(۳) تفسیر محمدی
تا ہادی خاص مربی کامل گر جیا رب تمہارے
اوہ قدرت کامل رب نمونہ اسم محمد والا

مولوی ثناءاللہ صاحب امرتسری کا اقرار کہ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نور ہیں

ترک اسلام ۱۴ مصنفہ مولوی ثناءاللہ | سلام اس نور رب العالمین پہ
سب اس کی آل اور اصحاب دیں پر

کیوں جناب؟ اب تو تمہارے مولوی ثناءاللہ صاحب نے بھی مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل و اصحاب اور سب ایمان داروں پر سلام پڑھ دیا اور مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو نور بھی تسلیم کر لیا۔

فتویٰ ثنائیہ ۲/۳۴۷ | ہمارے عقیدہ کی تشریح یہ ہے کہ رسول خدا علیہ السلام خدا کے پیدا کئے ہوئے نور ہیں۔

مولوی محمد ادریس کاندھلوی صاحب کا اقرار

مقدمہ مقامات حریری ۴ | سِرَاجٌ مُّنِیْرٌ کَشَمْسِ الضُّحٰی خَیْرُ الْبَرَایَا وَ نُوْرٌ قَدِیْمٌ
چراغ روشنی دینے والے ہیں ضحیٰ کے سورج کی طرح اور مخلوق سے بہتر ہیں اور نور قدیم ہیں۔ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم۔

عقیدہ شیخ عبدالحق محدث دھلوی رحمۃ اللہ علیہ

جذب القلوب ۲۶۶ | اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ السَّابِقُ لِلْخَلْقِ نُوْرُہٗ اَلرَّحْمَۃُ لِلْعَالَمِیْنَ ظُھُوْرُہٗ۔
اے اللہ درود بھیج ہمارے سردار محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر ان کا نور سب خلق سے پہلے ہے آپ کا ظہور عالمین کے لئے ہے۔

مولوی عبدالحی لکھنوی کا اقرار

عمدۃ الرعایۃ شرح الوقایہ
لعبدالحی لکھنوی
کتاب الایمان
زیر المشی الی بیت اللہ
حاشیہ ۵
۲
۲۶۲

وَالنُّوْرُ نَبِيِّنَا صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّہٗ خَلَقَ مِنْ نُوْرِ اللّٰہِ اَوْ اَنَّہٗ نُوْرٌ مِّنْ نُّوْرِ اللّٰہِ لَيْسَ مَعْنَاہُ مَا اَشَارَ اِلَيْہِ اَفْہَامُ الْعَوَامِ مِنْ اَنَّ اللّٰہَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى اَخَذَ قَبْضَۃً مِّنْ ذَاتِہِ النَّبِیِّ مِنْ نُوْرٍ بَہْتَۃٍ وَجَعَلَ نُوْرَ نَبِيِّہٖ بِحَيْثُ تَكُوْنُ الذَّاتُ الْاِلٰہِيَّۃُ مَادَّۃُ الذَّاتِ الْمُحَمَّدِيَّۃِ تَعَالَى اللّٰہُ عَنْ ذٰلِكَ انتھٰی۔

ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا نور اللہ کے نور سے پیدا کیا گیا یا یہ کہ اللہ کے نور سے نور ہیں اس کے معنی یہ نہیں جس کی طرف عوام کے افہام نے اشارہ کیا ہے۔ کہ اللہ تبارک نے اپنے ذاتی نور سے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو ایک مٹھی لے لیا اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے نور کے لئے اس کی ذات مادہ ہے اللہ تعالے مادے سے مبرا ہے اور اللہ تعالے اس سے مبرا ہے۔

غلو کا جواب

"سائل" مولوی صاحب نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا توقرآن کریم واحادیث مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور محدثین واقوال متقدمین مجتہدین سے نور ہونا ثابت ہو گیا لیکن ہمارے عقیدے والے ایسے لوگوں کو غالی اور بدعتی کہتے ہیں۔

"محمد عمر" بھائی صاحب! مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حد کا علم تو اللہ تعالےٰ کو ہی ہے مخلوق کو نہیں جب جبریل علیہ السلام جو مقربین ملائکہ سے ہیں میرے پیارے مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حد مکانی معلوم نہ کر سکے اور عاجز رہے تو آپ کے حد مراتب کو ہم کیسے معلوم کر سکتے ہیں۔ اور جب جبریل علیہ السلام نورانی قربی فرشتہ میرے مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی کسی قسم کی حد کو معلوم نہ کر سکا تو باقی مخلوق کیسے معلوم کر سکتی ہے آیئے میں تمہیں متقدمین بزرگان اسلاف کا مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے غلو کے متعلق عقیدہ عرض کرتا ہوں۔

شرح الہمزیہ
لابن حجر الہیثمی ۳
شرح الشرح الہمزیہ
لمحمد حنفی ۳
فتوحات احمدیہ
للشیخ سلیمان الجمل ۲

وَکُلّ غُلُوٍّ فِیْ حَقِّہٖ تَقْصِیْرٌ

اور ہر غالی مصطفٰے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں قاصر ہے۔

ثابت ہوا کہ مصطفٰے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف کرتے کرتے اگر درجہ غلو تک بھی بڑھ جائے پھر بھی واصف قاصر ہے اور مصطفٰے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس واصف کی صفت بیان کردہ سے وراء الوراء بالاتر ہیں مصطفٰے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انتہا وصف تک مخلوق سے کوئی واصف پہنچ نہیں سکتا تو غالی بن ہی کیسے سکتا ہے۔ جب ہر واصف کی وصف تقصیر ہے آپ بالا ہیں تو واصف مصطفٰے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف حمیدہ بیان کرنے والے کو غالی کہنا جرم ہے۔

ملّاجی! ہم انشاء اللہ العزیز غالی نہیں بن سکتے اور نہ ہی ہیں اگر یہ فتویٰ دینا ہے تو خداوند کریم کو کہو جو اپنے مصطفٰے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حد سے پار لے گیا سدرۃ المنتہٰی مخلوق کی حد تھی نور رب العزت اگر حد سے پار لے جانے سے غالی نہیں کہلا سکتا تو ہم نام لینے سے کیسے غالی بن سکتے ہیں آپ کو نور کہنے والا اگر بدعتی ہے تو سب سے پہلے مصطفٰے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نور خداوند تعالےٰ نے کہا جو کئی آیتوں سے ثابت ہو چکا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ نے نور فرمایا اصحاب مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم آپ کے نور ہونے پہ ایمان رکھتے تھے تابعین تبع تابعین سلف صالحین

بزرگان اہل اسلام تمام کا عقیدہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے نور ہونے پر تھا۔ دیوبندیوں کے اکابرین غیر مقلدین حضرات کے مخصوص بانیاں اکابرین کا عقیدہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے نور ہونے پر تھا۔ فتویٰ کس کس پر جڑو گے۔ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حقیقت نوری سے مسلمانوں کو منحرف کرکے ایک فرد منفردہ نور بہ قدرت الہیہ کے ابداع کا انکار کر رہے ہو اور اپنے ایمانوں کو تو کھو بیٹھے تھے۔ باقی اچھے بھلے ایماندار مسلمانوں کو بھی گمراہ بنا رہے ہو اللہ کریم تمہیں اور ہمیں مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حقیقت نوری سے منور فرماوے اور اس نور منفردہ کی زیارت وامداد سے سرفراز فرمائے

مسلمانو! میرے پیارے مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کے دلائل تمہیں قرآنی دلائل سے بیان کئے گئے۔ متقدمین ومتاخرین مفسرین کی تفسیر قرآنی کے دلائل بھی پیش کئے گئے اور احادیث مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اقوال بزرگان دین سے بھی نور مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دلائل پیش کئے اور مخالفین نور مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے اکابرین کے عقائد بھی بیان کئے گئے اور مخالفین کے اعتراضات کے جوابات بھی بطریق احسن لکھے گئے اب بھی اگر تمہارا عقیدہ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے نور پر صحیح نہ ہو تو پھر یہ حساب خداوند کریم کے ہاں ہوگا اور فیصلہ قبر وحشر میں ہوگا۔

مخالفین نور مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوالوں کے جوابات

مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم خدا کے نور سے ہیں کا جواب

"سوال" مولوی صاحب یہ جو تم نبی کو نور کہتے ہو اور خدا کے نور سے نور مانتے ہو تو تم از روئے قرآن مشرک ہو کیونکہ قرآن کریم میں ہے۔

وَجَعَلُوا لَهُ مِنْ عِبَادِهِ جُزْءًا إِنَّ الْإِنسَانَ لَكَفُورٌ

انہوں نے اللہ کے لئے اس کے بندوں کو جز بنا دیا بے شک انسان ضرور کفر کرنے والا ہے۔

اس آیت قرآنی سے ثابت ہوا کہ جو خداوند کریم کی جز کسی بندے کو بنائے وہ کافر ہے تم نبی کو خدا کا جزو مانتے ہو للہذا تم بھی کافر خدا تمہیں ہدایت دے۔

"محمد عمر" ہم مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خدا کا نور مانتے ہیں یہ بھی اس کے فرمان کے موافق ہے

يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ۔

یہ ارادہ رکھتے ہیں تاکہ اپنے مونہوں سے اللہ تعالےٰ کے نور کو بجھا دیں۔ اور اللہ اپنے نور کو پورا کرنے والا ہے گو کفار برا منائیں۔

اس آیۃ کریمہ میں دو جملے ہیں جن میں اللہ تعالےٰ نے مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا نور فرمایا ہے۔

(۱) نُورَ اللَّهِ اللہ کا نور

(۲) وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ اور اللہ تعالےٰ اپنے نور کو پورا کرنے والا ہے۔ پھر مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خداوند کریم کے نور سے برا ماننے والوں پر فتویٰ کفر ثبت فرمایا۔

(۱) وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ اور گو کفار برا منائیں۔

تو اس ارشاد خداوندی کے رو سے ہمارا اہل سنت وجماعت کا عقیدہ صحیح ثابت ہوا کہ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کے نور ہیں۔

باقی رہا تمہارا آیت خداوندی کو پیش کرنا کہ اہل کتاب پر جزو خداوندی ماننے پر خداوند کریم کا فتویٰ کفر ثبت کرنا تو یہ ان اہل کتاب پر فتویٰ کفر ہے جو حضرت عزیز علیہ السلام یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہتے تھے یا کہتے ہیں ان پر خداوند تعالےٰ کا فتویٰ کفر ہے کیونکہ بیٹا باپ کا جزو ہوتا ہے جب اہل کتاب نے عزیز علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خداوند کریم کا بیٹا تسلیم کر لیا تو انہوں نے دونوں کو خداوند کریم کا جزو ثابت کیا اور

منقسم ہونے والا قدیم نہیں رہ سکتا بلکہ حادث ہوتا ہے اور ذات خداوند قدیم ہے اس لئے رب العزت نے قرآن کریم میں خداوند کریم کے لئے بیٹا تجویز کرنے والوں پر فتویٰ کفر ثبت فرمایا کہ تم بیٹا کہ کر خدا کا جزو بناتے ہو۔ اس لئے وہ اس عتاب میں ماخوذ ہوئے ہم مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بن عبداللہ کا عقیدہ رکھتے ہیں۔

الصاوی علی الجلالین ۱/۱۵۴

(بکلمۃ منہ) ای اللہ (قولہ ای ولد ای مولود عبر عنہ بالکلمۃ لانہ بقول کن من غیر واسطۃ عادۃ واتفق ان نصرانیا قوم علی الرشید فوجد عندہ الحسن بن علی الواقدی فقال النصرانی للخلیفۃ والعالم ان فی کلام اللہ ایۃ تقول علی ان عیسیٰ جزء من اللہ فقال لہ وما تلک الایۃ فقال النصرانی ان اللہ یبشرک بکلمۃ منہ فمن للتبعیض فمقتضیٰ ذالک انہ جزء منہ فقال الشیخ اذا کانت من متبعیض ھنا فکذالک ھی فی قولہ تعالےٰ وسخر لکم مافی السمٰوات ومافی الارض جمیعا منہ اذلا فرق بینھما فبھت النصرانی واسلم واعتق الخلیفۃ علی الشیخ اعتاقا عظیما وکان یوما مشھودا و انما من للابتداء علی حد ان اللہ خلق نور نبیک من نورہ والمعنی خلقناہ بلا واسطۃ مادۃ۔

اللہ تعالےٰ کے کلمے سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے اس لئے کہ اللہ تعالےٰ نے بغیر واسطے مادے کے کن سے پیدا فرمایا اور ایسا اتفاق ہوا کہ ایک نصرانی ہارون رشید کے پاس آیا تو ان کے پاس حسن بن علی واقدی بیٹھا تھا تو نصرانی نے خلیفے کو کہا کہ تمہارے قرآن کی ایک آیت میں اللہ تعالےٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کی جزو لکھا ہے تو اس نے کہا وہ کونسی آیت ہے تو نصرانی نے کہا اِنَّ اللّٰہَ یُبَشِّرُکَ بِکَلِمَۃٍ مِّنْہُ تو من تبعیضیہ ہے تو اس کا مقتضیٰ یہی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کا جز ہیں تو

حسن نے کہا من کو یہاں تبعیضیہ لیا جائے تو ایسے پھر مسخر لکم ما فی السمٰوات و ما فی الارض جمیعًا منہ میں بھی تبعیضیہ لیا جائیگا۔ دونوں میں کوئی فرق نہیں تو نصرانی حیران ہوگیا اور مسلمان ہوگیا اور خلیفے نے شیخ کو بڑا انعام عطا کیا اور عید کا دن تھا اور کوئی بات نہیں من ابتدائیہ علیحدہ ہے جیسا کہ اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ نُوْرَ نَبِیِّکَ مِنْ نُوْرِہٖ معنی یہ ہیں کہ آپ کو مادے کے واسطے کے بغیر پیدا فرمایا۔

سورج چاند نوری ہیں

مثلاً چاند قمرًا منیرًا خداوند کریم کے نور سے پیدا ہوا وَجَعَلَ الشَّمْسَ ضِیَاءً سورج کو نور پیدا کیا ایسے ہی ستاروں کو نور بنایا ملائکہ نور سے پیدا ہوئے۔

ملائکہ نوری ہیں

کتاب الاسماء والصفات للبیہقی ۲۷۷

عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم خُلِقَتِ الْمَلَائِکَۃُ مِنْ نُوْرٍ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرشتے نور سے پیدا کئے گئے ہیں۔

لوح و قلم نوری ہیں

کتاب الاسماء والصفات ۲۷۹

عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال اِنَّ مِمَّا خَلَقَ اللّٰہُ تَعَالٰی دُرَّۃٌ بَیْضَاءُ دَفَّتَاہُ یَاقُوْتَۃٌ حَمْرَاءُ قَلَمُہٗ نُوْرٌ وَکِتَابُہٗ نُوْرٌ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرمایا بے شک۔

ان احادیث سے ثابت ہوا کہ قلم نوری لوح محفوظ نوری ملائکہ نوری جب اللہ کے نور سے یہ تمام انوار پیدا ہوئے اور ان کو نور تسلیم کرنے سے یہ خداوند کریم کے اجزا نہ لازم آئے حالانکہ لوح و قلم و ملائکہ کا نوری ہونا قرآن کریم کی نص سے ثابت نہیں اور جبر

پیارے محبوب مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا نوری ہونا نص قرآنیہ سے ثابت ہے جیسا کہ اوپر مذکور ہو چکا۔ تم نے تسلیم کر لیا تو اس میں مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کیسے خداوند کریم کا جزو بن سکتے ہیں۔

نور اللہ کا دوسرا جواب حضرت موسیٰ علیہ السلام جب طور پہاڑ پر تشریف لے گئے تو فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا ۚ

تو جب تجلی ڈالی اس کے رب نے پہاڑ پر پہاڑ کو ریزہ ریزہ کر دیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بیہوش ہو کر گر پڑے۔

تو وہ تجلی جو پہاڑ طور پر پڑی تو اس نے طور کو جلا دیا وہ تجلی نوری تھا یا نہ؟ جب نور تھا نور خداوندی کا اس کا جزو کہو گے؟ نہیں! تھا وہ نور خداوندی لیکن نہ تم اس کو خداوند کریم کا جزو کہ سکتے ہو نہ عین کیونکہ اگر جزو ہو تو معاذ اللہ ذات خداوندی حادث ثابت ہو گی۔ اور اگر عین کہو تو بھی غلط! کیونکہ نور خداوندی ہر شے کو محیط ہے اس کو کوئی شے محیط نہیں اور جب حدوث میں اس کا ظہور تسلیم کیا جاوے تو وہ خود حادث ہو جائیگا۔

نتیجہ یہ نکلا کہ جو تجلی طور پر پڑا تھا وہ نور خداوندی سے لیکن نہ اس کو ہم جزو کہ سکتے ہیں نہ عین ایسے ہی مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نورانیت خداوند کریم کے نور ہیں نہ عین نہ غیر نہ ہی خداوند کریم کی ذات وصفات ازلی میں شامل ہیں اور پیدائشی جسمانیت بھی نوری جس کی پیدائش جنس انسانی سے مسلم ہے کسی کو انکار ہو ہی نہیں سکتا۔

قرآن کریم نور مبین ہے

(تیسرا جواب)

نساء پ ۶ ع ۲۴ } وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا اور ہم نے تمہارے پاس صاف نور نازل فرمایا ہے۔

تمام قرآن کریم میں وحدہٗ لاشریک نے اپنے کلام قرآن کریم کو نُوْرَ اللّٰهِ یا نُوْرِهٖ سے نہیں ارشاد فرمایا حالانکہ کلام اللہ کو نور اللہ کہا جاتا ہے اور میرے مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نُوْرَ اللّٰهِ سے قرآن کریم میں رب العزت نے صاف خطاب فرمایا لیکن تمہیں

آپ کو نور اللہ کہنے سے کفر لازم آتا ہے تو ثابت ہوا کہ تمہیں دشمنی خداوند کریم سے ہے اور قرآن کریم فرمان خداوندی سے مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم نور خداوندی ثابت ہوئے چوتھا جواب قرآن کریم قدیم ھے حادث بھی نہیں اور قرآن کریم نور قدیم خداوند کے نور سے ہے اب فیصلہ تم پر ہے کہ قرآن کریم نور کو خداوند کریم کا جزو کہو گے یا عین ؟ خداوند کریم کے نور سے! لیکن نہ عین نہ جز۔

اگر قرآن کریم نور قدیم ہونے کے باوجود خدا کے نور سے نور تسلیم کرنے کے بعد جزو نہیں کہلا سکتا اور کفر لازم نہیں آتا تو نور مصطفٰے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اللہ تعالٰے کے نور سے نور مخلوق نہ عین ہے نہ جزو تو کفر کیسے لازم آئے گا۔ تو یہ تمہارا استدلال غلط ثابت ہوگیا اور ثابت ہوا کہ مصطفٰے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خداوند کریم کے نور سے نور مخلوق تسلیم کرنے میں جزو خدا نہیں کہلا سکتے اور یہ صاف ظاہر ھے کہ آپ کا نورانی جسم نوع انسانی سے متعلق ھے وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم اللہ کے نور ہونے کی زبردست دلیل ھے

آپ کے بال سیاہ نور کے خلاف ہے کا جواب

سائل ،، بھائی صاحب بات یہ ہے کہ یہ تو میری سمجھ میں آگیا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو نور ماننے سے خدا کا جزو نہیں بن سکتے لیکن یہ تو بتاؤ کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے بال سیاہ تھے یا نہیں کیا نور کالا بھی ہوتا ہے؟ حالانکہ حدیثوں میں آتا ہے کہ آپ کے بال کالے تھے تو آپ کے بال نوری ہوئے تو آپ کے جسم کا ایک حصہ نوری نہ ہوا جس کا ایک حصہ نوری نہیں تو باقی کیسے نور ہو سکتے ہیں۔

"محمد عمر" بڑے افسوس کی بات ہے کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ کو اللہ تعالٰے نے

نوری نہ بنا دیا تھا سلو قرآن کریم۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا دستِ پاک نوری تھا

(۱) اعراف $\frac{9}{14}$ { وَنَزَعَ يَدَهُ فَإِذَا هِيَ بَيْضَاءُ لِلنَّاظِرِينَ
اور اپنا ہاتھ باہر نکالا تو اچانک وہ دیکھنے والوں کے لئے چمکیلا ہو گیا۔

(۲) طٰہٰ $\frac{16}{10}$ { وَاضْمُمْ يَدَكَ إِلَىٰ جَنَاحِكَ تَخْرُجْ بَيْضَاءَ مِنْ غَيْرِ سُوءٍ آيَةً أُخْرَىٰ لِنُرِيَكَ مِنْ آيَاتِنَا الْكُبْرَى

اور اپنے ہاتھ کو اپنی بغل میں ملاؤ بغیر کسی بیماری کے روشن ہو کر نکلے گا یہ دوسری نشانی ہو گی تاکہ ہم تمہیں دکھادیں اپنی بڑی نشانیوں سے۔

(۳) نمل $\frac{19}{1}$ { وَأَدْخِلْ يَدَكَ فِي جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَاءَ مِنْ غَيْرِ سُوءٍ اور داخل کر۔ اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں بغیر بیماری کے روشن نکلے گا۔

(۴) القصص $\frac{20}{14}$ { اُسْلُكْ يَدَكَ فِي جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَاءَ مِنْ غَيْرِ سُوءٍ تم اپنا ہاتھ گریبان میں ڈالو بغیر بیماری کے روشن ہونے والا نکلے گا۔

ان آیات کریمہ سے رب العزت نے ثابت کر دیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دست مبارک کو اللہ تعالیٰ نے نوری بنا دیا جس میں کسی اور چیز کی ملاوٹ نہ تھی انسانی ہاتھ کو اگر نوری بنا سکتا ہے تو انسان سے نور کی ولادت بجنس انسانی بھی اس کی قدرت سے ممکن ثابت ہوئی اور جب ہاتھ کا نوری بننا ممکن تو حقیقی نور کا صورت انسانی میں متشکل کرنا قدرت الہیّہ میں ممکن ثابت ہوا بلکہ انسانی ہاتھ فی الخارج حضرت موسیٰ علیہ السلام کا حقیقۃً نوری بنا اور حقیقت نور بصورت انسانی مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے یہ

وحدہ لاشریک کی قدرت کاملہ کا کمال ثابت ہوتا۔

"دوسرا جواب" بالوں کی سیاہی آپ کے نور ہونے میں مخل نہیں ہو سکتی بال تو سیاہ ہی ہوتے ہیں لیکن آپ کے بال مبارکوں میں خصوصیت یہ تھی کہ باوجود سیاہ ہونے کے روز روشن کی طرح چمکیلے تھے اور یہ ممکن بھی ہے۔

تیسرا جواب

آپ کے سیاہ بالوں کا قرآنی جواب

وَاَنْزَلْنَا اِلَیْکُمْ نُوْرًا مُّبِیْنًا

اس آیت کریمہ سے ثابت ہے کہ قرآن کریم تمام نور ہے اس میں کوئی غیر شئی نہیں اور ابلیس کا ملعون ہونا بھی قرآن کریم میں مذکور ہے۔ وَاِنَّ عَلَیْکَ اللَّعْنَةَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ ایسے ابولہب ابوجہل فرعون وغیرہم کا کافر ہونا اور ملعون اور ناری ہونا بھی قرآن کریم سے ثابت ہے طوالت کی وجہ سے مختصر عرض کرتا ہوں لیکن ابلیس کا نام یا ابوجہل فرعون ابولہب کا نام جب قرآن کریم کی عبارت میں مذکور ہوتا ہے تو وہ تمام اسمار کفار کے الفاظ منزلہ نوری کہلا ئینگے یا نہیں؟ اگر نہیں تو قرآن کریم میں نقص لازم آئیگا اور اگر ہے؟ تو ثابت ہوتا کہ ان اسمار کا جب معنون مراد لیا جائے تو فی الخارج برے ہیں لیکن جب کلام الٰہی میں ان کے اسمار پڑھے جائیں تو وہی الفاظ نوری ہو جاتے ہیں تو ایسے ہی بالوں کی حقیقت تو سیاہ ہے لیکن جب نوری وجود مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نکلیں گے۔ تو نوری ہی ہوں گے وہاں صرف معنون کا عنوان نوری بنایا یہاں عنوان ومعنون دونوں نوری بنائے کیونکہ آپ حقیقۃً نور ہیں اور نور سے نور کا ہی اخراج ہوتا ہے۔ بلکہ جو چیز اس میں داخل ہوگی وہ بھی نور بن جائے گی جیسا کہ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کھانا کھا کی تناول فرماتے ہیں۔ لیکن جب آپ کے وجود میں جاتا ہے۔ تو وہ بجائے اس کے انسانی تقاضے کے مطابق گندگی بنے خوشبودار نور بن جاتا ہے۔

وہاں تو صرف لفظی عنوان بدلا معنون میں فرق نہیں آیا۔ لیکن یہاں رب العزت نے حقیقتہً ہی بدل دی اس کو عقل بھی تسلیم کرتی ہے۔ دلیل عقلی مثلاً بادل سیہ ہوتا ہے۔ جب سورج کی روشنی سفید اس پر غالب ہوتی ہے۔ تو بادل سفید نظر آنے لگ جاتا ہے اور جب سورج بوقت طلوع یا غروب سرخ ہو جائے تو بادلوں پر بھی سرخی غالب ہو جاتی ہے۔ ایسے ہی نور مصطفٰے نے آپ کے بال مبارکوں پہ غالب صرف بالوں کی سیاہی کو ہی منور نہیں فرمایا بلکہ نور مصطفٰے صلے اللہ علیہ وآلہ آپ کے خاکی لباس پر اتنا غالب تھا کہ وہ تجلیات الٰہیہ کو برداشت کرتا۔

نور کھانے پینے سے مبرا ہوتا ھے کا جواب

"سائل" نور کھانے پینے سے مبرا ہوتا ہے نور کھاتا پیتا نہیں بیوی بال نہیں رکھتا۔

"محمد عمر" حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ہاتھ نوری تھا اور کھاتے پیتے بھی تھے۔

دوسرا جواب: حضرت عیسیٰ علیہ السلام روح اللہ تھے اگر روح اللہ کے کھانے پینے سے ان کے روح اللہ میں فرق لازم نہیں آتا تو نور اللہ کے کھانے پینے سے بھی نور اللہ ہونے میں فرق نہیں آسکتا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام شادی بھی کریں گے ان کی اولاد بھی ہو گی۔

تیسرا جواب: شہر بابل میں ہاروت اور ماروت دو فرشتے نوری نازل ہوئے جنہوں نے شراب پی اور زنا بھی کیا سنیئے۔

ہاروت وماروت دونو فرشتے تھے

وَمَا اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ اور جو اتارا گیا دو فرشتوں

پر بابل میں ہاروت اور ماروت کو

تفسیر خازن ۱/۷۷ — فَشَرِبَا فَلَمَّا انْتَشَيَا وَقَعَا بِالْمَرْأَةِ فَزَنَيَا بِهَا فَرَآهُمَا إِنْسَانٌ فَقَتَلَاهُ ۔ تو دونوں نے شراب پی پھر جب دونو بیہوش نشہ ہوئے تو زہرہ عورت پر چڑھے اور دونوں نے اس سے زنا کیا تو ان دونو کو ایک آدمی نے دیکھ لیا تو انہوں نے اس آدمی کو قتل کر دیا۔

کیوں جی اب تو تمہاری تسلی ہو گئی کہ نوری صحبت کر سکتا ہے کھا پی سکتا ہے۔ اس سے نور میں فرق نہیں آتا ہاروت و ماروت نوری ہیں نور کی پیدائش میں پھر انہوں نے کھا پی کر زنا کر کے قتل کر کے دکھا دیا تاکہ میرے پیارے نوری مصطفٰے صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جو ہر عیب سے مُبَرّا ہیں ازواج مطہرات اور حلال طیب کھانے پینے سے نور میں فرق نہ آئے گا۔

تفاسیر سے کہ ہاروت ماروت دونو ملائکہ تھے

ابن کثیر ۱/۱۴۰ — هَارُوتُ وَمَارُوتُ كَانَا مَلَكَيْنِ مِنَ الْمَلَائِكَةِ فَأُهْبِطَا لِيَحْكُمَا بَيْنَ النَّاسِ ہاروت اور ماروت دو فرشتے تھے فرشتوں سے پھر دونو اتارے گئے تاکہ لوگوں کے درمیان فیصلہ کریں۔

ہاروت ماروت فرشتوں کا بازاروں میں چلنا اور زنا کرنا

ابن کثیر ۱/۱۴۰ — ثُمَّ أَتَيَا مَنْزِلَهَا فَاجْتَمَعَا عِنْدَهَا فَأَرَادَاهَا فَقَالَتْ لَهُمَا لَا حَتّٰى تَشْرَبَا خَمْرِيْ وَتَقْتُلَا ابْنَ جَارِيْ وَتَسْجُدَا

لِيُوْشِيْ فَقَالَا لَا نَسْجُدُ ثُمَّ شَرِبَا مِنَ الْخَمْرِ ثُمَّ قَتَلَا

پھر وہ دونو فرشتے زہرہ کے مکان پر آئے تو دونو فرشتے زہرہ کے پاس جمع ہوئے تو نہ صرف بھی ارادہ ہو گیا تو زہرہ نے کہا کہ میں تمہارے پاس نہیں آؤں گی۔ حتّٰی کہ تم دونو میری شراب پیو اور میرے پڑوسی کو قتل کرو اور میرے بُت کو سجدہ کرو تو دونو نے جواب دیا ہم سجدہ نہیں کرینگے پھر دونوں نے شراب پی پھر وہ قتل کیے گئے۔

ثُمَّ اَقَعَا الْمَرْءَةَ فَخَشِيَا اَنْ يُخْبِرَ الْاِنْسَانُ عَنْهُمَا فَقَتَلَاهُ

دونو عورت پر واقع ہو گئے تو دونو ڈرے کہ ان دونو کی خبر انسان دے دے گا تو ان دونو نے اس کو قتل کر دیا۔

کیوں جناب! رب العزت نے ہاروت و ماروت فرشتوں کو ان نوریں انسانی لباس میں بھیج کر ثابت کر دیا (۱) کہ نوری انسانی لباس میں آسکتا ہے۔

(۲) نوری جس شکل میں متشکل ہو کر آئے اس کے عارضات اس کو مستلزم ہوتے ہیں جیسے (۳) کھانا پینا (۴) عورتوں سے ہمبستری کرنا جائز اور حلال پاک استعمال کرے گا تو مثیب ہوگا۔ اگر ناجائز اور حرام کرے گا تو سزا پائے گا۔ میرے پیارے مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم تمام عمر ہر حرام و ناجائز شے سے ہر طرح مبرا ہے۔ لہٰذا سید الکونین بن گئے ہاروت و ماروت حرمت کے مرتکب ہو گئے سزا یافتہ بن گئے۔

نوری کا خاکی سے نکاح

سُوال" کیا نوری کا خاکی سے نکاح ہو سکتا ہے۔

"محمد عمر" ہاں ہاں مومن جنتی جب جنت میں جائے گا تو رب العزت نے فرمایا۔

وَلَهُمْ فِيْهَا اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّهُمْ فِيْهَا خَالِدُوْنَ جنت میں

مومنوں کو بیویاں پاک ملیں گی اور اس میں ہمیشہ رہینگے اور اُن جنتیوں کے ازواج مطہرات کی صفت فرمائی حُوْرٌ مَّقْصُوْرَاتٌ فِی الْخِیَامِ اور جنتیوں کو حوریں پردہ نشین ملینگی معلوم ہوا کہ خاکی کا نوری سے نکاح ہو سکتا ہے۔ دوسرے مقام پر رب العزۃ نے فرمایا۔ وَزَوَّجْنٰھُمْ بِحُوْرٍ عِیْنٍ۔ اور ہم جنتیوں کا خوبرو حوروں سے نکاح کریں گے۔

جنتی مومنین کو بھی قیامت میں ربّ العزت نوری بنادے گا

یَسْعٰی نُوْرُھُمْ بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَبِاَیْمَانِھِمْ مومنین کے آگے اور دائیں نور ہوگا۔

نوری حُوروں سے اولاد کا ہونا

ابن ماجہ ۳۳۲ — حدثنا محمد بن بشار ثنا معاذ بن هشام ثنا عن ابی عن عامر الاحول عن ابی الصدیق الناجی عن ابی سعید الخدری قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم المؤمن اذا اشتهی الولد فی الجنة کان حملہ ووضعہ وسنہ فی ساعة واحدة کما یشتهی

ابو سعید خدری رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مومن جنت میں جب اولاد کی خواہش کرے گا اس کا حمل بھی ہوگا اور وضع حمل بھی ہوگا۔ اور جیسا کہ خواہش کرے گا فوراً اس کی عمر بھی بڑی ہو جائیگی۔

دارمی شریف ۳۸۲ — باب فی ولد اھل الجنة اخبرنا محمد بن یزید القرایری عن معاذ بن هشام عن ابیه عن عامر الاحول عن ابی الصدیق الناجی عن ابی سعید الخدری عن النبی صلی الله علیه وسلم قال ان المؤمن اذا اشتهی الولد فی الجنة کان حملہ ووضعہ وسنہ فی ساعة کما اشتهی۔

ابوسعید خدری رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے فرمایا حضور کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو مومن جنت میں جب اولاد کی خواہش کریگا اس کا حمل بھی ہوگا اور وضع حمل بھی ہوگا اور اس کی خواہش کے موافق فوراً اس کی عمر بھی بڑی ہو جائیگی۔

امام دارمی نے جنت والوں کی اولاد ہونے کا باب باندھ کر لکھا۔

قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ کی بحث

"سوال" مولوی صاحب قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ کے متعلق تسلی کر دیجیے۔

مِثْلُكُمْ کا جواب قرآن کریم سے

پہلے جواب اوّل قرآنی آیت کا جواب بلفظہٖ قرآن کریم سے عرض کروں گا۔

انعام ۴ | وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا طَائِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ اِلَّا اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ نہیں ہے کوئی زمین پر چلنے والا اور نہ کوئی پرندہ جو اپنے پروں سے اڑتا ہے مگر اُمتیں ہیں تمہاری مثل۔

اللہ جل شانہٗ نے اس آیت کریمہ میں بحیثیت امت تمہیں پرندوں اور درندوں کے مماثل ثابت فرمایا تو بحیثیت اُمت کُتے بلے خنزیر اور پرندے الّو گدھ وغیرہ سب تمہارے جیسی اُمتیں ہیں تو اُمت خداوندی ہونے میں تم ان سے یکساں ہوئے تو اس آیت خداوندی کے رو سے اگر تمہارے کسی بزرگ مولوی صاحب کو کہا جاوے کہ امت اللہ ہونے کی بنا پر گدھے یا الّو کی مماثل ہیں تو کیا تمہیں ناگوار معلوم ہوگا یا نہیں اور تمہیں چاہیئے بھی کیونکہ تثلیث میں بجائے اوپر کی طرف بڑھنے کے نچلی جانب تشبیہ دی گئی اور اس میں انکساری ہے۔ اور سب اُمتی ہیں تو اُمتی کی مثال اُمتی سے ہونی چاہیئے اور اگر اس آیۃ کریمہ پر عمل کرتے ہوئے ہم بفرمان

خداوندی تمہارے کسی بزرگ کو کہ دیں تو تم یخ پا ہوتے ہو تو بشر مثلکم میں تم حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثلیت میں اوپر کو ترقی کرتے ہو تو ہمارے ایمانوں کو ٹھیس لگتی ہے اس مذکورہ بالا آیت کریمہ سے سبق حاصل کرو کہ بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ خداوند کریم کا تشبیہہ دینا اور ہمارا اپنے قیاس سے تشبیہہ دینا اور اس میں فرق بعید ہے۔ خداوند کریم نے مخالفین کو دعوۃ بنوۃ پیش فرمائی ہے اور اصول یہی ہے دعوۃ سادے الفاظ سے ہوتی ہے لیکن بوقت حاضری دعوۃ کے اصل کا مظاہرہ ہوتا ہے اس وقت سادے الفاظوں سے ٹالا نہیں جاتا۔

دوستو! یاد رکھو امتی ہونے میں اُن سے مثلیت ضرور ہے لیکن چونکہ رب العزت نے ہماری جبلت کو وحوش وطیور سے ممتاز کر دیا ہے اس لئے ہم مثلیت سے جبلۃً ترقی پر ظاہر ہوئے اور کُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ سے نوازا ایسے ہی وحدہٗ لاشریک نے مصطفٰے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو انسانی مماثلت عطا فرمائی لیکن جبلۃً دوسروں سے ممتاز فرمایا اس امتیازی جبلۃ کی بنا پر ہم سے فوقیت پر ہوئے اور فوقیت بھی ایسی کہ ملائکہ بھی جبلۃً آپ سے هبوط لیں ہیں فرمایا النبی اولیٰ با المومنین من انفسهم مصطفٰے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب مومنین سے حقیقی اولویت بخشی تو رب العزت کا جہاں آپ کے ذاتی حقیقت کو بیان کرنا مقصود تھا وہاں قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللّٰهِ نُوْرٌ فرمایا اور جہاں مخلوق کو ہدایت خداوندی سے راہ راست پر لانا مقصود تھا تو منکرین کو قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ کے پردے سے متکبرین کو تواضعًا اِنَّمَا اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ کی دعوت خداوندی دی آپ کی اس انکساری سے حقیقت محمدیہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بے خبر خود مثل محمد رسول اللہ بن بیٹھا افسوس! تمہیں چاہیئے تھا فرمان خداوندی اٰمَنَّا اَمْثَالُكُمْ کی مشابہت کی طرف جھکتے تاکہ تمہیں خداوند کریم رحمت مصطفٰے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں شامل فرما لیتا اور تمہارے لئے رتبہ ایک فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ہوتا یہ جواب قرآنی آیت کا قرآنی آیت سے ہے۔

بوجھ اُٹھانے کا جواب

"سوال" مولوی صاحب نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کمزوروں کے بوجھ اٹھا کر اس کے گھر چھوڑ آتے تھے کبھی نور بھی بوجھ اُٹھاتا ہے۔

"محمد عمر" فقیر قرآن کریم سے اس کا ثبوت پیش کرتا ہے سُنیئے۔

اَنْ یَّاتِیَکُمُ التَّابُوْتُ فِیْہِ سَکِیْنَۃٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَبَقِیَّۃٌ مِّمَّا تَرَکَ اٰلُ مُوْسٰی وَاٰلُ ھٰرُوْنَ تَحْمِلُہُ الْمَلٰٓئِکَۃُ

یہ کہ تمہارے پاس تابوت آئیگا اس میں تسلی ہو گی تمہارے رب کی طرف سے اور بقیہ ہوگا اس چیز سے جو موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام چھوڑ گئے اس کو ملائکہ نے اٹھایا ہوگا۔

کیوں بھئی! ملاں جی اب تو قرآن کریم سے ثابت ہو گیا کہ انبیاء علیہم السلام کے تبرکات ملائکہ اٹھا کر ولی اللہ کی خدمت میں لائیں گے ملائکہ نوری اور انسانوں کے تبرکات اٹھائے پھرتے رہے کیا کہو گے ملائکہ نوری نہ رہے ایسے نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نوری اور اپنی رحمت سے لوگوں کے بوجھ اٹھاتے تھے تو آپ کے نور ہونے میں فرق نہیں آسکتا۔

اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ کی تحقیق

"سوال" محمد تو ہمارے جیسے بشر ہی تو ہیں اور یہ عقیدہ قرآن کے مطابق ہے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔

قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یُوْحٰٓی اِلَیَّ اَنَّمَآ اِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ کہدیجئے

یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سوا اس کے نہیں ہیں بشر ہوں تمہاری مثل جب اللہ فرماتا ہے کہ تم کہدو میں تمہاری مثل بشر ہوں تو ہمیں کہنے سے کوئی خرابی نہیں۔

محمد عمر اس کا دوسرا جواب، اسی آیت کے ماتحت حضرت حسنؓ کی تفسیر دکھا دیتا ہوں۔

اِنَّمَا اَنَا الْبَشَرُ مِثْلُکُمْ کی تفسیر از تفاسیر

تفسیر خازن ۶/۸۷ — قَالَ الْحَسَنُ عَلَّمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی لِلتَّوَاضُعِ حضرت حسن نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ ارشاد فرما کر تواضع کا سبق سکھایا ہے۔

تفسیر کبیر ۵/۷۶۱ — قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ امر محمد صلے اللہ علیہ وسلم بان یَسْلُکَ طَرِیْقَةَ التَّوَاضُعِ فَقَالَ یہ اللہ تعالےٰ نے اس واسطے مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو فرمایا تاکہ آپ کو تواضع اور عاجزی کا سبق ملے اور آپ کی سنت پر آپ کی امت عمل کرے اور اپنے آپ کو عاجز کہیں فخر نہ کریں اور اپنے آپ کو بڑائی کی طرف نہ لے جاویں اور نہ اپنے آپ کو بڑوں سے تشبیہ دیں لیکن بعض امتی ایسے بد فہم نکلے جنہوں نے اس آیت کریمہ کا الٹ مطلب سمجھ لیا کہ جب اللہ تعالےٰ نے آپ کو بشر مثلکم کا سبق سکھایا ہے تو ہم بھی آپ کو بشر مثلنا ہی کہیں گے افسوس ایسی امت کے ایسے دماغ و سمجھ پر امت کا حق تو یہ تھا کہ عرش معلےٰ کی سیاحی کرنے والوں کو جب بشر مثلکم کی تواضع کا حکم ہو رہا ہے۔ ہم تو آپ کے امتی ہیں ہمیں تو اپنے آپ کو کمترین سے کمترین کے مشابہ سمجھنا چاہیئے تاکہ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سنت پر عمل ہو نہ کہ مثل کہنے سے عمل ہوا ہے مثلکم کا لفظ تواضعاً تو اپنے فرمایا تمہاری تواضع تو تب ہے کہ اس سے بھی کم تواضع کا لفظ ہو

تیسرا جواب: نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

بخاری شریف ۲/۹۱۹

عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال خَلَقَ اللہُ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ

ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالےٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا اپنی صورت پر۔

اگر آدم علیہ السلام تمہارے عقیدے کے ہوتے تو فرماتے کہ میں خدا کی مثل ہوں یا مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم فرما دیتے کہ چونکہ اللہ تعالےٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر پیدا فرمایا ہے لہٰذا حضرت آدم علیہ السلام خدا جیسے ہوئے اور جب حضرت آدم علیہ السلام خدا جیسے ہوئے تو ہم تمام خدا جیسے ہوئے کیوں جناب!

اگر وہاں متکلم میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی مماثل بنتے ہو تو یہاں خدا کی مثل بھی بن جاؤ نچلا درجہ کیوں پسند کرتے ہو ترقی کر کے خدائی مرتبہ پر کیوں نہیں فائز ہو جاتے کچھ خدا کا خوف کرو!

چوتھا جواب اب قرآن کریم سے عرض کرتا ہوں۔

حضرت آدم علیہ السلام کا کئی برس تک وظیفہ رہا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ۔

اے رب ہمارے ہم نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا اگر تو ہمیں نہ بخشے اور نہ رحم کرے تو ہم خاسرین سے ہو جائینگے کیا تم بھی حضرت آدم علیہ السلام کی سنت ادا کرتے ہوئے کہو گے کہ معاذاللہ حضرت آدم علیہ السلام ظالم و خاسر تھے۔ کیونکہ حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے آپ کو کہا تم کیوں نہ کہو اگر تم حضرت آدم کے فرمائے کو کہو تو ایمان نہیں رہتا تو ایسے ہی مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمائے ہوئے کو تمہارا ایسے کہنا بھی ایمان سے خارج کر دیتا ہے کیونکہ حضرت آدم علیہ السلام نے بھی عجز و انکساری سے فرمایا اللہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی آبائی سبق

عجز وانکساری کا قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ سکھایا ایسے ہی حضرت یونس علیہ السلام نے فرمایا لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِیْنَ ۔

پانچواں جواب: ۔ قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ کی نفس عبارت کو ہی اگر دیکھا جائے تو بھی تمہارا مطلب اس آیت کریمہ سے ثابت نہیں ہوتا کیونکہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنی مثل کہنا اگر امت کو حکم ہوتا کہ تم کہو کہ ہم مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثل ہیں پھر تو تم سچے تھے اور جب تمہیں حکم نہیں ہوا تو تم جھوٹے ہو جو مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی مثل کہتے ہو یہ تمہارا اپنی مثل کہنا سراسر قرآن کے خلاف ہے۔ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے مثل بشر کہنا شرعاً وعقلاً بھی منع ہے۔

مِثْلُكُمْ کی عقلی دلیل

تمہاری ہمشیرہ والدہ بیوی عورت ہونے میں سب ہم مثل ہیں لیکن اگر تم بیوی کو کہو کہ تو میری بیٹی یا میری ماں کی مثل ہے تو ساٹھ روزے متواتر رکھو یا ساٹھ مساکین کا کھانا کھلاؤ تو تم بیوی کے قریب جا سکتے ہو ورنہ نہیں اور اگر کہہ دو کہ میری ماں یا بیٹی میری بیوی جیسی ہے تو ایمان جاتا ہے جب تک توبہ نہ کرو بے ایمان رہتا ہے ۔ اگر گھر میں مساوات قائم کرو تو ایمان جاتا ہے تو مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مساوات قائم کرنے سے ایمان کیسے باقی رہ سکتا ہے ۔

مثلیث مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی ممانعت کے دلائل قرآن کریم سے

احزاب ۲۲/۴ } یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ
اے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیبیو! تم لوگوں کی عورتوں کی مثل نہیں ہو۔

جس بدن کے ساتھ آپ کا بدن پاک نوری مس کرے اس وجود کو رب العزت نے دوسروں سے ممتاز فرمایا اور حکم الٰہی ہوا کہ اے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ازواج مطہرات تم دنیا کی دوسری عورتوں جیسی نہیں ہو۔ آپ کے ازواج مطہرات کی مثلیت کی نفی جب اللہ تعالٰے نے فرما دی تو مصطفٰے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثلیت تم کیسے بنا سکتے ہو یا کہہ سکتے ہو۔

حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا وجود مبارک سب مومنین سے اعلیٰ ہے

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام مومنین کے نفسوں سے بہت اولیٰ ہیں اب تم کہو حضور ہمارے مثل ہیں۔ اللہ تعالٰے فرمائے باعتبار نفس بھی حضور صلے اللہ علیہ وسلم تم سے بہت بہتر ہیں اب تمہاری بات کو تسلیم کریں یا خداوندکریم کے فرمان کو۔ تو اس آیۂ کریمہ سے ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہماری مثل نہیں ہیں اور نہ ممکن ہی ہے

مثلیت کی ممانعت احادیث مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم سے

(۱) سنن بیہقی ۷/۶۲ مسلم شریف ۱/۲۵۳

اخبرنا ابو علی الروذباری انبانا محمد بن ابی بکر ثنا ابوداؤد ثنا محمد بن قدامہ بن اعین ثنا جریر عن منصور عن ھلال بن یساف عن ابی یحیٰی عن ابی یحیٰی عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما قال حُدِّثْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّکَ قُلْتَ صَلٰوۃُ الرَّجُلِ قَاعِدًا نِصْفُ الصَّلٰوۃِ وَاَنْتَ تُصَلِّیْ قَاعِدًا فَقَالَ اَجَلْ وَلٰکِنْ لَسْتُ کَاَحَدٍ مِّنْکُمْ رواہ مسلم فی الصحیح ٭

عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے روایت ہے میں نے بات کی یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بے شک آپنے فرمایا بیٹھ کر آدمی کی نماز آدھا ثواب ہے اور آپ بیٹھ کر نماز پڑھ رہے ہیں تو آپنے فرمایا ہاں ! اور لیکن میں تم سے کسی ایک کی مثل بھی نہیں ہوں۔

۲۔ بخاری شریف ۱/۲۶۳

حدثنا مسدد ثنا یحییٰ عن شعبة ثنی قتادة عن انس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ لَا تُوَاصِلُوْا قَالُوْا اِنَّكَ تُوَاصِلُ قَالَ لَسْتُ كَاَحَدٍ مِّنْكُمْ قَالَ اِنِّیْ اُطْعَمُ وَاُسْقٰی اَوْ اِنِّیْ اَبِیْتُ اُطْعَمُ وَاُسْقٰی۔

حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے روایت کی ہے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وصلی روزے نہ رکھو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا حضور آپ وصلی روزہ رکھتے ہیں اپنے فرمایا میں تم سے کسی ایک کی بھی مثل نہیں اپنے فرمایا میں کھلایا جاتا ہوں اور پلایا جاتا ہوں یا فرمایا بے شک میں رات گزارتا ہوں کھلایا جاتا ہوں اور پلایا جاتا ہوں۔

۳۔ دارمی شریف ۲۶۲

ثنا سفین بن عینیہ حدثنی عبید اللہ بن ابی یزید عن ابیہ ان ام ایوب اخبرتہ قَالَ نَزَلَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم فَتَكَلَّفْنَا لَهٗ طَعَامًا فِيْهِ شَيْئٌ مِّنْ بَعْضِ هٰذِهِ الْبُقُوْلِ فَلَمَّا اَتَيْنَا بِهٖ كَرِهَهٗ وَقَالَ لِاَصْحَابِهٖ كُلُوْا فَاِنِّیْ لَسْتُ كَاَحَدٍ مِّنْكُمْ اِنِّیْ اَخَافُ اَنْ اُوْذِیَ صَاحِبِیْ۔

حضرت ایوب کی والدہ نے خبر دی کہ ہمارے پاس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو ہم نے آپ کو بعض سبزی کھانے کی تکلیف دی اس میں کچھ بو تھی جب ہم آپ کے پاس لائے تو آپ نے کراہیت فرمائی اور اپنے دوستوں کو فرمایا تم کھاؤ بے شک میں تم سے

کسی ایک جیسا نہیں ہوں میں ڈرتا ہوں کہ میرے دوست ساتھی کو تکلیف ہو گی۔

۴۔ بخاری شریف ۱/۲۶۳ حدثنا عبد اللہ بن یوسف انا مالک عن نافع عن عبد اللہ بن عمر قال نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الوصال قالوا انک تواصل قال اِنِّی لَسْتُ مِثْلُکُمْ اِنِّیْ اُطْعَمُ وَ اُسْقٰی عبد اللہ بن عمر رضی عنہما نے فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے وصال سے منع فرمایا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی حضور بے شک آپ وصلی روزہ رکھتے ہیں فرمایا بے شک میں تمہاری مثل نہیں ہوں۔ بے شک میں کھلایا جاتا ہوں اور پلایا جاتا ہوں۔

۵۔ بخاری شریف ۱/۲۶۳ حدثنا عبد اللہ بن یوسف ثنا اللیث حدثنی یزید بن الھاد عن عبد اللہ بن خباب عن ابی سعید انہ سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لاتواصلوا فَاَیُّکُمْ اَرَادَ اَنْ یُّوَاصِلَ فَلْیُوَاصِلْ حَتّٰی السَّحَرَ قَالُوْا فَاِنَّکَ تُوَاصِلُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ اِنِّیْ لَسْتُ کَھَیْئَتِکُمْ اِنِّیْ اَبِیْتُ لِیْ مُطْعِمٌ یُّطْعِمُنِیْ وَسَاقٍ یَّسْقِیْنِیْ۔

ابو سعید رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے سنا نبی صلے اللہ علیہ وسلم آپ سے نے فرمایا وصلی روزے نہ رکھو تم سے جس کا ارادہ ہو کہ وصلی روزہ رکھنے کا تو سحری تک رکھے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی یارسول اللہ آپ وصلی روزہ رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا بے شک میں تمہاری طرح نہیں ہوں میں رات گذارتا ہوں میرا کھلانے والا مجھے کھلا دیتا ہے۔ اور میرا پلانے والا مجھے پلا دیتا ہے۔

۶۔ بخاری شریف ۱/۲۶۳ حدثنا ابو الیمان انا شعیب عن الزھری اخبرنی ابو سلمۃ بن عبد الرحمن اَنَّ اَبَاھُرَیْرَۃَ قَالَ نَھٰی

رَسُوْلُ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم عَنِ الوِصَالِ فی الصَّوْمِ فَقَالَ لَہٗ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ اَنَّکَ تُوَاصِلُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ وَاَیُّکُمْ مِثْلِیْ اِنِّیْ اَبِیْتُ یُطْعِمُنِیْ رَبِّیْ وَیَسْقِیْنِیْ الخ

ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا وصلی روزہ رکھنے سے مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سے میری مثل کون ہے؟ بلاشک میں رات گزارتا ہوں میرا رب مجھے کھلاتا ہے اور مجھے پلاتا ہے۔ الخ

۷۔ ابوداود ۱/۳۲۹ — حدثنا عبد اللہ بن مسلمۃ القعنبی عن مالک عن نافع عن ابن عمر اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم نَھٰی عَنِ الوِصَالِ قَالُوْا فَاِنَّکَ تُوَاصِلُ یَارَسُوْلَ اللّٰہ قَالَ اِنِّیْ لَسْتُ کَھَیْئَتِکُمْ اِنِّیْ اُطْعَمُ وَاُسْقٰی۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے وصلی روزے سے منع فرمایا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آپ وصلی روزہ رکھتے ہیں۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، بےشک میں تمہاری طرح نہیں ہوں میں کھلایا پلایا جاتا ہوں۔

۸۔ ابوداود ۱/۳۲۹ — حدثنا قتیبۃ بن سعید ان بکر بن مضر حدثھم عن ابن الھاد عن عبد اللہ بن جناب عن ابی سعید الخدری اَنَّہٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُوْلُ لَا تُوَاصِلُوْا فَاَیُّکُمْ اَرَادَ اَنْ یُّوَاصِلَ فَلْیُوَاصِلْ حَتّٰی السَّحَرِ قَالُوْا فَاِنَّکَ تُوَاصِلُ قَالَ اِنِّیْ لَسْتُ کَھَیْئَتِکُمْ اِنَّ لِیْ مُطْعِمًا یُّطْعِمُنِیْ وَسَاقِیًا یَّسْقِیْنِیْ۔ ابوسعید خدری سے روایت اس نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ فرماتے تھے وصلی روزہ نہ رکھو تو تم سے جس شخص کا ارادہ ہو کہ وصلی روزہ رکھے چاہیئے

کہ سحری تک وصل کرے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا حضور آپ رکھتے ہیں فرمایا میں تمہاری ہیئت کا نہیں ہوں بے شک میرے لئے کھلانے والا ہے جو کھلاتا ہے اور پلانے والا ہے جو پلاتا ہے۔

۹۔ ترمذی شریف ۱/۹۷ } عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لَا تُوَاصِلُوْا قَالُوْا فَاِنَّكَ تُوَاصِلُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قَالَ اِنِّیْ لَسْتُ كَاَحَدِكُمْ اِنَّ رَبِّیْ یُطْعِمُنِیْ وَیَسْقِیْنِیْ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالٰے عنہ سے روایت ہے کہا فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے وصلی روزہ نہ رکھو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آپ وصلی روزہ رکھتے ہیں حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تم سے کسی کی طرح نہیں ہوں بے شک میرا رب مجھے کھلاتا ہے اور پلاتا ہے۔

۱۰۔ مسند امام احمد بن حنبل ۲/۱۲۸ } حدثنا عبد اللّٰہ حدثنی ابی ثنا عبد الوھاب بن عطاء ثنا مالك انس عن نافع عن ابن عمر اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نَھٰی عَنِ الْوِصَالِ فَقِیْلَ لَہٗ اِنَّكَ تُوَاصِلُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ قَالَ اِنِّیْ لَسْتُ كَھَیْئَتِكُمْ اِنِّیْ اُطْعَمُ وَاُسْقٰی

۱۱۔ مسند احمد بن حنبل ۲/۱۵۳ } حدثنا عبد اللّٰہ حدثنی ابی ثنا عبد الصمد حدثنی ابی ثنا ایوب عن نافع عن ابن عمر قال وَاصَلَ رَسُوْلُ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فَوَاصَلَ النَّاسُ فَنَھَاھُمْ فَقَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَاِنَّكَ تُوَاصِلُ فَقَالَ اِنِّیْ لَسْتُ كَھَیْئَتِكُمْ اِنِّیْ اُطْعَمُ وَاُسْقٰی۔

۱۲۔ مسند احمد بن حنبل ۲/۱۵۳ | حدثنا عبد الله حدثنی ابی ثنا عبد الرزاق انا سفیان عن منصور عن منصور عن هلال بن یساف عن ابی یحیٰی عن عبد الله بن عمر و قَالَ اَتَیْتُ النَّبِیَّ صلی الله علیه وسلم وَهُوَ یُصَلِّیْ قَاعِدًا فَقُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ حُدِّثْتُ اَنَّكَ قُلْتَ اِنَّ صَلٰوةَ الْقَاعِدِ عَلَی النِّصْفِ مِنْ صَلٰوةِ الْقَائِمِ وَاَنْتَ تُصَلِّیْ جَالِسًا قَالَ اَجَلْ وَلٰكِنِّیْ لَسْتُ كَاَحَدٍ مِنْكُمْ۔ ترجمہ گزر چکا ہے۔

مذکورہ بالا بارہ دفعہ فرمان مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم لَسْتُ كَاَحَدٍ مِنْكُمْ سے ثابت ہوا کہ حضور ہماری مثل نہیں ہیں اور مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد اِنَّ رَبِّیْ یُطْعِمُنِیْ وَیَسْقِیْنِیْ سے بھی ثابت ہوا کہ آپ ہماری مثل نہیں ہیں کیونکہ آپ کو خداوند کریم کھلاتا پلاتا ہے اور آپ کے وصلی روزے کا مفسد نہیں ہے اور ہم ذرا سی چیز کھالیں تو روزہ فاسد ہو جاتا ہے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اقرار کرنا کہ ہم حضور کی مثل نہیں ہیں

۱۳۔ بخاری شریف ۱/۷ | حدثنا محمد بن سلام قال انا عبدة عن هشام عن ابیه عن عائشة قالت كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم اَمَرَهُمْ مِنَ الْاَعْمَالِ بِمَا یُطِیْقُوْنَ قَالُوْا اِنَّا لَسْنَا كَهَیْئَتِكَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم الخ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان اعمال کا ارشاد فرماتے ہیں جو لوگ طاقت رکھتے ہیں۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہم آپ کی مثل نہیں ہیں ؛

استدلال قرآنی اور متقدمین کا عقیدہ کہ حضور ہماری مثل نہیں ہیں،

۴؎ از زرقانی ۵/۷۷ | قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ يَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًا الایۃ فالمعنی لَا تَظُنُّوْا اَنَّهٗ مِثْلُكُمْ ضرور جانتا ہے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو کھسک جاتے ہیں وہ تم سے نظر بچا کر اخیر ایت تک،

تو اس کے معنی یہ ہیں کہ تم یہ نہ یقین کرو کہ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم تمہاری مثل ہیں۔
ایک دفعہ کسی کو بات کہی جائے تو ماننے والے کو یقین ہو جاتا ہے اگر تین دفعہ کہا جائے تو بے یقینے کو بھی یقین ہو جاتا ہے لیکن میرے پیارے محبوب مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے ۱۲ دفعہ فرمایا کہ میں تمہاری مثل نہیں ہوں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے فرمایا کہ حضور ہم آپ کی مثل نہیں ہیں متقدمین کا عقیدہ بھی یہی دکھا دیا گیا اب بھی اگر کوئی شخص نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی مثل بشر سمجھے تو اس کو خدا سمجھے۔

خَالِقٌۢ بَشَرًا کا جواب

"سوال" مولوی صاحب نبیوں کو بشر کہنا یہ سنت اللہ ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ۔
"محمد عمر" تم آگے کیوں نہیں پڑھتے فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ پھر جب میں اس کو برابر درست کر لوں اور اس میں میں اپنے روح کو پھونک دوں تو تم اے فرشتو، اس کے سامنے سجدے میں گر جانا خالق نے خَالِقٌۢ بَشَرًا فرمایا اور مخلوق کو فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ کا حکم فرمایا تم اگر خالق ہو تو خالق والی بات کہو اگر مخلوق ہو تو مخلوق کی سنت ادا کرو آگے فرمایا فَسَجَدُوْا اِلَّا اِبْلِيْسَ سب ملائکہ سجدے میں گر گئے

مقبول ہو گئے۔ ابلیس کی نظر بشریت پر پڑ گئی مِن رُوحِی کو چھوڑ دیا مردود ہو گیا مِن رُوحِی کو مدنظر نہ رکھا۔

مخلوق میں سب سے پہلے ابلیس نے نبی اللہ کو بشر کہا

قَالَ یَاإِبْلِیسُ مَالَکَ أَلَّا تَکُونَ مَعَ السَّاجِدِینَ اے ابلیس تجھے کیا ہوا کہ تو نے سجدہ کرنے والوں کا ساتھ نہ دیا تو ابلیس نے جواب دیا۔ (الحجر ۱۴/۳)

قَالَ لَمْ أَکُنْ لِأَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهُ مِنْ صَلْصَالٍ مِنْ حَمَإٍ مَسْنُونٍ میرے لئے یہ لائق نہیں ہے کہ میں ایسے بشر کو سجدہ کروں جس کو تو نے بجتے ہوئے کیچڑ سے پیدا فرمایا۔

اللہ تعالیٰ نے ابلیس کے اس کہنے کا جواب فرمایا سنیئے

فَاخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّکَ رَجِیمٌ وَإِنَّ عَلَیْکَ اللَّعْنَةَ إِلَیٰ یَوْمِ الدِّینِ اے ابلیس تو نکل جا جنت سے کیونکہ تو مردود ہو گیا ہے اور ضرور ہی تجھ پر قیامت تک لعنت ہے۔

کیوں جناب ابلیس نے بھی وہی الفاظ کہے تھے جو رب العزت نے پہلے حضرت آدم علیہ السلام کے متعلق فرمائے تھے۔ رب العزت نے بھی پہلے حضرت آدم علیہ السلام کے متعلق فرمایا۔ اِنِّی خَالِقٌ بَشَرًا مِنْ صَلْصَالٍ مِنْ حَمَإٍ مَسْنُونٍ اور ابلیس نے بھی وہی جملہ خداوندی دہرایا کہ لَمْ أَکُنْ لِأَسْجُدَ خَلَقْتَهُ مِنْ صَلْصَالٍ مِنْ حَمَإٍ مَسْنُونٍ جب تمہارے نزدیک نبی اللہ کو بشر کہنا سنت اللہ ہے تو رب العزت کو تو چاہیئے تھا کہ اس کو اس جواب سے انعام دیتا کہ تو نے میری سنت ادا کی ہے اور تو نے اپنے اللہ کے آگے شرک بھی

نہیں کیا تجھے یہ جنت یا اس سے بڑھ کر انعام دیتا ہوں اور نہ ہی ابلیس کو یہ جرأت ہوئی کہ کہتا یا اللہ تونے آدم علیہ السلام کے متعلق جو کہا تھا میں نے بھی تو وہی جملہ استعمال کیا ہے۔ یہ کوئی گستاخی کا کلمہ نہیں اگر گستاخی کا کلمہ ہے تو تیرا ہی بتایا ہوا ہے ابلیس کو یہ جرأت نہ ہوئی اب تمہیں یہ کہنے کی جرأت ہو رہی ہے کہ تم کہتے ہو کہ ہم سنت اللہ کہنے والے ہیں یہ اپنی ابلیس کردار کرنی چاہیئے تھی نہ کہ تمہیں حالانکہ یہ جملہ جب ابلیس نے استعمال کیا تو رب العزت نے اس ایک کو جنت سے ملعون و مردود بنا کر نکال دیا تو ایسی بڑی جماعت جو اپنے مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے مثل بشر کہنے والی ہے جنت میں کیسے داخل کرے گا۔ دوسری بات ابلیس نے صرف ایک دفعہ نبی اللہ کو بشر کہا ہمیشہ کے لئے ملعون مردود بنا کر دوزخی بنا دیا گیا تو جو لوگ ہمیشہ اس کی سنت کو ادا کرتے ہوئے دن رات اپنے مصطفےٰ نبی الانبیاء علیہم السلام کو بشر کی رٹ لگانے والے ہیں۔ خدا جانے ان کو کونسے طبقے میں جگہ دے گا۔ اور ساتھ ہی فرما دیا لَاَمۡلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنۡكَ وَمِمَّنۡ تَبِعَكَ تجھ سے بھی جہنم کو بھروں گا اور جو تیری تابعداری کرے گا ان سے بھی جہنم کو پر کروں گا یہ تو جواب ہوا تمہارے بشر کہنے کا کہ نبی اللہ کو بشر کہنا اور نبی اللہ کی حقیقت انسانی کو بیان کرنا یہ سنت ملائکہ نہیں ہے بلکہ سنت ابلیسی ہے۔

"سوال" مولوی صاحب اس نے سجدہ نہ کیا تھا اس لئے ملعون ہوا۔

"محمد عمر" سنئے دوست اللہ تعالےٰ نے پہلے بشریت کو پیش نہ فرمایا تھا بلکہ پہلے اِنِّیۡ جَاعِلٌ فِی الۡاَرۡضِ خَلِیۡفَةً فرمایا اے فرشتو میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں حضرت آدم علیہ السلام کا نام تک نہیں لیا کہ میں آدم کو پیدا کرنے والا ہوں اگر حضرت آدم علیہ السلام کا نام اللہ تعالےٰ پیش فرماتا پھر اگر ابلیس حقیقت تک پہنچ جاتا تو کبھی گرفت میں نہ آتا اور شاید اللہ تعالےٰ اگر حضرت آدم علیہ السلام کا نام پیش فرما دیتا تو ابلیس کہہ دیتا کہ یا اللہ تو انسان کو تو ہم سے برتری دیتا ہے تو رب العزت بھی ضرور جواب دیتا کہ نبوت و

رسالت اعمال کا ثمرہ ہے بلکہ فرمایا ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ یہ اللہ کا فضل
ہے جس کو چاہے عطا فرمائے تو رب العزت نے آدم علیہ السلام کے نام کو پیش نہیں فرمایا کہ
کوئی اس کی حقیقت کو مد نظر نہ رکھے بلکہ حضرت آدم علیہ السلام کا رتبہ و منزلت کو پیش فرمایا تاکہ
ثابت ہو جائے کہ نبی اللہ کی حقیقت انسانی کی طرف نگاہ غیر نہ کریں بلکہ اس کے مرتبے کو ملحوظ رکھیں
جب ملائکہ نے بطاقت غیب حضرت آدم علیہ السلام کے پیش کردہ مرتبے کو ملحوظ نہ رکھا بلکہ اس
کے اعمال کو اعتراضی نگاہ سے دیکھا تو پھر اللہ تعالےٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی
حقیقت کو اِنِّيْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ کا ذکر فرمایا جیسا کہ
سی آئی ڈی والا مخالف کو گرفتار کرنے سے پہلے اس کے منہ سے مخالفت کے اظہار کے
لئے چند کلمات اس کی مرضی کے کہہ دیتا ہے تو مخالف جب ان کلمات کو منہ پر لاتا ہے
سی آئی ڈی والا اس کو فوراً مجرم قرار دے کر گرفتار کرا دیتا ہے ایسے ہی رب العزت
نے مخالف نبی اللہ کو جب معلوم کر لیا کہ یہ نبی اللہ کے قدر شان کو تسلیم کرنے کے لئے
تیار نہیں بلکہ یہ تو اس کے ظاہر کی طرف دیکھنے لگ گیا ہے تو رب العزت نے مخالف
نبی اللہ کو ظاہر کرنے کے لئے اس کے خیال کے الفاظ پیش کر کے پھر سجدے کا حکم صادر
فرمایا تو تمام نوری ملائکہ فوراً بلا عذر ارشاد خداوندی کو سمجھ گئے اور سجدے گر پڑے لیکن جو
ان کا معلم ابلیس تھا وہ اکڑا رہا تو پھر اللہ تعالےٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے متعلق ابلیس
کے بیانات لئے تاکہ مجرم کا بیان لے کر اس کو اس کے جرم کی سزا دے کیونکہ ملائکہ کو
اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ کی ترغیب دینے والا اور
کہلانے والا بھی وہی ثابت ہوتا ہے کیونکہ بعد میں سب کا بلا عذر سرنگوں ہونا اور
صرف ابلیس کا اکڑنا یہ اسبات کی دلیل ہے کہ پہلی شرارت بھی اسی کی تھی تو اللہ تعالےٰ
کے سوال کا جواب اس نے وہی دیا جو اللہ تعالےٰ پہلے فرما چکا تھا کیونکہ وہ
عالم الغیب ہے اسے معلوم تھا کہ یہ ناری حضرت آدم علیہ السلام کے متعلق یہی کہیگا،

جیسا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کے مخالفین بھائیوں کو بھیڑیے کا بہانہ بنانے سے پہلے ہی انکو فرما دیا کہ اَخَافُ اَنۡ یَّاکُلَهُ الذِّئۡبُ اور بعد میں بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کے متعلق فَاَکَلَهُ الذِّئۡبُ وہی بات بنائی جو حضرت یعقوب علیہ السلام پہلے فرما چکے تھے تو اب کوئی عقلمند یہ نہیں کہ سکتا کہ بیٹوں نے باپ کی سنت ادا کی بلکہ صاحب ایمان یہی کہیگا کہ نبی اللہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو ان کا بھیڑیے کے کھانے کے بہانے کا علم غیبی تھا جس بنا پر حضرت یعقوب علیہ السلام نے ان کے بہانہ بنانے سے پہلے ہی ان کو ان کے جھوٹے بہانے کا اظہار فرما دیا تاکہ ایمان والوں کو ثابت ہو جائے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام بیٹوں کے جھوٹے بہانے سے بے خبر نہ تھے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ بھی علم الغیب ہے وہ کلمات جو ابلیس نے حضرت آدم علیہ السلام کے متعلق جو بعد میں کہنے تھے وہ پہلے ہی سنا دیے تاکہ ثابت ہو جائے کہ رب العزت کو ابلیس کے اس جھوٹے بہانے کا پہلے علم تھا لیکن جب ابلیس کا بیان دینے کا وقت آیا تو اسنے خداوندی سوال کے جواب میں وہی بیان دیے جو رب العزت پہلے فرما چکا تھا یہ تو ربّ العزت کے علم الغیب ہونے کی دلیل ہے نہ کہ ابلیس نے سنت اللہ کو ادا کیا جیسا کہ تم سمجھ بیٹھے جب ابلیس نے رب العزت کو جواب دیا لَمۡ اَکُنۡ لِّاَسۡجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقۡتَهٗ مِنۡ صَلۡصَالٍ مِّنۡ حَمَاٍ مَّسۡنُوۡنٍ تو ابلیس نے دو جرم کیے ایک حکم خداوندی کا انکار دوسرا نبی اللہ کو معاذ اللہ نگاہ خفت سے لِبَشَرٍ خَلَقۡتَهٗ مِنۡ صَلۡصَالٍ مِّنۡ حَمَاٍ مَّسۡنُوۡنٍ کہا یعنی ایک اَبٰی اور ایک اَسۡتَکۡبَرَ تو رب العزت نے بھی دو ہی سزائیں سنا دیں فَاخۡرُجۡ مِنۡهَا فَاِنَّكَ رَجِيۡمٌ حکم خداوندی کے انکار کی سزا کہ یہاں سے نکل جا اور دوسری وَاِنَّ عَلَيۡكَ اللَّعۡنَةَ اِلٰى يَوۡمِ الدِّيۡنِ کہ تجھ پر قیامت تک لعنت برسے گی اب دو فرقے ہو گئے ایک خاموشی سے بلا عذر نبی اللہ کی عزت کو تسلیم کرتے ہوئے سرنگوں ہونے والے وہ ہیں نوری فرشتے اور دوسرا

ہے، حضرت آدم علیہ السلام کی عزت کا منکر اور نگاہ خفت سے بشر کہنے والا ناری تھا فرشتے نوری تھے، اس لئے ان کی نگاہ اس نور کی طرف گئی جو حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی میں مشتعل تھا، جھک گئے اور ابلیس ناری تھا۔ وہ نورِ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھ نہ سکا، اس کی نگاہ حضرت آدم علیہ السلام کی بشریت تک محدود رہی تو ہمیشہ کے لئے ملعون ہو گیا، اب یہ لاء

پریوی کونسل کا فیصلہ شدہ ہے جس کو ربّ کریم نے قرآن کریم میں درج کر دیا ہے،

چونکہ پہلے فیصلہ شدہ ہے اس لئے ان دونوں فرقوں سے جس کا دل چاہے پسند کرے چاہے نبی اللہ کی عزت و شان کو تسلیم کرتے ہوئے نورِ مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے آگے بلا عذر جھکنے والوں میں شامل ہو جائے اور چاہے دوسری طرف نبی اللہ کو بشر کہہ کر حکم خداوندی قَدْ جَاءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ کا انکار کر کے اکڑنے والے کی جماعت میں داخل ہو جائے، اس وقت خود اِنِّیْ خَالِقٌ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ فرما کر ابلیس کے عقیدے کا اظہار فرما دیا اور یہاں مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ کے عجز کا کلمہ کہلوا کر اکثر مخالفین نورِ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے عقیدے کو عیاں فرما دیا، جس ذات میں نورِ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم جلوہ گر تھا اس کے بشر کہنے والوں کو ملعون کر کے نکال دیا تو جو شخص خود نورِ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات کو اسی خطاب بشر سے پکارے بھلا اس کو کیسے بری فرما دے گا۔

تو آیات قرآنیہ سے ثابت ہوتا ہے کہ ابلیس نے دو جرم کئے، حکم خداوندی کی نافرمانی اور نبی اللہ کی عزت پیش کرنے کے مقابلے میں بشر کہہ کر خفت نبوت کو ظاہر کرنا ، کیونکہ رب العزت نے اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً سے شان و عزت آدم

علیہ السلام پیش فرمائی اور ابلیس نے عزت تسلیم کرنے کے بدلے میں بشریت کی خفت میں بدلا تو دونوں سزاؤں کا مستوجب ہوا، ایک سزا یہ کہ نکالا گیا، دوسری سزا یہ کہ ملعون ہوا، اب تم صرف یہی کہ دو کہ ابلیس نے ایک ہی جرم کیا تو یہ تمہاری چشم پوشی ہے
باقی ملائکہ سے تم ثابت کر دو کہ انہوں نے سجدہ تو کر دیا ہو ساتھ ہی کہا ہو کہ نَسْجُدُ بَشَرٍ خَلَقْتَہٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ) ارشاد خداوندی کے مقابلے میں اس کے حکم کو نہ تسلیم کرنا یہ بھی سنت ابلیسی ہے۔ مثلاً اللہ کریم نے مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے متعلق فرمایا قَدْ جَاءَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ تم نے اس حکم خداوندی کو ٹھکرایا جیسا کہ وہ اس حکم میں اَبٰی کا مصداق ہوا تم نے اس حکم کے متعلق اَبٰی کہدیا، اس نے لَمْ اَکُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَہٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ کہدیا، تم نے کہہ دیا: مَا کَانَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا خَلَقْتَہٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ اس کو بھی بشریت نے باوجود فرمان الٰہی ہونے کے سرنگوں نہ ہونے دیا اور تم کو بھی حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی بشریت اسی غلامی سے روک رہی ہے، اور نور سے اعراض کر کے مثلیت کی طرف پھنسا رہی ہے۔ نہ اس نے رب العزت کے حکم کو مقدم سمجھا نہ تم نے اپنی عقل کے مقابلے میں حکم الٰہی کو تسلیم کیا، اس نے بھی دلیل سے حکم الٰہی کو ٹھکرایا، تم نے بھی دلیل سے ہی فرمان الٰہی کو پس پشت ڈال دیا اور اس نفس امارہ کے کئی متبعین منکرین انبیاء علیہم السلام چلے آئے اور عذاب الٰہی میں گرفتار ہوئے، حسب سابقہ امم کے جو مخالفین انبیاء علیہم السلام تھے، رب العزت نے نہ چھوڑا تو مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے مخالفین کو عذاب دینے سے کیسے بچا رہیگا۔

حضرت آدم علیہ السلام صفی اللہ تھے، ہمارا ایمان ہے کہ حقیقتاً صفی اللہ تھے، کیونکہ رب العزت نے خطاب فرمایا اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰٓی اٰدَمَ تمام ملائکہ نے تسلیم کیا، لیکن ابلیس نے آدم صفی اللہ نہ تسلیم کیا، ہابیل نے تسلیم کیا قابیل نے نہ کیا، صفی اللہ کا منکر جماعت قابیلی اور جماعت ابلیسی

ہیں شامل اور نبی اللہ کے انکار کا بانی ابلیس ٹھہرا جس نے نبی اللہ کی توقیر کا انکار کیا اور بشر کہا
حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ تھے۔ ہمارا ایمان ہے کہ حقیقۃً خلیل اللہ تھے، کیونکہ رب العزت
نے وَاتَّخَذَ اللّٰہُ اِبْرَاھِیْمَ خَلِیْلًا سے نوازا، نمرود منکر ہوا، آپ کے خلیل اللہ کا منکر
نمرودی اور ابلیسی جماعت میں شامل ہوا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کلیم اللہ تھے۔ ہمارا ایمان ہے کہ آپ حقیقۃً کلیم اللہ تھے، کیونکہ
ارشاد ربی ہے۔ وَکَلَّمَ اللّٰہُ مُوْسٰی تَکْلِیْمًا، فرعون آپ کے کلیم اللہ ہونے کا منکر ہوا جو
حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلیم اللہ حقیقۃً نہ تسلیم کرے، وہ فرعونی اور ابلیسی جماعت میں شامل
ہوا، ایسے ہی حضرت عیسیٰ السلام روح اللہ تھے اور ہیں، ہمارا ایمان ہے کہ حضرت عیسیٰ
علیہ السلام حقیقۃً روح اللہ تھے، کیونکہ ارشاد الٰہی ہے وَرُوْحٌ مِّنْہُ صلیبیوں نے روح اللہ
ہونے کا انکار کیا جو شخص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حقیقۃً روح اللہ نہ تسلیم کرے، وہ
صلیبی ہے، ابلیسی جماعت میں شامل ہوا،

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نور اللہ تھے اور حقیقۃً نور اللہ تھے۔ ہمارا
ایمان ہے۔ کیونکہ رب العزت نے آپ کو قَدْ جَآءَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ سے سراپا اور نور
ظاہر فرمایا اور نوری آمد کی اطلاع بخشی، ابوجہل وغیرہ نے آپ کے نور اللہ ہونے کا انکار کیا
اور نور اللہ کو بجھانے کی کوشش کی لیکن رب العزت نے یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِئُوْا نُوْرَ
اللّٰہِ بِاَفْوَاھِھِمْ وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکَافِرُوْنَ سے ان کا نور اللہ کے بجھانے کا
ارادہ رد کا اظہار فرما کر مصطفےٰ نور اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نور کو عالمین میں روشن
کرنے کی اطلاع فرمائی اور آپ کے نور اللہ ہونے کے منکروں کو وَلَوْ کَرِہَ الْکَافِرُوْنَ
سے فتویٰ کفر ثبت فرما کر مدِ مقابل جماعت میں شامل کر دیا۔

اب فیصلہ تم پر ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نور اللہ تسلیم کر کے خداوندی
جماعت نوری میں شامل ہو کر متبع قرآن کریم بن جاؤ یا مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور اللہ

ہونے کا انکار کر کے مقابلے کی جماعت میں شامل ہو جاؤ۔ خداوندی حکم آپ کے نور اللہ ہونے کا ہے۔ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی حدیثیں آپ کے نور اللہ ہونے کی ہیں۔ اصحاب مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا عقیدہ آپ کے نور اللہ ہونے پر ہے۔ متقدمین کا عقیدہ آپ کے نوری ہونے پر ہے۔ ہاں ابلیس کا عقیدہ بشر کہنے کا ہے، ابوجہل اور باقی کفار کا کہنا بھی یہی تھا۔

"سائل" اللہ تعالےٰ نے اِنّی خَالِقٌ بَشَراً کیوں فرمایا، اس پر بھی فتویٰ لگاؤ گے۔

"محمد عمر" تم خالق ہو؟ تم مخلوق ہو، مخلوق کی سنت ادا کرو، ملائکہ نے بشر کہا؟ جب ملائکہ نے نہیں کہا ابلیس نے کہا تو ثابت ہوا کہ نبی اللہ کو بشر نہ کہنا یہ سنت ملائکہ ہے اور بشر کہنا یہ سنت ابلیس ہے۔

دوسرا جواب :۔ اللہ رب العزت نے دونوں باتیں بیان فرما دیں خَالِقٌ بَشَراً والی بھی اور نَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِی والی بھی تاکہ جس کو جو پسند ہو قبول کرے، ملائکہ وَ نَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِی دیکھ کر سرنگوں ہو گئے تو اس کے صلے میں رب العزت نے ان کو نور اللہ کی جھلک نصیب فرمائی اور ابلیس کی نظر خَالِقٌ بَشَراً تک محدود رہی تو نور اللہ کے جمال سے محروم رہا۔ اب تمہاری پسند پر موقوف ہے جس لفظ کو چاہو پسند کر لو جس حکم الٰہی کو ملائکہ نے نہیں دہرایا ہم دہرانے کے لئے تیار نہیں اور جس کے کہنے سے ابلیس کی دو تمام عمر کی خالص توحید ضائع ہو گئی ہم بھی وہ جملہ کہہ کر اپنی تمام عمر کے حسنات کو برباد نہیں کرنا چاہتے اگر نبی اللہ کو یہ جملہ کہنے سے تمام حسنات سیئات ہو گئے تو نبی الانبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کو وہی جملہ کہہ کر اپنے حسنات کو سیئات کیسے بنا لیں؟ ہم وہ جملہ کہنے کو تیار ہیں اور نہ ہی اس کے مطیع بنتے ہیں۔ ہم وہی جملہ کہنے کو تیار ہیں جو رب العزت نے ہمارے لئے ارشاد فرمایا قَدْ جَاءَ کُمْ مِنَ اللّٰہِ نُوْرٌ۔

"سوال" تم نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بشر کہتے سے چڑاتے کیوں ہو۔

"محمد عمر" ایک وجہ تو تمہیں پہلے بتا چکا ہوں کہ نبی اللہ کو بشر کہنا سنت ابلیسی ہے، دوسری وجہ یہ ہے کہ قرآن مجید میں جہاں بھی کسی امتی نے بشر کہا تو کفار نے اپنے انبیاء علیہم السلام کو بشر کہا، کسی مومن نے نہیں کہا۔

دس ہزار روپیہ انعام

انشاءاللہ اس شخص کو نقد دوں گا جو قرآن کریم سے ایک آیت دکھا دے کہ کسی امتی نے اپنے نبی اللہ کو بشر کہا ہو یا فقیر قرآن کریم سے دکھا دیتا ہے کہ منکرین انبیاء علیہم السلام نے اپنے نبی اللہ کو بشر سے خطاب کیا جیسا کہ پہلے ابلیس کا خطاب بیان کر چکا ہوں، کہ حضرت آدم علیہ السلام کو بشر کہا، بعد ازاں

کفار اپنے انبیاء علیہم السلام کو بشر کہتے تھے،

نوح علیہ السلام کو کفار نے بشر کہا،

(۱) ھود ۱۲/۳ — فَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا وَمَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِيْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِيَ الرَّاْيِ وَمَا نَرٰى لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ بَلْ نَظُنُّكُمْ كٰذِبِيْنَ

تو حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے کافروں نے کہا نہیں دیکھتے ہم تجھے مگر بشر ہماری مثل اور نہیں دیکھتے۔ ہم تیرے متبعین مگر جو ہم سے ذلیل ہیں، کم عقل ہیں اور نہ ہی ہم پر تمہاری کوئی فضیلت ہے بلکہ ہم تمہیں جھوٹا گمان کرتے ہیں۔

اس آیۃ کریمہ میں رب العزت نے نوح علیہ السلام کی قوم کے کفار کی چار باتیں نقل

فرمائی ہیں۔

نوح علیہ السلام کی قوم کفار کے کلمات کفریہ

(۱) تو ہماری مثل بشر ہی تو ہمیں نظر آتا ہے،
(۲) تیرے متبعین رذیل اور کم عقل ہیں
(۳) ہم پر تمہاری کوئی فضیلت نہیں، ہمارے جیسے ہی تو ہو۔
(۴) ہمارے گمان میں تم جھوٹ بھی بول سکتے ہو۔

اب فیصلہ تم خود کر لو کہ کَالنَّعْلُ بِالنَّعْلِ کے عین موافق کون ہے، ورنہ فقیر کی تصنیف مقیاس حنفیت مطالعہ فرمائیں،

اور قرآن کریم کی اس عبارت کے سامنے تمہارا چارہ دل اقوال کفار میں مساوات ہے یا نہیں۔ یہ فیصلہ تم پر موقوف ہے، انشاءاللہ مسئلہ حل ہو جائے گا اور تمہارے عقیدے کی اصلیت تمہیں معلوم ہو جائے گی کہ آیا یہ عقیدہ اپنے مثل بشر کہنا و دیگر عقائد کن کے تھے اور عقیدہ رکھنے والے کس زمرے میں شامل ہوں گے۔ فرمان خداوندی ملاحظہ ہو،

ارشاد الٰہی هود ۲/۱۲ } مَثَلُ الْفَرِيقَيْنِ كَالْاَعْمٰى وَالْاَصَمِّ وَالْبَصِيْرِ وَالسَّمِيْعِ هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ دونو

فرقوں کی مثال اندھے اور بہرے اور دیکھنے والے اور سننے والے کی مثال ہے کیا وہ دونوں مثالاً مساوی ہو سکتے ہیں (ہرگز نہیں)، کیا تم نصیحت نہیں پکڑتے۔

دوسرے مقام پر پھر رب العزت نے حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے کلام کو نقل فرمایا:-

مومنون ۲/۱۸ } فَقَالَ الْمَلَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا هٰذَا اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُرِيْدُ اَنْ يَّتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ

تو حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کفار کے سرداروں نے کہا نہیں ہے یہ نوح مگر تمہاری مثل بشر ارادہ رکھتا ہے کہ تم پر فضیلت والا بن جائے۔

کیوں جناب اب فرمایئے، ثابت ہوا کہ بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ کہنا یہ نوح علیہ السلام کے کفار کی سنت ہے اور اللہ تعالیٰ نے جو ایسے کہنے والوں سے برتاؤ کیا کیا تم بھی جانتے ہو، میرے کہنے کی ضرورت نہیں، صرف غرق ہوئے عذاب الٰہی سے،

قوم عاد نے ھود علیہ السلام کو بشر کہا

(۳) مومنون ۱۸/۳ [وَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِلِقَاءِ الْآخِرَةِ وَأَتْرَفْنَاهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا مَا هَذَا إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يَأْكُلُ مِمَّا تَأْكُلُونَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُونَ وَلَئِنْ أَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ إِنَّكُمْ إِذًا لَّخَاسِرُونَ،

قوم عاد کے سردار کافروں نے کہا اور آخرت کی ملاقات کو جھٹلایا، حالانکہ ہم نے ان کو دنیا کی زندگی میں ہی دولت دی، کہا کہ نہیں ہے یہ ھود مگر تمہاری مثل بشر ہے، کھاتا ہے جو کچھ تم کھاتے ہو اور پیتا ہے جو کچھ تم پیتے ہو اور اگر تم بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ کے مطیع ہو گئے تو تم اس وقت ذلیل ہو جاؤ گے۔ اس آیۃ کریمہ سے بھی ثابت ہوا کہ قوم عاد آخرت کے بھی منکر تھے اور مالدار بھی تھے جو انہوں نے حضرت ھود علیہ السلام کو چند کلمات کفریہ کہے، وہ رب العزت نے نقل فرما دیئے،

قوم عاد کے کلمات کفریہ ھود علیہ السلام کے متعلق

۱- مَا هَذَا إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ تمہاری مثل بشر ہی تو ہے،

۲۔ يَاْكُلُ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ — جو تم کھاتے ہو، وہی کھاتا ہے، یعنی ہماری طرح اس کا کھانا ہے۔

۳۔ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ — اور پیتا ہے جو تم پیتے ہو، یعنی تمہاری طرح اس کا پینا ہے۔

۴۔ وَلَئِنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ — اگر تم اس کے غلام ہو گئے جو تمہاری مثل بشر ہے، تو تم ذلیل ہو جاؤ گے۔

پہلی تین باتوں میں تو تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ فرمانِ الٰہی سچا ہے، بلکہ میں کہوں گا کلام بھی یکساں ہے۔ ہاں البتہ ایک بات میں فرق ہے، قوم عاد کہتے تھے کہ اگر تم بشر مِّثْلُكُمْ کے غلام بن گئے تو ذلیل ہو جاؤ گے اور تم کہتے ہو کہ اگر تم بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ کے غلام بن گئے تو مشرک ہو جاؤ گے تو معلوم ہوا کہ تمہارا ان سے بھی فتویٰ سخت ہے، کلام میں کوئی فرق نہیں آیا،

کیوں جناب بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ کہنے والو،؟ یہ کلمہ بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ والا تو اس آیت کریمہ سے قوم عاد کا ثابت ہوا اور نبی کھاتا پیتا کہنا بھی ان کا کلام ثابت ہوا اور غلامانِ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ کہنے والوں کے نزدیک ذلیل ہیں اور ان پر مشرک کا فتوی لگایا جاتا ہے۔ کفار کے کلمات بھی کفریہ ہوتے ہیں جن کو رب العزت نے بیان فرما دیا۔ اب تم بھی یا وہی باتیں مصطفٰے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق کہنی شروع کر دی ہیں اور مصطفٰے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلاموں کو ان سے بڑھ کر فتویٰ لگانے شروع کر دیتے ہیں، وہ ذلیل کہتے تھے تم غلامِ رسول کو مشرک کہتے ہو، ان کی سزا رب العزت نے فرمائی اَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ تیز اور ٹھنڈی ہوا سے ان کو ہلاک کیا۔

اب تم خود فیصلہ کر لو کہ بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ اور باقی کلمات یہ کن کے تھے اور تم کس کی

سنت ادا کر رہے ہو اور قوم عاد کو کیا سزا ملی اگر تم نے بھی ان کی سنت پر عمل کیا تو تمہارا کیا حال ہو گا۔

قوم ثمود نے حضرت صالح علیہ السلام کو بشر کہا

ہ قمر ۲۷/۲ } کَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِالنُّذُرِ فَقَالُوْا اَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُهٗ اِنَّا اِذًا لَّفِیْ ضَلٰلٍ وَّ سُعُرٍ۔ قوم ثمود نے رسولوں کو جھٹلایا تو انہوں نے کہا کیا ہم سے ایک بشر ہے جس کی ہم اتباع کریں ہم اس وقت گمراہی اور دوزخ میں ہوں گے۔

اس آیۃ کریمہ میں بھی یہی واضح ہے (۱) کہ قوم ثمود نے بھی اپنے نبی اللہ حضرت صالح علیہ السلام کو حقارت سے بشر کہا (۲) اور ان کی غلامی کو عار سمجھا (۳) اور حضرت صالح علیہ السلام کو غلطی پر سمجھا (۴)، اگر حضرت صالح علیہ السلام کی غلامی کا دم بھرا تو ہم بھی غلطی میں مبتلا ہو جائیں گے (۵)، غلام صالح بننے والا جہنمی ہے۔ خداوند کریم نے اس آیت کریمہ میں حضرت صالح علیہ السلام کے کفار کا ذکر فرماتے ہوئے وضاحت فرمائی اور جس خطاب سے انہوں نے حضرت صالح علیہ السلام کو نوازا وہ بھی اس آیت کریمہ میں موجود ہے کہ کفار نے حضرت صالح علیہ السلام کو بشر سے خطاب کیا اور ان کے عقائد و اقوال آیۃ کریمہ سے واضح ہیں۔ اب تم خود فیصلہ کرو کہ رب العزت نے ان کے اس بیان کو اچھا سمجھ کر کہا ہے یا برا اور تم نے بھی قوم ثمود کی سنت پر عمل کیا اور وہی الفاظ کہے تو تم خود سوچو کہ تم کس جماعت کی سنت ادا کر رہے ہو۔ اور ان کے الفاظ اَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُهٗ کہو گے تو کَذَّبَتْ کے مصداق تم بھی بن جاؤ گے یا نہیں۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ قوم ثمود جنت و دوزخ کے قائلین تھے۔ اور غلام صالح کہلانے والوں کو دوزخی کہتے تھے۔

قوم ثمود نے حضرت صالح علیہ السلام کو بشر کہا

۵۔ الشعراء ۱۹/۱۸ } مَا اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا فَاْتِ بِاٰيَةٍ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ قَالَ هٰذِهٖ نَاقَةٌ لَّهَا شِرْبٌ وَّلَكُمْ شِرْبُ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ۔

قوم ثمود کی رب العزت نے دو باتیں بیان فرمائیں۔

مشرکین قوم ثمود کا عقیدہ اور کلام

۱۔ مَا اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا تو ہماری مثل ہی بشر ہے

۲۔ تو کچھ نہیں کر سکتا۔ اگر سچا ہے تو کوئی طاقت دکھاؤ۔

انہوں نے پہاڑ سے اونٹنی طلب کی آپ نے دعا کی پہاڑ سے اونٹنی پیدا ہو گئی آپ نے فرمایا ایک دن تمہارے کنوؤں کا پانی یہ پیئے گی۔ ایک دن تم پینا انہوں نے تنگ آکر ناقۃ اللہ کی بے حرمتی کی اور اس کی پچھلی ٹانگیں کاٹ دیں اس خیال سے کہ ناقۃ اللہ کو تکلیف پہنچانے سے ہمارا کیا بگڑ سکتا ہے تو حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا قَالَ تَمَتَّعُوْا ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ ذٰلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ مَكْذُوْبٍ تین دن عیش کر لو پھر تمہیں عذاب الٰہی نازل ہو گا انہوں نے توبہ نہ کی تو فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ ان کو عذاب نے تباہ کر دیا كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا اللہ تعالےٰ نے قوم ثمود کا نام و نشان مٹا دیا۔ ناقۃ اللہ کو تکلیف دینے سے عذاب میں ماخوذ ہوئے۔ اور ان کا نام و نشان نہ رہا۔ نبی اللہ کو تکلیف دینے سے تم خود فیصلہ کر لو کہ مستحق عذاب ہو گے یا نہیں اور تمہارا نام نشان باقی رہے گا یا نہ۔ اور اس آیۃ

کریمہ سے قوم ثمود کے دو جرم ثابت ہوئے کہ بَشَرٌ مِّثْلُنَا کہنا یہ سنت کفار قوم ثمود ہے جو انہوں نے اپنے نبی اللہ حضرت صالح علیہ السلام کو کہا۔

اور دوسرا جرم ان کا یہ تھا کہ انہوں نے نبی اللہ کو یہ سمجھا کہ نبی اللہ کچھ کر نہیں سکتا اور سابقہ آیتہ قرآنیہ سے بھی ان کے دو جرم رب العزت نے بیان فرمائے ایک یہ کہ انہوں نے نبی اللہ کو بشر کہا اور دوسرا جرم یہ کہ انہوں نے نبی اللہ کی غلامی کو عار سمجھا وہاں بشر کہکر غلامی سے انکار کیا اور یہاں بشر کہکر غلامی اور طاقت نبی اللہ کا انکار کیا تو بعدازیں ان پہ جس عذاب کا نزول ہوا وہ بھی فیصلہ قرآنی تمہارے سامنے موجود ہے اب تم نے بھی مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کو وہی قوم ثمود والی باتیں کہنی شروع کر دیں ہیں نتیجہ تم خود سوچ لو۔

جانگلیوں نے حضرت شعیب علیہ السلام کو بشر کہا

۶۔ الشعراء ۱۹/۱۰ وَمَا أَنتَ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَإِن نَّظُنُّكَ لَمِنَ الْكَاذِبِينَ فَأَسْقِطْ عَلَيْنَا كِسَفًا مِّنَ السَّمَاءِ إِن كُنتَ مِنَ الصَّادِقِينَ

نہیں ہے تو مگر بشر ہماری مثل اور ہم تجھے جھوٹ بولنے والوں سے گمان کرتے ہیں تو ہم پہ آسمان سے کوئی ٹکڑا گرادے اگر تو سچوں سے ہے۔

اس آیتہ کریمہ میں رب العزت نے کفار قوم شعیب علیہ السلام کے اقوال کفریہ کو نقل فرمایا۔

اقوال کفریہ قوم شعیب علیہ السلام

۱۔ مَا أَنتَ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا تو ہماری مثل بشر ہے

۲۔ وَإِن نَّظُنُّكَ لَمِنَ الْكَاذِبِينَ ہمارا خیال ہے کہ تو جھوٹ بھی بول لیتا ہے

۳۔ تو کچھ کر نہیں سکتا نہ کچھ بگاڑ سکتا ہے نہ سنوار سکتا ہے اگر تیری کچھ طاقت ہے تو فَاَسْقِطْ عَلَیْنَا کِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ ہم پر کوئی ٹکڑا آسمان سے گرا دے۔

مکذبین حضرت شعیب علیہ السلام تین جرموں کے مرتکب ہوئے۔

حضرت شعیب علیہ السلام کے منکرین نے حضرت شعیب علیہ السلام کی پہلی گستاخی بَشَرٌ مِّثْلُنَا کہہ کر کی دوسرے نبی اللہ پر کذب کا بہتان لگایا تیسرا نبی اللہ کو کمزور سمجھا اور ان کی طاقت کا مظاہرہ طلب کیا۔

اب تم فیصلہ کرو کہ یہ قول کفار ہے یا مومنین کا اگر قوم شعیب علیہ السلام کے کفار نے بَشَرٌ مِّثْلُنَا کہا اور لَمِنَ الْکٰذِبِیْنَ کہا اور فَاَسْقِطْ عَلَیْنَا کِسَفًا کہا تو سزاوار عذاب الٰہی میں گرفتار ہوئے جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے۔

فَاَخَذَهُمْ عَذَابُ یَوْمِ الظُّلَّةِ

تو ان کفار بَشَرٌ مِّثْلُنَا کہنے والوں کو سائے کے دن والے عذاب نے گرفتار کر لیا۔

اب تم سوچ لو کہ اگر تم بَشَرٌ مِّثْلُنَا کہو گے تو تمہیں اس قول کفار کا کیا بدلہ ملے گا۔

فرعون اور اس کے رؤسا نے حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کو بشر کہا

۷۔ مومنون $\frac{18}{3}$ ثُمَّ اَرْسَلْنَا مُوْسٰی وَاَخَاهُ هٰرُوْنَ بِاٰیٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ اِلٰی فِرْعَوْنَ وَمَلَاۡئِهٖ فَاسْتَکْبَرُوْا وَکَانُوْا قَوْمًا عَالِیْنَ فَقَالُوْا اَنُؤْمِنُ لِبَشَرَیْنِ مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا لَنَا عٰبِدُوْنَ فَکَذَّبُوْهُمَا فَکَانُوْا مِنَ الْمُهْلَکِیْنَ پھر ہم نے موسیٰ علیہ السلام اور اس کے بھائی ہرون علیہ السلام کو اپنے معجزات اور واضح دلائل کے ساتھ فرعون اور اس کے

رؤساء کی طرف بھیجا تو انہوں نے فخر کیا اور واقعی وہ سرکش قوم تھی تو انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے بھائی کو جواب دیا کہ کیا ہم اپنے مثل دو بشروں پر ایمان لائیں حالانکہ ان دونوں کی قوم ہماری بندگی کرنے والے ہیں تو ان دونوں کو انہوں نے جھٹلایا تو وہ ہلاک ہو گئے۔

کیوں جناب اب فرمایئے فرعون اور فرعونیوں کے پاس جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام پہنچے تو انہوں نے فوراً یہی کہا کہ اَنُؤْمِنُ لِبَشَرَیْنِ مِثْلِنَا تو یہ قول فرعون اور فرعونیوں کا ثابت ہوا یا نہ ؟ تو رب العزت نے فرمایا یہ قول ان کی تکذیب کا تھا یعنی جو نبی اللہ کو یہ کہتا ہے لبَشَرٌ مِّثْلُنَا وہ نبی اللہ کا مکذب ہے پہلے رب العزت نے ان کے اس قول کا سبب بیان فرمایا کہ وَکَانُوْا قَوْمًا عَالِیْنَ کہ فرعون اور ان کے رؤسا بڑے متکبرین تھے اسی لئے انہوں نے انبیاء کو لبَشَرٌ مِّثْلُنَا کہا تو ثابت ہوا کہ نبی اللہ کو لبَشَرٌ مِّثْلُنَا یا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ متکبرین کہتے ہیں مومنین کا یہ قول نہیں ہے۔ تو نتیجہ یہ ہوا کہ فَکَانُوْا مِنَ الْمُهْلَکِیْنَ کہ وہ ہلاک ہو گئے۔

فرعون اور فرعونیوں نے دو نبیوں کو لبَشَرَیْنِ مِثْلِنَا کہا تو غرق ہو گئے تو اگر کوئی اور کہے گا تو عذاب الٰہی سے کیسے بچ سکے گا۔ فافہم

اب تم سوچو کہ لبَشَرٌ مِّثْلُکُمْ کہنا سنت فرعونی ہے یا متبعین حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام اور تم نے بھی اگر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو یہی خطاب کیا تو تم کس جماعت کی سنت ادا کر رہے ہو متکبرین کی یا متبعین کی ؟

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے کے انبیاء علیہم السلام کو ان کے منکرین نے بشر کہا

۸۔ یٰس ۲۲/۲ { قَالُوْا مَا اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَمَا اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ

مَثْلُنَا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَكْذِبُوْنَ

انہوں نے کہا نہیں ہو تم مگر ہماری مثل بشر اور اللہ تعالےٰ نے کوئی شئی نہیں اتاری تم جھوٹے ہو۔

یہ جو کچھ قرآنی آیات سے بیان کیا گیا وہ پہلے انبیاء علیہم السلام اور ان کے مخالفین کا ذکر تھا اب اپنے نبی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے کا ذکر اور آپ کے زمانہ کے مخالفین کا ذکر قرآن کریم سے عرض کرتا ہوں دل کے کانوں سے سن لیجئے۔

ابوجہل اور اس کے ہمنواؤں نے مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بشر کہا

۹ سورۃ الانبیاء ۱۷ } اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ مَا يَأْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ اِلَّا اسْتَمَعُوْهُ وَهُمْ يَلْعَبُوْنَ لَاهِيَةً قُلُوْبُهُمْ وَاَسَرُّوا النَّجْوَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا هَلْ هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ اَفَتَاْتُوْنَ السِّحْرَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ۔

لوگوں کے لئے ان کا حساب قریب آگیا اور وہ غفلت میں اعراض کرنے والے ہیں ان کے رب کی طرف سے ان کے پاس کوئی بھی ذکر نہیں آیا مگر انہوں نے اسے سنا اور وہ مذاق کرتے ہیں ان کے دل غافل ہیں اور ظالمین پوشیدہ پوشیدہ سرگوشی کرتے ہیں کہ نہیں ہے یہ مگر تمہاری مثل بشر کیا پس تم جادو لاتے ہو حالانکہ تم صاف بصیرت پہ ہو۔

یہ آیۃ کریمہ ابوجہل اور اس کے دوستوں کے حق میں نازل ہوئی جب ان کے سامنے مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن مجید پڑھا تو انہوں نے آپ کے شان میں گستاخی کی کہ یہ تمہاری مثل بشر ہے اور نیز قرآن کریم کو جادو کہا تو رب العزت نے یہ آیت نازل فرمائی اور کفار مکہ ابوجہل وغیرہ کو ڈرایا اور اس کا پورا بیان لکھ دیا کہ بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ کہنے والے آدمی ظالم

اور مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بے خبر ہیں اور قرآن کریم سے بھی بے خبر ہیں۔ اس آیۃ کریمہ میں خداوند کریم نے ابوجہل کے اقوال و اعمال کا کچھ واقعہ بیان فرمایا اور مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق ابوجہل کا حساب خراب ہونے کی وجہ سے اس کو قیامت کا حساب یاد دلا کر واقعہ بیان فرمایا۔

(۱) ان لوگوں کا حساب قریب ہے یعنی ابوجہل وغیرہ کا اور سنا دیا کہ لَبَشَرٌ مِّثْلُکُمْ کہنے والوں اور قرآن کریم کو جادو کہنے والوں سے دونوں باتوں کا حساب لیا جاوے گا۔ ان کلمات وخطاب سے باز آجاوے۔

(۲) ایسے لوگ غافل ہیں اور بے خبر ہیں۔

جب ان لوگوں کے پاس شان مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا ذکر رب کریم فرماتا ہے تو کفار مکہ خصوصاً ابوجہل سن کر مذاق کرتا ہے۔ کہ یہ نئی بدعت ہے۔

(۱) لَبَشَرٌ مِّثْلُکُمْ کہنے والے آدمیوں کا حساب قریب ہے ان سے اس بات کا بدلہ ضرور لیا جاوے گا۔ اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِیْنَ مُنْتَقِمُوْنَ

(۲) لَبَشَرٌ مِّثْلُکُمْ کہنے والے آدمی غافل ہیں۔

(۳) بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ کہنے والے آدمی مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قرآن کریم سے روگرداں ہیں۔

(۴) لَبَشَرٌ مِّثْلُکُمْ کہنے والوں کو جب کبھی میرا کلام ان کے پاس پہنچا تو انہوں نے سنا اور انکار کر کے مذاق اڑایا۔

(۵) لَبَشَرٌ مِّثْلُکُمْ کہنے والے لوگ لَبَشَرٌ مِّثْلُکُمْ اور سحر کہکر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے اور قرآن کریم سے مذاق کرتے ہیں۔

(۶) بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ کہنے والے لوگوں کے دل بھی اندھے ہیں۔

(۷) لَبَشَرٌ مِّثْلُکُمْ کہنے والے لوگ ظالم ہیں۔

(۸) پوشیدہ پوشیدہ میرے مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ کہتے ہیں۔

(۹) بَشَرٌ مِثْلُکُمْ کہنے والے صرف حضور کی ہی توہین نہیں کرتے بلکہ قرآن کو بھی جادو کہتے ہیں۔

(۱۰) بَشَرٌ مِثْلُکُمْ کہنے والے لوگ صاحب بصیرت ہونے کا دعویٰ رکھتے ہیں۔

تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ

کفار مکہ ابو جہل وغیرہ نے مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی مثل بشر کہا اور قرآن کریم کو جادو کہا ان دو جرموں پر وحدہٗ لاشریک نے اپنی بے نیازی کا ثبوت دے کر ان پر دس دفعات لگا کر جرائم پیشہ ثابت فرمایا جب ربّ العزت نے مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی برادری کے رؤسا اپنی مثل بشر کہنے والوں پر دس دفعات کا مجرم ثابت فرمایا ہے تو تم اگر اسی جرم کے مرتکب ہو گئے تو تمہارا کیا حال ہو گا۔

ولید بن مغیرہ نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو بشر کہا

۹۔ مدثر ۲۹/۱ } اِنْ هٰذَآ اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ سَاُصْلِيْهِ سَقَرَ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سَقَرُ لَا تُبْقِيْ وَلَا تَذَرُ لَوَّاحَةٌ لِّلْبَشَرِ یہ اور کچھ نہیں مگر بشر کا قول ہے اور آپ کو کس نے خبر دی کہ سقر کیا ہے دوزخ نہ باقی رکھتی اور نہ چھوڑتی ہے چمڑے کو جھلسنے والی ہے۔

بشر کے معنی عربی زبان میں چمڑے کے ہیں رب العزت نے اس آیۂ کریمہ میں ولید بن مغیرہ کو اپنا آخری فیصلہ دنیا میں سنا دیا کہ تو نے میرے کلام قرآن کا انکار کر کے مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا قول کہا ہے اور میرے پیارے محبوب مصطفےٰ نبی اللہ نور اللہ کو بشر کہا ہے اس لئے تیرے بشر کو ہی یعنی چمڑے کو ہی دوزخ کی آگ سے جھلسوں گا یہ فیصلہ خداوند کا ابھی سے ہو گیا مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو بشر کہنے والو! تم بھی اس عذاب الٰہی سے

ڈرو اور بشر کہہ کر اپنے چہرے نہ جھلسواؤ۔ مذکورہ بالا آیات قرآنیہ سے ثابت ہوا۔ کہ
سب سے پہلے جھگڑا نبی اللہ کو بشر کہنے کا ابلیس نے ڈالا اور وہ اسی دن سے اس کی سزا بھگت
رہا ہے اور قیامت تک بھگتے گا اور پھر ابدی ناری ہی رہے۔ پھر بعد ازاں دوسری اور
تیسری آیتوں سے ثابت ہوا کہ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے کفار نے حضرت نوح علیہ السلام
کو اپنے جیسا بشر کہا۔ اور ان کی عزت و مراتب کا انکار کیا تو رب کریم نے طوفان فلڈ سے
ان کو تباہ و برباد کیا۔ اور بشر کہنے والوں کا نام و نشان مٹا دیا۔ اور قرآن سے یہ بھی ثابت نہیں کہ
حضرت نوح علیہ السلام کے متبعین بھی حضرت نوح علیہ السلام کو اپنے جیسا بشر کہتے تھے بعد ازاں
سورہ مومنوں کی آیت میں رب العزت نے فرمایا کہ قوم عاد نے ہود علیہ السلام کو اپنے جیسا بشر
کہنا شروع کر دیا۔ اور کہا کہ یہ بشریت میں حضرت ہود ہمارے جیسے ہی تو ہیں ہماری طرح کھاتے ہیں
ہماری طرح پیتے ہیں۔ غلام ہود کہلانا ہماری ذلت ہے تو رب العزت نے ان کو بھی ٹھنڈی
اور تیز ہواسے آہستہ آہستہ سات راتوں اور آٹھ دنوں میں تباہ کر دیا۔ ہود علیہ السلام کو اپنے جیسا
بشر کہنے والوں کا نام و نشان مٹا دیا۔ بعد ازاں رب کریم نے ارشاد فرمایا کہ قوم ثمود نے حضرت
صالح علیہ السلام کو اپنے جیسا بشر کہنا شروع کر دیا۔ اور صالح علیہ السلام کی طاقت نبوت کا بھی انکار
کرنا شروع کر دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حضرت صالح علیہ السلام نے ان گستاخوں کو اپنی طاقت
نبوت سے دعا کر کے پتھر سے زندہ اونٹنی ظاہر کر کے دکھا دی یعنی غیر ممکن کو ممکن کر کے دکھا دیا۔ پھر
بھی انہوں نے حضرت صالح علیہ السلام کی عزت و طاقت کو تسلیم نہ کیا اور آپ کو اپنے جیسا
بشر ہی کہتے رہے۔ تو ربّ العزت نے ان کے متعلق كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا فرمایا یعنی
ان کا ایسا نام و نشان مٹا دیا کہ ان کے مقامات کو دیکھ کر یہ ثابت ہی نہیں ہوتا تھا کہ یہاں بھی
کوئی آبادی رہی یا نہیں۔

پھر رب العزت نے حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کفار کا ذکر فرمایا کہ شعیب علیہ السلام
کو اپنی مثل بشر کہنے والے اس زمانے کے کفار پھر ظاہر ہو گئے۔ اور انہوں نے حضرت شعیب علیہ السلام

کو اپنی مثل بشر کہنا شروع کر دیا۔ تو رب العزت نے اُن اپنی مثل بشر کہنے والے مکذبین کا آسمان سے بادل کا عذاب نازل فرماکر نام و نشان مٹا دیا۔

پھر رب العزت نے فرمایا کہ بعد ازاں موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں فرعون اور اس کے متبعین کو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے دریا برده کرا دیا۔ اور اپنے مثل بشر کہنے والے فرعون اور فرعونیوں کا نام مٹا دیا۔ بعد ازاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان کے مکذبین نے اپنے جیسا بشر کہنا شروع کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بندر اور خنزیر بنا دیا۔ اور ان کا نام و نشان مٹا دیا کہ بعد میں میرے پیارے محبوب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی آمد ہے۔ کہیں ان کا عمل اس قدیمی سنت پر نہ شروع ہو جائے چنانچہ میرے محبوب مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں آپ کو ابوجہل اور ولید بن مغیرہ وغیرہ ہما نے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی مثل کہنا شروع کر دیا۔ اور خداوند کریم نے یہ کسی آیت میں نہیں فرمایا کہ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو آپ کے صحابہ کرام بھی بشر کہہ کر پکارتے تھے۔ اور یہ بھی کسی آیت سے ثابت نہیں کہ رب العزت نے ابوجہل اور ولید بن مغیرہ بشر کہنے والوں کو شاباش دی ہو۔ بلکہ جہنم کی خوشخبری دی۔ اور فرما دیا وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ حضور آپ کی موجودگی میں میں ان کو کوئی سزا نہیں دیتا۔ اور آپ کو بشر کہنے والوں کو سزا نہ دیتا۔ یہ ان کی بہادری نہیں۔ بلکہ حضور آپ کی برکت سے ان کو میں کچھ نہیں کہتا فَاِمَّا نَذْهَبَنَّ بِكَ فَاِنَّا مِنْهُمْ مُّنْتَقِمُوْنَ جب ہم آپ کو لے جائینگے تو ان سے ایک ایک کر کے بدلے لوں گا

ان تمام آیات مذکورہ بالا سے یہ ثابت ہو گیا۔ کہ ابلیس سے لے کر ابوجہل وغیرہ تک کفار ہی نبی اللہ کو اپنی مثل بشر کا خطاب کرتے رہے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنی مثل بشر کہنے والوں کو کہیں مبارک بھی نہیں دی۔ بلکہ عذاب سے ہی تباہ کیا۔ یا عذاب کی خوشخبری دی اور بشر کا خطاب اچھا ہوتا تو رب کریم نے قرآن کریم میں کفار کی اصطلاح کیوں بیان فرمایا کسی آیت

میں یہ بھی فرما دیتا۔ کہ مومنین بھی اپنے نبی کو بشر کہتے رہے۔ پھر رب العزت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نور اللہ کا خطاب فرمایا۔ اگر یہ خطاب بہتر ہوتا تو کہیں یَا اَیُّھَا الْبَشَرُ سے بھی خطاب فرماتا۔ ہم امت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے رب العزت کے فرمان کو تسلیم کرتے ہوئے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور اللہ ہونے پر ایمان لے آئے۔ اور اپنی مثل بشر کہنا سنت ابلیسی وسنت فرعونی وسنت ابوجہلی وولیدی وسنت تمام کفار رب کریم سے سن کر اور سمجھ کر ترک کر دیا۔ فقیر نے بشریت کہنے کے عاملین قرآن سے کفار وابلیس کو دکھا دیا۔ اب تمہاری بہادری تب ہے کہ تم ایک ایسی آیت قرآنی دکھا دو کہ کسی مسلمان امتی نے مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو نور کہا ہو اور اس پر عذاب نازل ہوا ہو یا اس کو سرزنش ہوئی ہو۔ اگر مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو نور کہنا جرم ہوتا تو رب العزت وَالنَّجْمِ اور سِرَاجًا مُّنِیْرًا اور نور اللہ کا خطاب مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو کیوں فرماتا۔ اگر آپ نوری نہ ہوتے تو براق آسمانی رب العزت نہ بھیجتا۔ اگر آپ نور نہ ہوتے تو سدرۃ المنتہیٰ سے آگے تشریف نہ لے جا سکتے۔ یا مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے علاوہ بشر کو جاتا ہوا ثابت کر دو یا امکان ہی ثابت کر دو جو اپنا ہے وہ اپنے کے شان کو چھپا نہیں سکتا۔ جو بیگانہ ہے۔ وہ شان کا اقرار نہیں کر سکتا۔

بھائی کسی نے سنت رحمانی کو قبول کر لیا۔ کسی نے سنت شیطانی کو پسند کر لیا۔ یہ تو اپنی اپنی پسند ہے۔ خداوند کریم وہ نور مطلق ہے۔ جو لا یتجزیٰ ہے۔ حضور کریم صلے اللہ علیہ وسلم ایسے نور مجسم ہیں۔ جو ہر وقت میسر ہیں۔ اور آپ کے جسم اطہر سے ایمان داروں کو نور حاصل ہوتا ہے۔ اور آپ کے نوری ہونے میں کوئی فرق لازم نہیں آتا۔ وَجَعَلُوْا لَهٗ مِنْ عِبَادِهٖ جُزْءًا کا جواب پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ خداوند کریم کا نور جو ہر وعرض سے تقسیم و جزء سے مبرا ہے۔ خاکی نہیں ہے۔ قائم بالذات ہے۔ میرے پیارے محبوب مصطفےٰ

صلے اللہ علیہ وسلم کا نور نور خداوندی سے مشتعل ہے۔ آپ از سرتا پا نوری ہیں باوجود پیدا ہونے کے آپ کے والدین ہونے کے اور اولاد ہونے کے آپ کے نور میں فرق نہیں۔ یہ قدرت خداوندی کا کرشمہ ہے۔ خداوند کریم وہ ذات ہے جو اَللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ہے۔ مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کی انسانیت و بشریت کا کافر بھی قائل ہے۔ آپ کے نور ہونے کا ہی تو منکر ہے۔ کسی نے قدرتِ خداوندی کو پسِ پشت ڈال دیا۔ اور اس کی نگاہ ظاہری لپشت پر پڑی اور اسے مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی بشریت پر قیاس کر لیا۔ حالانکہ میرے مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہریت بھی نور اور باطن بھی نور آپ کا بال بال نور جوڑ جوڑ اعبارک حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک کو مس کرے۔ اس کا مقابلہ مخلوق سے کوئی نوری نہیں کر سکتا۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے جوڑے مبارک سے زمین و آسمان سورج و چاند قربان ہیں :-

"سوال"۔ تم نے کہا ہے۔ کہ آپ کے زمانہ میں کسی نے آپ کو بشر نہیں کہا ہم ثابت کرتے ہیں۔ کہ صحابہ نے آپ کو بشر کہا۔ ترمذی میں حضرت عائشہ فرماتی ہیں۔ کَانَ بشرا من البشر حضور بشروں سے بشر تھے۔

"محمد عمر" جناب فقیر نے قرآنی آتیں تمہارے سامنے پیش کی ہیں۔ کہ کفار اپنے انبیاء علیہم السلام کو اپنی مثل کہتے رہے۔ فقیر کی پیش کردہ گیارہ آیتوں کے مقابلے میں تم ایک آیت قرآنی پیش نہیں کر سکتے۔ یہ فقیر کی صداقت کی دلیل ہے باقی رہا تمہارا حدیث کو پیش کرنا تو پہلے کسی محدث سے قانون دریافت کر دو۔ کہ قرآن کی آیت صریحہ کے مقابلہ میں حدیث حجۃ بن سکتی ہے۔ پھر جس مسئلہ میں گیارہ آیتیں صریح موجود ہوں۔ ان کے مقابلے میں ایک خبر احاد کو پیش کرنا یہ اصولِ حدیث کے خلاف ہے۔ دوسرا جواب یہ ہے۔ کہ تمہاری مذکورہ حدیث کے مقابلے میں فقیر پہلے اقوال صحابہ کرام پیش کر چکا ہے۔ کہ ان کا عقیدہ تھا۔

کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم ہماری مثل نہیں ہیں۔ تیسرا جواب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی ہی حدیث اس کے مقابلے میں موجود ہے۔ آپ فرماتی ہیں کہ میں آپ کے بیت الخلا میں جاتی۔ تو سوائے کستوری کی خوشبو کے کچھ نظر نہ آتا ملاحظہ ہو۔

مصطفےٰ صلی اللہ وسلم کی انسانی صفات سے اولویت

کنز العمال $\frac{۷}{۳۰۸}$ خصائص کبریٰ $\frac{۱}{۷}$

عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھا قالت قلت یا رسول اللہ انک تاتی الخلاء فلا تری شیئا من الاذی الا انا نجد رائحۃ المسک

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا فرماتی ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بلاشک آپ بیت الخلا کو تشریف لاتے ہیں۔ تو ہم کسی فضلہ کو نہیں دیکھتے سوائے اس کے کہ ہم کستوری کی خوشبو پاتے ہیں۔

کیوں جی اب ہم نے بھی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی حدیث ہی پیش کی۔ کہ آپ میرے پیارے محبوب مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو دنیا کے انسانوں سے ممتاز صفت فرما رہی ہیں اور سینئے

الخصائص الکبریٰ $\frac{۱}{۷}$

اخرج الحکیم الترمذی من طریق عبد الرحمٰن بن قیس الزعفرانی عن عبد الملک بن عبد اللہ بن الوعید عن ذکوان ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یکن یُرٰی لہٗ ظلٌ فی شمسٍ ولا

فَتَسْيَاوُ لَا اَثَرَ قَضَاءِ حَاجَتِهٖ بے شک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ سورج میں نظر آتا اور نہ چاند کی روشنی میں آپ کا سایہ نظر آتا۔ اور نہ ہی آپ کے پاخانے کا کوئی نشان ہوتا۔

مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم احتلام سے مبرا تھے

الخصائص الکبریٰ ۱/۷ { اخرج الطبرانی نا طریق عکرمة عن ابن عباس والدینوری فی المجالسة من طریق مجاهد عن ابن عباس قال مَا احْتَلَمَ نَبِيٌّ قَطُّ وَاِنَّمَا الْاِحْتِلَامُ مِنَ الشَّيْطٰنِ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ نبی اللہ کو بالکل احتلام نہیں ہوتا اور کوئی بات نہیں احتلام شیطان کی طرف سے ہوتا ہے۔

الخصائص الکبریٰ ۱/۶۸ { وذکرہ ابن سبع فی الخصائص بِلَفْظِ اَنَّهُ لَمْ يَقَعْ عَلٰى ثِيَابِهٖ ذُبَابٌ قَطُّ وَزَادَ اَنَّ مِنْ خَصَائِصِهٖ اَنَّ الْقَمْلَ لَمْ يَكُنْ يُؤْذِيْهِ ابن سبع نے اپنے خصائص میں لکھا ہے کہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑوں پر مکھی نہ بیٹھتی تھی۔ اور اپنے خصائص میں ان سے زیادہ لکھا ہے۔ کہ آپ کے خصائص سے یہ بھی ہے آپ کو جوں بھی نہ ہوتی تھی۔

الخصائص الکبریٰ ۱/۷۱ { اخرج الحسن بن سفیان فی مسندہ وابو یعلی والحاکم والدار قطنی وابو نعیم عن ام ایمن قَالَتْ قَامَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم مِنَ اللَّيْلِ اِلٰى فَخَّارَةٍ فِیْ جَانِبِ الْبَيْتِ فَبَالَ

فِیۡہَا فَقُمۡتُ مِنَ اللَّیۡلِ وَ اَنَا عَطۡشَانَۃٌ فَشَرِبۡتُ مَا فِیۡہَا فَذَکَرۡنَا اَصۡبَحۡ اَخۡبَرۡتُہٗ فَضَحِکَ وَ قَالَ اَنَّکِ لَنۡ تَشۡتَکِیۡ بَطۡنَکِ بَعۡدَ یَوۡمِکِ ھٰذَا اَبَدًا ام ایمن رضی اللہ تعالے عنہا سے روایت ہے۔ فرمایا مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو ایک گھر کے ایک کونے میں برتن پیالے کی طرف اُٹھے تو آپ نے اس میں پیشاب کیا۔ پھر میں رات کو اٹھی مجھے پیاس محسوس ہوئی۔ میں جو کچھ اس میں تھا پی لیا۔ تو جب صبح ہوئی میں نے مصطفےٰ صلی اللہ کو اطلاع دی تو حضور مسکرائے اور فرمایا کہ اس دن کے بعد تیرے پیٹ میں انشاء اللہ کبھی بیماری نہیں ہوگی۔

الخصائص الکبریٰ $\frac{1}{65}$] اخرج البخاری فی التاریخ وابن ابی شیبۃ فی المصنف وابن سعد عن یزید بن الاصم قال مَا تَثَاءَبَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم قَطُّ

فرمایا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے بالکل جمائی نہیں لی۔

چوتھا جواب ترمذی کی بشر امن البشر والی یہ خبر واحد بھی صحیح نہیں سنیئے اس سند کے رواۃ سے عبداللہ بن صالح ہے جس کے متعلق لکھا ہے۔

تقریب التھذیب ۲۰۲] عبداللہ بن صالح کثیر الغلط یعنی عبداللہ بن صالح بہت غلط حدیثیں بیان کرتا ہے۔ جو تمہاری اس حدیث کا راوی بھی وہی ہے۔ اور سنیئے

تہذیب التھذیب $\frac{256}{257}$] عبداللہ بن صالح لیس ھو بشیئ عبداللہ بن صالح کچھ نہیں انہ کان یکذب فی الحدیث وہ حدیث میں جھوٹ بولتا ہے یار تم تو مر مرا کر ایک حدیث لائے۔ وہ بھی جھوٹی قرآن کریم پر ایمان لے آؤ نجات پاؤ گے۔ اور حضور کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو ادب سے یاد کیا کرو۔

"سوال" جب تمہارے نزدیک حضور نور ہیں۔ اور حاضر و ناظر بھی تو اندھیری رات یا اندھیری کوٹھڑی میں روشنی کیوں نہیں رہتی۔

"محمد عمر" اللہ تعالٰی قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

انفطرت پ ۳۰ | اِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ تم پر دو کراماً کاتبین فرشتے محافظ ہیں۔ جب تمہارا اس پر ایمان ہے کہ ہر شخص کے ساتھ دو نوری فرشتے ہیں اندھیرے کمرے میں یا اندھیری رات میں تمہارے ساتھ ان کا نور کیوں نہیں چمکتا ثابت ہوا کہ نوریوں کے دیکھنے کے لئے ایمانی آنکھ کی ضرورت ہے۔

دوسرا جواب۔ قرآن میں ہے اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اللہ تعالٰی آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔ تو سورج اور چاند کی ضرورت کیا تھی۔ اسی کا نور ہر چیز کو روشن بنا دیتا ثابت ہوا کہ نور خداوندی کو دیکھنے والی آنکھ اور ہے۔ ایسے ہی مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم بھی نوری ہیں۔ لیکن ان کو بھی دیکھنے والی آنکھ ولایت والی دیکھ سکتی ہے۔ ہر ایک آنکھ کی یہ طاقت نہیں۔ کہ نور مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھ سکے

"سائل" حضور اگر نور ہوتے تو غزوہ احد میں آپ کے دانت کیوں شہید ہوئے کیا ان کا خون نہیں بہا کیا نوریں بھی خون ہوتا ہے۔

"محمد عمر" مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کا خون مبارک بھی نوری تھا۔ جیسا کہ فقیر پہلے عرض کر چکا ہے۔ کہ آپ کا بال بال نوری ہے ایسے ہی آپکا خون بھی نوری ہے۔

دوسرا جواب۔ نور جس ہیئتہ کذائیہ میں متشکل ہو اس کے عوارض ذاتیہ اس کو لاحق ہوتے ہیں۔ مثلاً ملک الموت فرشتہ نوری ہے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے انسانی شکل میں متشکل ہو کر آیا ہے۔ تو اس کی آنکھ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مکا مار کر نکال دی کیا نور کی آنکھ بھی پارہ ہو سکتی ہے۔

مسلم شریف ۲/۲۶۷

حدثنا محمد بن رافع قال ثنا عبد الرزاق قال نا معمر عن همام بن منبه قال هذا ما حدثنا ابو هریرۃ عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فذکر احادیث منہا وقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم جاءَ مَلَکُ الْمَوْتِ اِلٰی مُوْسٰی علیہ السلام فَقَالَ لَہٗ اَجِبْ رَبَّکَ قَالَ فَلَطَمَ مُوْسٰی علیہ السلام عین ملکِ الْمَوْتِ ففقاھا قال فَرَجَعَ الْمَلَکُ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی فَقَالَ اِنَّکَ اَرْسَلْتَنِیْ اِلٰی عَبْدٍ لَکَ لَا یُرِیْدُ الْمَوْتَ وَقَدْ فَقَأَ عَیْنِیْ قال فَرَدَّ اللّٰہُ اِلَیْہِ عَیْنَہٗ الخ فرمایا رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم نے ملکُ الموت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف آیا تو اس نے کہا۔ اپنے رب کے حکم کو قبول فرمایئے فرمایا نبی کریم صلے اللّٰہ علیہ وسلم نے تو موسیٰ علیہ السلام نے طمانچہ مارا ملکُ الموت کی آنکھ پر تو اس کو نکال دیا۔ بنی کریم صلے اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا تو ملک الموت اللّٰہ تعالےٰ کی طرف لوٹا۔ پھر دربار خداوندی میں عرض کیا۔ تو نے مجھے اپنے ایسے بندے کی طرف بھیجا جو موت کا ارادہ نہیں رکھتا۔ اور اس نے میری آنکھ نکال دی نبی کریم صلے اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تو اللّٰہ تعالےٰ نے حضرت عزرائیل علیہ السلام کی دوبارہ آنکھ عطا فرمادی

کیوں جناب ملکُ الموت نوری فرشتے کی آنکھ بھی یا نہ اور نور بہایا نہ اور جو شخص مصطفےٰ صلے اللّٰہ علیہ وسلم کے نور کا قائل نہیں۔ اس کا یہ اختیار نہیں ہے بلکہ رب العزت نے اس کے لیے کوئی نور تجویز نہیں فرمایا۔

النور ۱۸/۵ } وَمَنْ لَّمْ یَجْعَلِ اللّٰہُ لَہٗ نُوْرًا فَمَا لَہٗ مِنْ نُّوْرٍ۔ اللّٰہ تعالےٰ نے جس کے لئے نور نہیں بنایا۔ اس کو کوئی نور نہیں ملے گا۔ اور اس حدیث شریف سے یہ بھی ثابت ہوا کہ نبی اللّٰہ کی طاقت ملائکہ سے زیادہ ہے اور ملائکہ کا غلام رسول ہونا بھی ثابت ہو گا۔ جس نے اپنی آنکھ نکلوالی لیکن نبوت کی گستاخی گوارہ نہیں کی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کا منکر قیامت میں مصطفیٰ علیہ السلام کی شفاعت سے محروم رہیگا

ابن عساکر ۲/۳۶۰

واسند ایضًا الی عقبہ بن عامر الجہنی مرفوعًا اذا جمع اللہ الاولین والاخرین فقضی بینہم وفرغ من القضاء قال المؤمنون قد قضی بیننا ربنا فمن یشفع لنا فیقولون انطلقوا الی آدم فانہ ابونا خلقہ اللہ بیدہ وکلمہ اللہ فیاتونہ فیکلمونہ ان یشفع لہم فیدلہم علی موسی ثم یاتون موسی فیدلہم علی عیسی فیقول ادلکم علی النبی الامی فیاتونی فیاذن اللہ عزوجل لی ان اقوم الیہ فیفور مجلسی من اطیب ریح یشمہا احد قط حتی اتی ربی فیشفعنی ویجعل لی نورا من شعر راسی الی ظفر قدمی ثم یقول الکافرون ہذا قد وجد المؤمنون من یشفع لہم فمن یشفع لنا ما ہو الا ابلیس ہو الذی اضلنا فیاتون ابلیس فیقولون لہ قد وجد المؤمنون من یشفع لہم فقم انت فاشفع لنا فانک قد اضللتنا فیقوم فیفور مجلسہ من انتن ریح شمہا احد قط ثم یعظم حتی یلقی فی جہنم ویقول الشیطان لما قضی الامر ان اللہ وعدکم وعد الحق ووعدتکم فاخلفتکم الی آخر الایۃ۔

جب اللہ تعالیٰ اولین و آخرین کو جمع فرمائے گا۔ تو ان کے درمیان فیصلہ کیا جائیگا اور جب رب کریم فیصلے سے فارغ ہوگا۔ مومنین (گنہگار) کہیں گے۔ رب کریم نے ہمارے درمیان بے شک فیصلہ تو فرما دیا تو اب دربار خداوندی میں ہماری سفارش کون کریگا

تو بعض ان سے کہیں گے۔ آدم علیہ السلام کی طرف چلو وہ ہمارا باپ ہے اس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دست پاک سے پیدا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اس سے ہم کلام بھی ہوا تو وہ (گنہگار) مومنین حضرت آدم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے۔ اور عرض کریں گے کہ ابا جی ہماری سفارش دربار خداوندی میں فرمائیے تو ان کو حضرت آدم علیہ السلام فرمائیں گے حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ تو گنہگار مومنین حضرت نوح علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے تو حضرت نوح علیہ السلام ان کو حضرت ابراہیم کے متعلق ارشاد فرمائیں گے پھر وہ لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے۔ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام ان کو حضرت موسےٰ علیہ السلام کی طرف بھیجیں گے۔ پھر یہ لوگ حضرت موسےٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے۔ تو حضرت موسےٰ علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف اشارہ فرمائیں گے۔ تو وہ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف آئیں گے۔ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے کہ میں تمہیں مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف بھیجتا ہوں تو وہ گنہگار مومنین میرے پاس آئیں گے۔ تو عزوجل مجھے اجازت فرمادے گا۔ کہ میں دربار خداوندی میں کھڑا ہو جاؤں۔ تو میری مجلس بے حد خوشبو سے معطر ہو جائے گی۔ یہاں تک میں رب کریم کے دربار میں آؤں گا پھر سفارش کروں گا۔ اور مجھے سر کے بالوں سے لے کر قدموں کے ناخنوں تک نور بنا دیا جائے گا۔ پھر کفار کہیں گے۔ مومنین گنہگاروں نے تو یہ سفارشی پا لیا ہے۔ جو ان کی سفارش کرے گا۔ اب ہمارا سفارشی کون ہو گا سوائے ابلیس کے اور کوئی نہیں نہی ہے جس نے ہمیں گمراہ کیا۔ تو کفار ابلیس کے پاس آئیں گے تو اس کو کہیں گے۔ مومنوں نے تو اپنا سفارشی پا لیا تو اٹھ اور ہماری سفارش کر تو نے ہی ہمیں گمراہ کیا۔ تو ابلیس کھڑا ہو گا۔ تو اس کی مجلس سخت بدبودار ہو جائے گی۔ پھر ابلیس اونچا کر کے جہنم میں ڈالا جائے گا۔ اور شیطان کہیگا۔ جب فیصلہ ہو چکا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا۔ تو اس نے اپنے وعدے کو سچا کر دیا اور میں نے وعدہ کیا تو خلاف کیا۔

کیوں جناب اس حدیث سے ثابت ہوا کہ منکرین قیامت میں نور مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کی سفارش کے لئے نہ بڑھیں گے۔ اور شفاعت مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم سے محروم جائیں گے۔ اور دربار ابلیس میں جائیں گے اور نور مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے تابعین گنہگار آپ کے نور سے استفادہ حاصل کریں گے۔ اور آپ کی سفارش ان کی شفاعت کا باعث بنے گی۔ اور منکرین نور مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے حسرت سے جہنم میں ڈالے جائیں گے۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنَ۔

"سوال" :۔ مولوی صاحب نور مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق سب سوالات حل ہو گئے لیکن ایک سوال باقی رہ گیا جو آج ایک شخص نے پیش کیا ہے کہ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم جب جبریل علیہ السلام کو سدرۃ المنتہیٰ پر چھوڑ گئے۔ اور خود اوپر تشریف لے گئے۔ تو ثابت ہوا کہ ہم نور سے بشر کو زیادہ مرتبہ دیتے ہیں۔ جیسا کہ خداوند کریم نے کیا۔ اور تم بشر کے درجے کو گھٹاتے ہو۔

"محمد عمر" مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم سدرۃ المنتہیٰ کے اوپر تشریف لے گئے تو نور ملائکہ نیچے رہ گیا یہ تو تمہیں سوجھ آ گئی۔ لیکن یہ نہ سوچا کہ آپ اوپر تشریف لے گئے تو اوپر نور تھا جس کی طرف تشریف لے گئے یا بشر اگر بشر کہو تو کفر کیونکہ خداوند کریم بشریت سے بری ہے تو تسلیم کرنا پڑے گا۔ کہ خدا نور ہے اور مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم نور کی طرف تشریف لے گئے تو نور بالا تر ہوا یا بشر تو ماننا پڑے گا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نور اور نور خدا کی طرف ہی تشریف لے گئے۔ نور نور سے ملاقات کے لئے گیا تو نور کا درجہ بالاتر ہی رہے گا۔ اور نور ملائکہ کا درجہ کم ہوا۔ نہ مطلق نور کا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانیت مع جسمیت خداوند کریم کی قدرت کاملہ سے سب نوروں سے اولیٰ اور بالاتر ہے۔

کلیمے کہ چرخ فلک طور اوست | ہمہ نورہا پرتو نور اوست
تو اصل وجود آمدی از نخست | دگر ہر چہ موجود شد فرع تست

(سعدی)

:مرتبہ:

ابو عبد الوہاب محمد عمر دار المقیاس۔ اچھرہ۔ لاہور۔ بتاریخ ۲۸ جولائی

فہرست کتاب مقیاس نور

نمبر صفحہ

خواجہ فریدالدین رحمۃ اللہ علیہ

صاحب معراج و صدر کائنات — سایۂ حق نور ان خورشید ذات
نور او مقصود مخلوقات بود — اصل معدومات و موجودات بود
انچہ اول شد پدید از جیب غیب — بود نور پاک او بے ہیچ ریب
چوں شد آں نور معظم آشکارا — در سجود افتاد پیش کردگار

(منطق الطیر)

ابوعبدالوہاب محمد عمر دارالمقیاس۔ اچھرہ۔ لاہور